بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نورالہدیٰ

اَللّٰہُ وہ حیّ قیوم ذات ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ الٰہی! تُو جسے چاہتا ہے عزت سے نواز دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت سے دوچار کر دیتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہیں سب بھلائیاں، بے شک تُو ہر چیز پر قادر ہے اور ہر دم و ہر ساعت ہزاراں ہزار ، از حد بے شمار، نا محدود درود ہو اشرف المخلوقات ابوالقاسم حضرت محمد رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ) پر کہ جن کی شان میں فرمانِ الٰہی ہے:- ''محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔''

اس کے بعد صاحبِ نطق متصرفِ کل کہتا ہے کہ عبادت کا انتہائی مقصود یہ ہے کہ بندہ فیض وفضلِ غنایت سے اِس طرح سیراب ہو جائے کہ پھر اُسے کوئی شکایت نہ رہے اور اِس پر انتہائی شکر بجالائے کہ یہی سرمایۂ ہدایت ہے۔ طریقِ تحقیق سے یہ سب توفیق بارگاہِ حق سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- '' مجھے نہیں ہے توفیق مگر اللہ کی طرف سے۔'' اور تحقیق سے ثابت ہے کہ ایسی توفیق زبان کو ہر وقت آیاتِ قرآنی کی طے سے تر رکھتی ہے اور مردہ دلوں کو زندگی بخشتی ہے لیکن یہ مرتبہ اہلِ تصدیق کو نصیب ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ طالبی و مرشدی، پیری و مریدی اور استادی وشاگردی کے جملہ مراتب کی تحقیق کی کسوٹی علمِ کیمیائے اکسیر یعنی تصرفِ توفیق ہے کہ جس طریق میں توفیقِ تصرف نہ ہو بے شک وہ طالب اللہ کو اللہ سے بہت دور لے جاتا ہے لیکن تصرفات بھی کئی قسم کے ہیں، چنانچہ تصرفِ اسمِ اعظم ،تصرفِ علمِ اکسیر ،تصرفِ علمِ تکسیر ،تصرفِ علم

سنگِ پارس، تصرف علم روشن ضمیر، تصرف علم قرآن تفسیر، تصرف علم معرفت وقرب حضور ربانی، تصرف علم کشف القبور روحانی، تصرف علمِ عین عیانی اور وہ تصرف کہ جس طرف بھی طالب توجہ کرے فوراً حضورِ حق میں پہنچ جائے۔ ایسے تمام تصرفات کا علم اسمِ اللہ ذات حی قیوم کی حاضرات سے کھلتا ہے۔ مرشدِ کامل طالب اللہ کو پہلے ہی روز لوحِ محفوظ اور علمِ ظہور کے مطالعہ سے اِن تصرفات کا علم سکھا دیتا ہے جس سے طالب اللہ لائق تلقین ولائق ارشاد بن جاتا ہے۔

بیت:۔ ''جس طریقہ میں حضوری نہیں وہ طریقہ راہزن ہے۔ راہِ حضوری وہ راہ ہے کہ جس سے طالبِ حق کو امن نصیب ہوتا ہے۔''

سچ کہتا ہے مصنف تصنیف سروری قادری فقیر باھو فنا فی ھُو ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعۂ شور (اللہ تعالیٰ اُسے ہر قسم کے فتنوں اور ظلم وستم سے محفوظ رکھے) کہ اِس کتاب کا نام ''نورالہدیٰ'' رکھا گیا ہے اور اِسے ''عین نما'' کا خطاب دیا گیا ہے۔

بیت:۔ ''اے طالب! تُو ذکر وفکر کی ریاضت میں نہ پڑ بلکہ ذکر وفکر کی ریاضت اور وساوس سے دل کو پاک رکھ۔'' [1]

کہ جب طالب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے وجود کے اندر باطن میں جھانکتا ہے تو مشاہدۂ جمالِ الٰہی کا متلاشی ہو جاتا ہے۔

ابیات:۔ (۱) ''ذکر وفکر سے مشاہدۂ حضور اور وصالِ حق نصیب ہوتا ہے، یہ اہلِ وہم وخیال بھلا ذاکر کہاں ہو سکتے ہیں؟'' (۲) ''اے طالب! مجھ سے معرفتِ حق

---

[1]:۔ ''ذکر فکر'' اولیائے کاملین کے نزدیک ابتدائی مرتبہ ہے۔ سالک کو اس سے آگے بڑھ کر جمالِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔''

حاصل کرتا کہ تو خضر ثانی اور عیسیٰ صفت ہو جائے۔'' (۳) '' آ! میں تجھے دکھادوں کہ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا ہے کہ میں بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں۔'' (۴) '' جسے یہاں لقائے حق نصیب نہ ہو سکا وہ گویا حیوان ہے جو روئے زمین پر گھاس ہی چرتا رہا۔''

فرمان حق تعالیٰ ہے:۔ '' وہ حیوانوں کی مثل ہیں بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے۔''

مثنوی:۔

''مَیں اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ بھیدوں کو اس لئے آشکار کرتا رہتا ہوں کہ مَیں طالبوں کو حضوری تک پہنچانے والا راہبر ہوں۔اے طالب مجھ سے دیدارِ وحدت حاصل کرتا کہ تُو بارگاہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری کے لائق ہو سکے۔''

فرمان حق تعالیٰ ہے:۔'' اور جو یہاں لقائے حق سے اندھا رہ گیا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔''

بیت:۔ '' مجھ سے خزائن کرم حاصل کرلے تا کہ تیرے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے۔''

جو شخص اخلاص و یقین اور اعتقادِ خاص کے ساتھ اس کتاب کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے گا وہ واقفِ اسرار ہو جائے گا اور اسے ظاہری مرشد سے تعلیم و تلقین کی حاجت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب معرفت ''اِلَّا اللّٰہُ'' تک پہنچانے اور مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کا شرف بخشنے کا وسیلہ ہے۔ یہ خلق کی راہنمائی اور باطن کی صفائی کرنے والی کتاب ہے لیکن اس کا مطالعہ کرنے والے طالب کو چاہیے کہ وہ ارادت میں صادق ہو اور بادب و باحیا ہو۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کے مطالعہ سے

کسی نے خزائن حکمت ظاہری کا تصرف، کیمیائے اکسیر کا علم، سیم وزر اور نقد و جنس کا مال نہ پایا تو وہ بالآخر تنگ دستی وفاقہ کشی کی ہلاکت اور طرح طرح کے دُکھوں اور پریشانیوں میں مبتلا رہے گا- ایسے ابتر و زوال پذیر حالات میں مفلسی و ناداری اور دربدر کی گدائی کا وبال اُس کی اپنی گردن پر ہوگا- ایسے بے نصیبوں کو کوئی کس طرح بانصیب کرے؟ جس شخص کو اِس بات پر یقین نہیں وہ انسان نہیں احمق حیوان ہے- اگر تُو باشعور عالم اور صاحبِ حضور عارف فقیر (بننا چاہتا) ہے تو سن لے کہ تمام نصیب، تمام قسمت، تمام مراتبِ حکمت، تمام خزائن اور تمام علوم طلسمات کلمہ طیب میں پائے جاتے ہیں اور تمام نصیبوں کی کنجی کلمہ طیب ہے- کلمہ طیب پڑھنے والا شخص نہ کبھی بے نصیب ہوا ہے اور نہ ہوگا، البتہ وہ کافر یہود بے نصیب رہتا ہے جو معبودِ حقیقی کی معرفت سے بے خبر ہے" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" جو شخص کلمہ طیب کی کنہ کو جان لیتا ہے اور زبانِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سبق لے کر کلمہ طیب کی خاصیت کو سمجھ لیتا ہے اور زبان ہلائے بغیر لوحِ ضمیر اور لوحِ محفوظ سے کلمہ طیب کو پڑھتا ہے تو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے تصرف کے جتنے خزانے موجود ہیں اُن میں سے کوئی بھی اُس سے مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا- جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے اور اُسے نفع دینے لگتا ہے تو اُس کی رگ رگ میں کلمہ طیب دریا کی طرح جاری ہو جاتا ہے اور سر سے قدم تک اُس کے وجود کا ہر بال کلمہ طیب کا ورد کرنے لگتا ہے- اِس طرح جب اُس کے وجود میں کلمہ طیب قرار و سکون پکڑ لیتا ہے تو اُس کی روح فرحت یاب ہو جاتی ہے، قلب زندہ ہو جاتا ہے، نفس مر جاتا ہے اور تمام بری خصلتیں اُس کے وجود سے نکل جاتی ہیں- جان لے کہ رسم و عادت کے طور پر کلمہ طیب پڑھ لینے کا مرتبہ اور ہے اور اللہ حی قیوم کے قربِ حضور میں کلمہ طیب

پڑھنے کا مرتبہ و منصب اور ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ :- ''محض زبان سے '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ '' پڑھنے والے لوگ تو کثیر ہیں لیکن خلوصِ دل سے پڑھنے والے بہت قلیل ہیں۔ ''پس مرشدِ کامل وہ ہے جو طالبِ صادق کو قسمت و نصیب کا ہر مرتبہ و ہر منصب اور خزائن حکمت و کیمیا کا ہر تصرف کلمہ طیب کے ایک ایک حرف سے کھول کر دکھا دے۔ پس معلوم ہوا کہ تلقین کسی مرد مرشد سے لینی چاہیے اور زن سیرت نامرد مرشد کو تین طلاق دے دینی چاہئیں۔ مرد مرشدِ کامل اور نامرد مرشدِ ناقص کی پہچان کیا ہے؟ مرشدِ کامل طالب کو اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ کراتا ہے اور ایک ہی توجہ سے اُسے حضوری میں پہنچا دیتا ہے لیکن نامرد مرشدِ ناقص طالب اللہ سے آج کل کے وعدے کرتا ہے حالانکہ فرمایا گیا ہے :- ''اہل کرم جب وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا کرتا ہے۔ '' جو طالب حاضراتِ اسم اللہ ذات کو تصور و توجہ میں لے آتا ہے وہ اہل توفیق ہے اور جو تصرف و تفکر میں لے آتا ہے وہ اہل تحقیق ہے۔ اِس میں شک کرنے والا مردہ دل زندیق ہے۔ طالب پر فرضِ عین ہے کہ وہ مرشد کے فرمان کی خلاف ورزی نہ کرے اور نہ ہی مرشد کے سامنے دم مارے اور مرشد پر بھی فرضِ عین ہے کہ وہ طالب کی ہر مراد پوری کرے۔ جس مرشد میں یہ توفیق نہیں وہ طالبانِ حق کے لئے راہزن شیطان ہے جو اُن کی عمر برباد کرتا ہے اور طالب اگر نامرد ہے تو سیم و زر دنیا اُس کے لئے حجاب بن جاتا ہے کیونکہ مرشد جب بھی طلبِ سیم و زر سے اُس کا امتحان لیتا ہے تو وہ مرشد سے بدظن و بدگمان ہو کر روگردان ہو جاتا ہے۔ ایسا طالب شیطان کے زمرے میں آتا ہے کہ وہ نفس لعین کی قید میں آ کر یقین سے محروم ہو جاتا ہے اور مرشد کی جاسوسی میں وسوسوں کا شکار رہتا ہے اور کسی بھی منزل و مقام پر نہیں

پہنچ سکتا۔ مرشد طالب سے کیا چاہتا ہے؟ جانِ عزیز کی نقدی۔ جو طالب راہِ مولیٰ میں سر قربان نہیں کرسکتا وہ نامرد ہے اور معرفتِ لامکان سے محروم رہتا ہے۔ مرد طالب وہ ہے جو راہِ مولیٰ میں جان تو دے دے مگر دم نہ مارے۔ ایسا ہی طالب روشن ضمیر، باشعور اور لائق حضور ہوتا ہے۔ جان لینا چاہیے کہ مرتبۂ طالبی اور مرتبۂ مرشدی کیا ہے؟ طالب و مرشد مدعی اور مدعا علیہ کی شکل ہوتے ہیں اور اُن کے معاملات ایسے ہیں کہ جب تک معرفتِ قرب کی حضوری میں قدرتِ الٰہی کے قاضی کے سامنے پیشی نہ ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس شریعت میں حضوری حاصل نہ ہو حق و باطل میں تمیز نہیں ہوسکتی اور نہ ہی نفس و روح کی تشخیص ہوسکتی ہے کہ اِس کے لئے دو گواہوں کی ضرورت ہے، ایک گواہ علمِ اقرار ہے اور دوسرا علمِ تصدیق ہے۔ یہ دونوں علوم گواہی قدرتِ الٰہی کا عطیہ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مرشدِ کامل کی نگاہ میں عالم اور جاہل طالب برابر ہوتے ہیں کیونکہ ظاہر و باطن کے دونوں علوم یعنی علمِ حی قیوم اور علمِ رسم رسوم عالم باللہ مرشدِ کامل کے اختیار میں ہوتے ہیں۔ اِسی طرح بے نصیب اور بانصیب طالب بھی مرشدِ کامل کی نگاہ میں برابر ہوتے ہیں کیونکہ اگر کوئی طالب بے نصیب ہو تو مرشدِ کامل اُسے حبیبِ خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر کے اُن سے نصیب دلوا دیتا ہے لیکن مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری ایک کسوٹی ہے جہاں طالبِ صادق کے لئے مرتبۂ صادق یعنی مرتبۂ معرفتِ دیدار ہے اور کاذب کے لئے مرتبۂ کاذب یعنی مرتبۂ دنیائے جیفہ مردار ہے۔ اِسی طرح صادق کے لئے مرتبۂ جمالیت یعنی مرتبۂ مشاہدۂ حضور ہے اور کاذب کے لئے انانیت کا مرتبۂ جلالیت ہے جس میں کشف و کرامات کا غرور ہے۔ اگر صاحبِ نظر مرشدِ کامل طالب کو آفتابِ توحید و معرفت کے نور

کی تجلی شہ رگ سے نزدیک تر بھی دکھا دے تو کورچشم طالب اُسے پسند نہیں کرتا۔ اگر مرشد خود ہی نورِ معرفت سے اندھا ہو تو اُس کا طالب ہمیشہ بے جمعیت رہتا ہے اور ورد وظائف سے رجعت کھا کر شور وشر میں مبتلا رہتا ہے۔ مرشدِ کامل طالبِ صادق کو خاتمہ بالشر کے مرتبے سے نکال کر خاتمہ بالخیر کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ مرشدِ کامل طالبِ صادق کو تین علوم کا سبق دیتا ہے، (۱) اسمِ اللہ ذات سے علمِ الف بمع اُلفت عطا کرتا ہے، (۲) علمائے سلف سے علمِ سلف سکھاتا ہے اور (۳) علمائے خلف سے علمِ خلف سکھاتا ہے۔ بعد میں طالب اِن سب کو بھلا دیتا ہے۔[۱] اِس سے اُس کا وجود نور بن جاتا ہے اور وہ ہمیشہ قربِ اللہ حضور کے مشاہدے میں غرق رہتا ہے اور اپنے روزِ الست والے مرتبے کو پہچان کر انبیا و اولیا کی صف میں کھڑا ہو جاتا ہے اور روحی زبان سے " قَالُوْا بَلٰی " پکارتا ہے۔ اب وہ مسلمانِ حقیقی کہلاتا ہے۔ جو طالب مرشد کی تلقین سے پہلے ہی دن مسلمانی کے اِس مرتبے پر نہ پہنچے اور صفِ ازل میں اپنی روح کے منصب کو نہ پہچانے تو اُس کا مرشد کس کام کا؟ کہ اُس کا طالب نرا حیوان رہے۔ مرشدی و طالبی کا مرتبہ حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے کہ یہ مرتبہ سراسر اسرارِ عظیم اور مشاہدۂ حضوری پروردگار ہے۔ جان لے کہ اگر تُو عاقل ہے تو چشمِ عیاں سے قربِ الٰہی میں مشاہدۂ حضوری حاصل کر اور ایک ہی نظر سے دونوں جہان کا نظارہ دیکھ۔ اے طالبِ عالم باللہ اور اے طالبِ عارف ولی اللہ! تُو سب سے پہلے اپنے مرشد سے علم حاصل کر کہ " بے علم آدمی خدا کو ہرگز نہیں پہچان سکتا۔" چنانچہ تُو علمِ توحید عنایت، علم معرفت ہدایت، علم ولایت اور علم غنایت حاصل کر۔

[۱]:- یعنی درسی علوم کے بعد وہ آگے بڑھ کر روحانی علوم سیکھتا ہے اور صاحبِ بصیرت ہو جاتا ہے۔

مرشدِ کامل یہ تمام علوم طالبِ صادق کو ایک ہی توجہ اور ایک ہی نظر میں سکھا دیتا ہے جس سے طالب ایک ہی ساعت میں عالم فاضل صاحبِ تحصیل ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد اُسے معرفتِ قرب اللہ نور حضور، مشاہدۂ حضور، محبتِ حضور، طلبِ حضور، لاہوت لامکان حضور، توفیق تحقیق حضور، ذکر فکر الہام مذکور حضور اور معراجِ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضور کے علوم عطا کر دیتا ہے۔ اِن جملہ علومِ حضور اور قوتِ علمِ نور سے آدمی کا تمام وجود سر سے قدم تک نور بن جاتا ہے۔ ایسا صاحبِ نور جب زبان و بیان کے بغیر محض علمِ نور حضور سے صرف ایک بار اسمِ اللہ ذات پڑھتا ہے تو زندگی بھر اُسے ریاضت و مجاہدے کی حاجت نہیں رہتی۔ سب سے پہلے مرشدِ کامل اِن جملہ علومِ حضوری کی تعلیم دیتا ہے جس سے طالب تلقین و ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے اور پھر وہ غضب و غلطی کی راہ ہرگز نہیں چلتا اور وہ غالب الاولیا ہو جاتا ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو علمِ مجاہدہ کو علمِ مشاہدہ میں کھول دے، علمِ ریاضت کو علمِ راز میں دکھاوے کیونکہ علمِ مجاہدہ اور علمِ ریاضت علمِ مشاہدہ اور علمِ راز میں از خود اِس طرح سمائے ہوئے ہیں کہ جس طرح نمک طعام میں یا انگارہ آگ میں یا دودھ پانی میں یا سونا کٹھالی میں یا دم روح و جان میں۔ جس نے بھی معرفتِ توحید، قرب اللہ حضور اور جمعیت و ہدایتِ فنا فی اللہ کے مراتب پائے علمِ نور حضور ہی سے پائے اور اِسی علم ہی کو اپنا وسیلہ و پیشوا و رفیق اور راہبر با توفیق بنایا۔ کبھی کوئی جاہل و کافر اور شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مخالف اہلِ بدعت اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکا۔

بیت :۔ ''علمِ باطن مکھن کی مانند ہے اور علمِ ظاہر دودھ کی مانند، دودھ کے بغیر مکھن کہاں بنتا ہے؟ اور پیر کے بغیر بزرگی کہاں نصیب ہوتی ہے؟'' جو طالب پیر و مرشد سے معرفتِ الٰہی طلب کرتا ہے وہ نیک بخت، سعادتمند اور لائق توحید ہے اور وہ مرتبۂ

سلطان بایزیدؒ پر پہنچتا ہے اور جو بے پیرو بے مرشد ہے وہ شیطان کا طالب و مرید ہے۔ کامل مرشد کی پہچان کیا ہے؟ کامل مرشد تصورِ اسم اللہ ذات کی ایک ہی نظر سے طالب صادق کے ساتوں اندام کو یعنی سر سے لے کر قدم تک اُس کے سارے وجود کو نور بنا دیتا ہے اور تصورِ اسم اللہ ذات کی توجہ سے اُسے مشاہدۂ حضور کرا دیتا ہے۔ جس مرشد سے طالب اللہ کو پہلے ہی روز حضوری مُشاہدہ کا مرتبہ نصیب نہ ہو وہ مرشد ناقص و نالائق ہے اور اُس سے ارشاد جاری نہیں ہوتا۔ حضوری مُشاہدہ کے کئی طریقے ہیں۔ ذکر فکر کے ذریعہ حضوری مُشاہدہ اور ہے اور قربِ الٰہی سے آنے جانے والے الہامی پیغامات کی حضوری کا مشاہدہ اور ہے، فنائے نفس و شرفِ لقا و فنا فی اللہ باخدا کی حضوری کا مشاہدہ اور ہے اور مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کا مشاہدہ اور ہے۔ فقیرِ کامل اِن جملہ حضوریات کے مشاہدے کا علم طالب اللہ کو حاضراتِ اسم اللہ ذات کی تحقیقات سے ایک ہی ساعت میں کھول کر دکھا دیتا ہے۔ آیاتِ قرآن و حدیث کے جملہ علوم کو جو شرف و عزت حاصل ہے وہ اسمِ اللہ ذات سے ہے اور انبیا و اولیا و غوث و قطب و درویش فقرا نے جو مراتب بھی پائے اسمِ اللہ ذات ہی سے پائے۔ بیت:۔ ''اپنے جسم کو اسمِ اللہ ذات میں فنا کر دے تاکہ تُو عارفِ خدا بن کر حیاتِ جاوداں حاصل کر لے۔'' کل و جز کے یہ جملہ مراتب حاصل کرنا اور واصل بحق ہونا مشق وجودیہ [1] ہی سے ممکن ہے۔ مشقِ

[1]:۔ مشق وجودیہ = سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ کے سلوکِ فقر میں یہ ایک اہم مراقبہ ہے۔ مرشدِ کامل کی زیرِ نگرانی باطنی وجود کے مراکز پر تصور کے ذریعہ اسم اللہ ذات لکھا جاتا ہے۔ درویش اپنے خیال میں مخصوص جگہوں پر اسمِ اللہ ذات لکھتا ہے اور اپنے تصور میں وہاں اسمِ اللہ ذات دیکھتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس مشق سے اُس پر اسرارِ الٰہی کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

وجود یہ میں وجود پر بذریعہ تفکر اسمِ اللہ ذات لکھا جاتا ہے جس سے طالب کے وجود میں اسمِ اللہ ذات کے ہر ایک حرف سے تجلی پیدا ہوتی ہے جو طالب کو یک دم معروف کرخی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مرتبے پر پہنچا دیتی ہے اور طالب غنی ولا یحتاج ہو جاتا ہے اور وہ مرتبۂ غنایتِ اکسیرِ کیمیا ۱؎ سے فقیرِ عامل کیمیا گر اور مرتبۂ ہدایتِ اکسیر سے بحروبر کا مالک کیمیا نظر ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ مرشدِ کامل پر فرض ہے کہ وہ طالبِ صادق کو یہ دونوں علوم ایک ہی ساعت میں عطا کر دے۔ سن! طالب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک شہباز کے بچے کی مانند ہوتا ہے اور وہ طالب دیدار ہوتا ہے کہ اُس کی غذا ہی دیدار ہوتی ہے اور مرشدِ کامل دیدار بخش ہوتا ہے۔ دوسرا چیل کے بچے کی مانند ہوتا ہے جو مردار کی طلب میں غرق رہتا ہے کہ اُس کی غذا ہی جیفہ مردار ہوتی ہے اور مرشدِ ناقص مردار بخش ہوتا ہے۔ جان لے کہ آدمی کو جو عزت، شرف، قرب، حضوری، جمعیت، معرفت اور لقاٗ حاصل ہوتا ہے وہ برکتِ نفس سے حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص نفس کا گلہ کرتا ہے وہ نامرد ہے کیونکہ نفس مطمئنہ نور ہے۔ عارف فقیر ہمیشہ دیدارِ حضور سے مشرف رہتا ہے۔ نفس چار قسم کے ہوتے ہیں۔ کافر کا نفس کافر ہوتا ہے، منافق کا نفس منافق، مسلمان کا نفس مسلمان اور مومن کا نفس مومن ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔'' نفس نافرمان کو قرب و دیدارِ الٰہی کے ذریعے ہی زیرِ فرمان لایا

۱؎ :۔ صوفیائے کرام اکثر کیمیائے اکسیر کی مثال دیتے ہیں۔ جس طرح اکسیر کے ذریعے دھات سونے میں تبدیل ہو جاتی ہے اُسی طرح ذکر فکر سے آدمی کی شخصیت یا کردار تبدیل ہو جاتا ہے۔ جب ایسا شخص دوسروں پر نظر کرتا ہے تو اُس کی نظر اُن کے لئے بھی اکسیر کا کام کرتی ہے اور انہیں بدل ڈالتی ہے۔

جا سکتا ہے۔ یہ نفس جب ایک بار دیدار پروردگار سے مشرف ہو جاتا ہے تو پھر عمر بھر کے لئے زینت دنیا، زینت عقبیٰ اور حور و قصور و بہشت کی لذات سے بیزار و دست بردار ہو جاتا ہے اور ان سے ہزار بار توبہ استغفار کرتا ہے۔

ابیات:- (۱) ''تمام لذات سے بہتر لذت لذتِ دیدار ہے، اس کے مقابلے میں لذتِ دنیا کی وقعت ہی کیا ہے کہ وہ تو بے بقا ہے۔'' (۲) ''الٰہی مجھے لذتِ دیدار سے مشرف فرما دے کہ یہ بہترین انعام ہے، لوگ اس سے ڈرتے ہیں لیکن مَیں اس کا طالب ہوں۔'' (۳) ''مَیں طلبِ دیدار میں تیری طرف متوجہ ہوں، الٰہی! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مَیں تیرے روبرو ہوں۔'' (۴) ''جو تجھے دیکھ لیتا ہے وہ تیری معرفت اور توحید و وصال سے مشرف ہو کر لازوال ہو جاتا ہے۔''

جو شخص توفیقِ باطنی، قرب و معرفتِ حضوری اور انوارِ دیدارِ الٰہی کی راہ جان لیتا ہے وہ ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم پر اپنے طالب کو قرب و معرفتِ حضوری اور انوارِ دیدارِ الٰہی سے مشرف کر دیتا ہے بشرطیکہ وہ لباسِ شریعت زیبِ تن کئے رہے اور ہمیشہ شریعت کی پیروی میں کوشاں رہے چاہے وہ ہر قسم کے مچرب و مرغن کھانے کھاتا رہے، ہر طرح کے شربتِ شیریں پیتا رہے اور اطلس و زربفت کے نفیس لباس پہنتا رہے۔ وہ ایسے مرتبے پر فائض ہوتا ہے کہ لباسِ بیگانہ میں ملبوس ہوتے ہوئے بھی وہ دل میں حق سے یگانہ ہوتا ہے خواہ وہ بظاہر مفلس و قلاش ہو کر دربدر بھیک مانگتا پھرے۔ یہ ہیں مراتب فقیرِ عارف تمام کے اے احمق خام!

بیت:- ''مَیں رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نفس کو رسوا کرتا ہوں اور رضائے

الٰہی ہی کی خاطر ہر در سے بھیک مانگتا ہوں۔‘‘ [1]

اگر مشرق و مغرب کا ہر ملک قیامت تک آفات سے محفوظ ہے تو یہ محض فقراُ کے قدموں کی برکت سے ہے اس لئے خلق خدا پر فقراُ کا یہ حق ہے کہ اُس کا ہر خاص و عام فرد فقراُ کی خدمت کرتا رہے۔ جو مرشد بے معرفت، بے باطن اور بے توفیق ہے، بے شک وہ طالبانِ حق کے لئے رہزن شیطان ہے۔ نہ تو ہر انسان کا وجود قربِ الٰہی اور حضوری و وصال کے لائق ہے، نہ ہر پتھر بیش بہا لعل سرخ ہے، نہ ہر زبان پر قرآن و حدیث کی پُر تاثیر تفسیر و قیل و قال ہے اور نہ ہر بوٹی لائق آزمائش کیمیا ہے۔ نہ ہر فقیر صاحبِ سخن اور مشاہدہ عین احوال ہے اور نہ ہر آدمی کا پیکر مثل ابوجہل جہال ہے۔ نہ ہر درویش صاحبِ ولایت و صاحبِ نظر نگاہ ہے، نہ ہر آدمی لائق صحبتِ خضر ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی صاحبِ تصرف سیم و زر ہوتا ہے۔ نہ ہر آدمی لائق بادشاہی ہے، نہ ہر دل خزینۂ اسرارِ الٰہی ہے، نہ ہر ایک کے لئے مراتبِ فقر ہیں، نہ ہر کوئی نفس پر امیر ہے اور نہ ہر دل روشن ضمیر ہے۔ سن! وہ کون سا علم ہے کہ جس سے عرش طالب اللہ کے قدموں میں آجاتا ہے اور طالب اللہ لاھُوت لامکان میں ساکن ہو کر چشمِ عیاں سے وہاں کا مشاہدہ کرتا ہے؟ یہ دولتِ عظمیٰ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور مرتبۂ لقا اللہ فنا فی اللہ استغراق فی الانوارِ توحید اور دیدارِ پروردگار پہلے ہی دن تصورِ اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ سے حاصل ہو جاتے ہیں کیونکہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کی مشق وجودیہ کرنے والا ایسا

---

[1] :- سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ ساری عمر گھوم پھر کر محبت و معرفت الٰہی کا خزانہ بانٹتے پھرے۔ یہ سب کچھ اُنہوں نے رضائے الٰہی کی خاطر کیا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں:-

’’بر ہر درے قدمے زنم بہر از خدا‘‘ (میں ہر دروازے پر رضائے الٰہی کی خاطر جاتا ہوں۔)

عاشق معشوق ، عارفِ معبود، قاتلِ نفسِ یہود، کاتبِ مرقوم اجسام الکتاب اور کاتبِ بے حجاب ہوتا ہے جو رات دن آتش عشق میں اپنی جان کو کباب بنائے رکھتا ہے۔ جو شخص تصورِ اسم اللہ ذات کے اِس عین العلم حی قیوم کو پڑھ لیتا ہے وہ ہر قسم کے رسمی و رواجی علوم کو بھلا دیتا ہے اور دونوں جہان کی آرزوؤں سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ وہ عین دیکھتا ہے، عین کہتا ہے، عین سنتا ہے اور عین پاتا ہے۔ جو شخص عین کو پالیتا ہے وہ علمِ عین کو اپنا رفیق و پیشوا بنا لیتا ہے۔[1] یہ مرتبۂ توفیق ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''اور مجھے اُس کی توفیق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہے۔'' توفیق قدرتِ الٰہی کا ایک نور ہے۔ قربِ الٰہی کی یہ توفیق جب وجود کے اندر آتی ہے تو اُس کی طاقت سے وجود کے اندر صورتِ نفس ، صورتِ قلب، صورتِ روح اور صورتِ سرّ کی چاروں صورتیں اہل توفیق سے ہم کلام ہوتی ہیں[2] جس کے بعد اہل توفیق حق لے لیتا ہے اور ہر قسم کے باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔ جو شخص اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اُسے ''طے الفقر وحی الوجود صاحبِ معرفت یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ'' کہتے ہیں کیونکہ اس وقت اُس کے لئے زندگی و موت ایک، سونا جاگنا ایک، مجاہدہ و مشاہدہ ایک، گفتگو و خاموشی ایک اور خاک و سونا چاندی ایک ہو جاتے ہیں۔

بیت :- '' مَیں اِس شان سے دریائے وحدت میں غرق ہوا ہوں کہ مجھے ازل

---

[1] :- جب ظاہری اشیا و افعال کے اصل حقائق فقیر پر کھلتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر کے راز کو پالیتا ہے۔ پھر وہ جو کچھ پاتا ہے، دیکھتا ہے، سنتا ہے اور کہتا ہے وہ عین حکمت اور معرفتِ الٰہیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ [2] :- نفس، قلب، روح اور سرّ وجود کے اندر ادراکِ حقیقت کے مختلف مراکز ہیں، ذکر فکر اور توفیقِ الٰہی سے اِن مراکز کی خوابیدہ قوتیں جاگ اُٹھتی ہیں تو عارف فقیر کے لیے علم و معرفت کے ذرائع کھل جاتے ہیں۔

وابد کی بھی خبر نہیں رہی ۔ ’’یاد رہے کہ دورانِ مشاہدہ نظرِ معرفتِ توحیدِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری پر رہے کہ یہی اصل مقصود ہے، اِس کے علاوہ ہر مرتبہ دوری ورسوائی کا مرتبہ ہے۔ اِن دونوں مراتب میں اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت کی تکمیل ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ ’’اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔‘‘ نورِ حضور کا یہ خاصہ لامکان میں پایا جاتا ہے۔ عارف باللہ فقیر جب لامکان میں پہنچتا ہے تو دونوں جہان اُسے مچھر کے پر جیسے بے وقعت نظر آتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ سلک سلوک میں قبض، بسط، سکر اور صحو وسلب کی آفات پائی جاتی ہیں جب کہ مرتبۂ قربِ الٰہی میں تو نفس وقلب وروح سے بھی علیحدگی ہو جاتی ہے۔[1] فقیر کو راہِ سلک سلوک اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ اُسے تو پہلے ہی روز سے مشاہدۂ حضوریٔ اِلٰہ حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ الہام وپیغام کا[2] حجاب اُسے لاحق ہوتا ہے جو معرفتِ حضوری میں خام ہو مگر قادری فقیر کے تو دونوں جہان میں تمام جن وانس وفرشتے قیدی وغلام ہوتے ہیں۔ کافر ومنافق وغافل اِسے کان کھول کر سن لیں۔

---

[1] :۔ جب تک درویش راہِ سلک سلوک میں ہوتا ہے تو قبض وبسط وسکر وصحو وسلب کی آفات کے خدشات رہتے ہیں مگر جب وہ قربِ حضور میں پہنچ جاتا ہے تو راستے کی تمام آفات اور خطرات سے محفوظ ومامون ہو جاتا ہے۔ [2] :۔ الہام وپیغام سے راہِ فقر کے سالک بھی مشرف ہوتے ہیں اور فقرائے کاملین بھی اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں مگر سالک اگر اسی مرتبہ پر مطمئن ہو کر آگے بڑھنا چھوڑ بیٹھیں تو یہ الہام وپیغام اُن کے لئے حجاب بن جاتا ہے اور اُن کی ترقی رک جاتی ہے مگر کامل فقیر اُس سطح پر اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ومخاطبہ کرتا ہے جہاں پر ہر حقیقت بے حجاب ہوتی ہے۔

شرحِ دعوت

دعوت[1] کی کئی قسمیں ہیں مثلاً دعوتِ دم نوش، دعوتِ سیم و زر فروش، دعوتِ ترکِ خون و جان و حیوانات ریاضت کوش، دعوتِ سلاح پوش اور دعوت بہ دل نوش۔ ان تمام دعوتوں میں سب سے غالب دعوت ''دعوتِ دم نوش'' ہے۔ یہ وہ دعوت ہے کہ جس سے جہان بھر کی کل مخلوق میں شور وغل اور تہلکہ مچ جاتا ہے۔ اگر دعوتِ دم نوش پڑھنے والا تمام عالم کو ایک ہی دم میں جکڑ کر جذب کرلے تو اللہ شاہدِ حال ہے کہ تمام عالم ایک ہی دم میں وبا اور ناگہانی اموات سے مر جائے۔ ایسا عامل کامل اہل دعوت قاتل قتال صاحبِ قرب مستِ حال، لسان السیف، صاحبِ قرب اللہ وصال، صاحبِ حکمِ بست وکشاد بہ مشاہدۂ عین جمال ہوتا ہے۔ اگر ''دعوتِ دم نوش'' پڑھنے سے حالات برعکس ہوجائیں اور رجوعِ دولتِ دنیا کی طرف ہوجائے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ صاحبِ دعوت

---

[1]:- دعوت سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کے سلوک کا خاص عمل ہے اور اس کے اپنے آداب ہیں۔ دعوت پڑھنے کے لئے دو قاعدے ملحوظ رکھنے پڑتے ہیں، ایک تو ہے تلاوتِ قرآن مجید اور دوسرا ہے متوفی واصل باللہ غالب الاولیاءؒ کے مزار پر حاضری۔ یعنی دعوت کسی ولی اللہ کی قبر پر تلاوتِ قرآن کرنے کا نام ہے۔ عام درویش کو تو صرف قبر پر حاضر ہو کر بزرگ کے سینے کے سامنے قرآن مجید پڑھنا چاہیے لیکن بلند تر مقام پر فائز فقیر آدھی رات کے وقت قبر کی پائنتی یا سر کی طرف کھڑا ہو کر یا قبر پر سوار ہو کر قرآن پڑھتا ہے تو روحانی مخلوق (فرشتے، جنات اور ارواحِ مقدسہ) میں تہلکہ مچ جاتا ہے اور اُس متوفی بزرگ کی روح بیدار ہو جاتی ہے اور یہ سب مل کر تلاوت کرنے والے فقیر کی دعا پر ''آمین'' کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے لیکن یہ دعا بھی مخصوص مقاصد کے لئے ہوتی ہے جس کا فقیر کی ذاتی اغراض سے تعلق نہیں ہوتا۔

ناقص وخام خیال ہے کیونکہ جو دعوت اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت کے بغیر پڑھی جائے اُس سے محرومی ہی نصیب ہوتی ہے اور مہمات ہرگز سر نہیں ہوتیں۔ اہلِ دعوت کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ ارواح انبیاؑ و اولیا اللہ کا ہم مجلس رہا کرے۔ جب مرشدِ کامل تحقیق قربِ حق کے یہ تمام مراتب توفیقِ نظر و توجہ سے (کہ اُس کی توجہ مطلق توفیق ہوتی ہے) حاضراتِ اسم اللہ ذات کے ذریعے دکھاتا ہے تو ذات سے صفات تک، نور سے حضور تک، قبور سے امور تک، عرش سے فرش تک، لوح سے قلم تک اور ماہ سے ماہی تک کے تمام طبقات کی طے یا تو تصرف سے کھول دیتا ہے یا تفکر کے ذریعے عین بعین دکھا دیتا ہے یا آیات قرآن و احادیث کی تفسیر سے تحقیق کرا دیتا ہے یا تبرکات اسم اللہ ذات یا درجاتِ اسمِ اعظم یا کلمہ طیب "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سے نصیب کرا دیتا ہے لیکن یہ تمام مراتب معرفتِ علمِ توحید سے بہت دور ہیں۔ قربِ الٰہی کی خاص اور اصلی راہ تو تصور، تصرف، توجہ، عیان، بیان، قال و وصال، ترک و توکل اور تجرید و تفرید سے کھلتی ہے۔ جو شخص یہ راہ نہیں جانتا اور مراتبِ حاضر و ناظر و دلیل سے واقف و آگاہ نہیں تو وہ احمق ہے کہ خود کو پیر و مرشد کہلواتا ہے اور طالبوں اور مریدوں کو خراب کرتا ہے اور روزِ قیامت کی شرمندگی و روسیاہی مول لیتا ہے۔ دنیا و آخرت میں اس سے بڑھ کر کبیرہ گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ دعوت ایک اعلیٰ منصب ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت اور قربِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ دعوت اولیا اللہ کا مرتبہ و نتیجہ ہے۔ دعوت کی ترتیب و خاصیت کو یہ احمق و نفسانی لوگ کیا جانیں؟ اگر کوئی پختہ وجود کا مالک عامل کامل مرشد استاد نہ ہو تو دعوت نہ تو جاری ہوتی ہے اور نہ ہی نفع دیتی ہے۔ عامل کامل اہلِ دعوت کو تو دعوت ہر مطلب تک پہنچاتی ہے لیکن ناقص و خام اہلِ دعوت

کا خانہ خراب کرتی ہے۔ دعوت پڑھنے میں عامل کامل وہ ہے کہ جس سے اگر کوئی شخص کسی دینی یا دنیوی منصب و مرتبے کا سوال کرے تو ایک ہفتہ کے اندر یا پانچ روز کے اندر سائل کی مراد پوری کر دے خواہ اُس کی مراد ظلِ الٰہی کا منصب بادشاہی ہو یا مرتبۂ معرفت الٰہی ہو، خواہ اُس کی مراد عہدۂ بارہ ہزاری ہو یا منصبِ صوبہ داری ہو۔ یعنی ہر طالب کا سوال اُس کی طلب کے مطابق پورا کرے چاہے اُس کا سوال مال و زر کی طمع کا ہو یا شکستگی و پریشان حالی سے نجات کا ہو کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے:۔ ''اور سائل کو مت جھڑکو اور اپنے رب کے احسان کا چرچا کرو۔'' فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔ ''تمہارے رب کا حکم ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو مَیں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

بیت:۔ ''اللہ تعالیٰ کے حکم و اجازت سے مَیں ایسی دعوت کا عامل ہوں کہ جسے جملہ فرشتے بھی نہیں جانتے۔''

دعوت پڑھنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ دعوت پڑھنے والے کو ایسی قوت و توفیق حاصل ہونی چاہیے کہ جس سے وہ بارگاہِ حق سے پوری تحقیق کے ساتھ جواب باصواب حاصل کر سکے۔ دعوت پڑھنے سے دشمن آنکھوں سے اندھا ہو جاتا ہے۔ دعوتِ دم نوش کا ایک ہی دم دشمن کی جان اِس طرح قبض کرتا ہے کہ وہ فوراً قبر میں جا پہنچتا ہے۔ یا دعوت اِس طرح پڑھی جاتی ہے کہ اُس سے دشمن یا تو قید ہو جاتا ہے یا عمر بھر کے لئے مجنون و دیوانہ ہو جاتا ہے۔ یا دعوت اِس طرح پڑھی جاتی ہے کہ اُس سے دشمن کے ساتوں اندام خشک ہو کر مفلوج ہو جاتے ہیں اور پھر وہ کبھی درست نہیں ہوتے۔ یا دعوت اِس طرح پڑھی جاتی ہے کہ دشمن بے قرار و بے آرام ہو جاتا ہے اور مرتے دم تک ایک لمحے کے لئے بھی آرام سے نہیں رہ سکتا۔ کامل وہ ہے جو سب سے پہلے اپنے نفس پر تجربہ کرے

اور خود کو امتحان و آزمائش میں ڈالے اِس کے بعد دوسروں پر غلبہ پائے- یاد رہے کہ ولی اللہ کے لئے عنایتِ توفیق اور قوتِ تصرف پشتی کی مانند ہوتی ہے، جیسا کہ پانی میں کشتی کی پشتی ہوتی ہے- اگر پشتی نہ ہو تو پانی میں کشتی خراب ہوتی ہے- ایسے ہی ولی اللہ ہوتا ہے کہ جس کے تصرف کی پشتی سے دنیا سیراب ہوتی ہے- حدیث:- ''بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے زیادہ سخت ہے-'' فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- ''اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلا دیتے، بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور اُنہیں دیکھتا ہے-'' حدیث:- ''طلبِ رزق طلبِ موت سے زیادہ سخت ہے-'' فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- ''زمین میں کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو-''

بیت:- '' تیرا بیٹا اللہ کا بندہ ہے، خدارا تُو اُس کا غم مت کر، تُو کون ہے خدا سے زیادہ بندہ پروری کرنے والا؟''

رزق دو قسم کا ہے ایک رزق مملوک ہے اور دوسرا رزق مرزوق- زیادہ مال و زر جمع کرنا جمعیتِ نفس اور اعتبارِ خلق کی خاطر ہوتا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک عنایت پہلے ہے اور ہدایت بعد میں ہے، لیکن تو سب سے پہلے دل کو سلیم بنا اور تسلیم و رضا اختیار کر تاکہ تجھے کنہ کن سے قربِ الٰہی کے مراتب حاصل ہوں- [1] عقل والوں کے لئے تو یہی

---

[1]:- ''کنہ کن سے مراتب قربِ الٰہی حاصل ہونے'' سے مراد یہ ہے کہ جب راہِ حق کا طالب شریعت و طریقت پر عمل کرتا ہوا مقامِ حقیقت (کنہ کن) تک پہنچ جاتا ہے اور اُسے قربِ الٰہی کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو دولت و افلاس اُس کی نظر میں برابر ہو جاتے ہیں، اس لئے نہ تو وہ دولت کی فراوانی پر خوش ہوتا ہے اور نہ ہی افلاس و مفلسی سے بیزار و پریشان ہوتا ہے، اُس کا شیوہ محض تسلیم و رضا ہوتا ہے-

شرح فقر

فقر کسے کہتے ہیں؟ فقر کی صورت کیا ہے؟ فقر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور فقیر واصل کیسے ہوتا ہے؟ اور فقیر کن حالات سے جانا پہچانا جاتا ہے؟ سن! فقر کی ابتدا یہ ہے کہ طالب اللہ جب تصورِ اسم اللہ ذات سے مشق وجودیہ[1] کرتا ہے تو سر سے قدم تک اُس کے ساتوں اندام نور کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور طالب اللہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ مشق وجودیہ تصورِ اسم اللہ ذات کی پاکیزگی کی برکت سے طالب اللہ نوری بچہ بن کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لطف وکرم وشفقت فرماتے ہیں اور اُس معصوم نوری بچے کو اہل بیت کے پاس لے جاتے ہیں جہاں ام المومنین شفیع المذنبین حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُسے اپنا نوری فرزند قرار دے کر نوری دودھ پلاتی ہیں جس سے وہ اہل بیت کا شیر خوار نوری بچہ بن جاتا

---

[1] :- مشق مرقوم وجودیہ تو یہ ہے کہ خیال ہی خیال میں وجود کے تمام اندام پر اُنگلی سے اسم "اَللّٰہُ" لکھا جائے اور پھر اُس پر تصور پختہ کیا جائے۔ یہ بھی ایک مخصوص مراقبہ سلطانی ہے۔ اِس کا اگلا درجہ یہ ہے کہ مرشد کے روبرو بیٹھ کر سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کی حضوری کا تصور کرے، اِس شغل کو جاری رکھے جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس اُس کے سامنے متمثل نہ ہو جائے اور اُسے وہ واقعات پیش نہ آجائیں کہ جن کا ذکر آگے ہے۔ یہاں پھر اِس تنبیہ کی تکرار لازم ہے کہ یہ مراقبات کسی مرشد کامل کی نگرانی میں ہوں گے تو تب کام بنے گا۔

جاتا ہے اور اُس کا نام فرزندِ حضوری اور خطاب فرزندِ نوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں وہ اُسی نوری حضوری بچے کی صورت میں ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہتا ہے اور بظاہر اربعہ عناصر کے خاکی وجود کے ساتھ لوگوں میں ہر خاص و عام سے میل جول رکھتا ہے۔ یہ مراتب ہیں کامل فقیر کے۔ فقیر کی توجہ سے طالب پہلے ہی روز کمالیت فقر کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔[1] جس طالب اللہ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی زبان مبارک سے فقیر کا خطاب دے دیں اگر بظاہر وہ گدا بھی ہو تو بادشاہ سے بڑھ کر دونوں جہانوں کا امیر ہوتا ہے اور قربِ خدا میں غنی ہوتا ہے۔ جو شخص ان مراتب تک نہ پہنچے وہ فقیری کا دعویٰ کرنے میں جھوٹا ہے۔ مرتبۂ فقر صرف قادری طریقے میں پایا جاتا ہے، دوسرے خانوادوں میں یہ قدرت نہیں کہ وہ فقر میں دم مار سکیں۔ ابیات:۔

(۱) ''معرفتِ توحید میں کمال حاصل کرنے والے کو یہ شرف ہمیشہ حاصل رہتا ہے کہ جملہ مقامات اُس کے زیرِ قدم رہتے ہیں۔'' (۲) ''جو شخص خود سے فنا ہو جاتا ہے وہ باخدا و صاحبِ لقا ہو جاتا ہے، سو مَیں باخدا ہوں اِس لئے جملہ مراتبِ کل و جز میرے تصرف میں ہیں۔'' (۳) ''مجھے قربِ حق تعالیٰ کیوں نہ حاصل ہو کہ میں اولادِ آدمؑ ہوں اور میرا شمار اُمتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے۔''[2]

---

[1] :۔ ''پہنچ جانے'' سے مراد یہ ہے کہ جب وہ فقیر کے سامنے طالب بن کر حاضر ہوتا ہے تو وہ گویا پہنچ گیا۔ گو عملی طور پر کچھ وقت لگتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت و تقدیر کی رو سے وہ پہنچا ہوا ہی شمار ہوتا ہے۔ '' وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ''

[2] :۔ اولادِ آدم ہو کر انسان ہونا تو شرطِ عام ہے لیکن معرفتِ فقر کے کمال تک پہنچنے کے لئے اُمتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے ہونا شرطِ خاص ہے۔

"مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کی شرح

جان لے کہ جان کنی کے وقت حضرت عزرائیلؑ سر سے قدم تک وجود کے ساتوں اندام سے روحِ حیات کو اس طرح جھنجھوڑتے ہیں جس طرح کہ مکھن کو اکٹھا کرنے کے لئے لسی کو جھنجھوڑا جاتا ہے۔ بالکل اُسی طرح آدمی کی روح کو عزرائیل علیہ السلام اُس کے سر میں استخوان الابیض کے مقام میں جمع کرتے ہیں۔ استخوان الابیض زمین و آسمان سے بھی زیادہ وسیع مقام ہے۔ اِس مقام پر فرشتہ انسانی روح کو کھڑا کر کے اُس سے تین سوستر سوال کرتا ہے۔ اُس کے بعد غسال مردے کو غسل دیتا ہے اور پھر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ قبر تک پہنچتے پہنچتے میت سے تین سوستر (۳۷۰) سوال پوچھے جاتے ہیں۔ اُس کے بعد اُسے لحدِ قبر میں اتارا جاتا ہے۔ وہاں منکر نکیر اُس سے سوال جواب کرتے ہیں۔ جب وہ منکر نکیر کے سوال جواب سے فارغ ہو جاتا ہے تو رمان نامی ایک فرشتہ قبر میں اُس کی میت کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی انگلی کو قلم، منہ کو دوات، لعابِ دہن کو سیاہی اور کفن کو کاغذ بنا کر اُس کے نیک و بد اعمال اُس پر لکھتا ہے، پھر اُس اعمالنامے کا تعویذ بنا کر اُس کے گلے میں باندھ دیتا ہے، پھر وہ فرشتہ بھی غائب ہو جاتا ہے۔ اگر روح صالح ہو تو مقامِ علیین میں چلی جاتی ہے اور اگر طالح و بدبخت ہو تو مقامِ سجین میں چلی جاتی ہے۔ تین دن کے بعد روح قبر میں واپس آتی ہے اور اپنے جسم کو دیکھتی ہے کہ اُسے کیڑے کھا رہے ہیں اور وہ گندہ و بدبودار ہو رہا ہے۔ اپنے جسم کی یہ حالت دیکھ کر روح رونے لگتی ہے اور غمگین و اُداس ہو کر نہایت افسوس سے کہتی ہے :- "اے دولت و نعمت میں پلے ہوئے جسم! مَیں تجھے اِس گندگی و ہلاکت میں مبتلا

دیکھ رہی ہوں۔'' بارہ سال تک روح قبر میں اپنے جسم کے پاس آتی جاتی رہتی ہے جیسے کوئی کسی کی بیمار پرسی کے لئے آتا جاتا ہے،لیکن تین آدمیوں کا جسم اللہ تعالیٰ کی امان میں سلامت رہتا ہے جیسا کہ وہ دورانِ حیات ہوتا تھا۔ اوّل علمائے عامل کا جسم، دوم فقرائے کامل کا جسم، سوم شہیدِ مکمل اکمل کا جسم کہ یہ سب حضرات شہید اکبر ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد زندہ لوگوں سے ہم کلام ہوتے رہتے ہیں۔ مرشدِ کامل حاضراتِ اسم اللہ ذات کے ذریعہ عالمِ ممات کے مندرجہ بالا جملہ مراتب زندگی ہی میں خواب یا مراقبے کے اندر یا اعلانیہ دلیل کی آگاہی سے یا توجہ سے کھول دیتا ہے اور دنیا ہی میں تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعہ واضح مشاہدۂ ممات کرادیتا ہے جس سے طالب دیدار کا دل دنیا و اہلِ دنیا سے سرد ہو جاتا ہے۔

ابیات:۔ (۱) ''اگر تو قبر کے احوال کو دیکھ لے تو زیروزبر کی سب کیفیت تجھ پر منکشف ہو جائے۔'' (۲) ''پھر تجھے انتہائی غم میں بھی عبرت حاصل ہو گی، تیرا دل تسلیم و رضا اختیار کرے گا اور جملہ مقامات کی حقیقت تجھ پر واضح ہو جائے گی۔''

سروری قادری طریقہ میں ابتدائے ذکر ہی میں یہ کیفیت پائی جاتی ہے کہ اس طریقے کا طالب جب مرتا ہے تو مرنے کے بعد بھی اُس کا دل جنبش کرتا رہتا ہے اور بلند آواز سے ''اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ'' کا ورد کرتا رہتا ہے۔ ایسے ذاکر کو نہ تو فرشتے کی خبر ہوتی ہے اور نہ ہی قبر و لحد کی بلکہ وہ زیرِ زمین قبر کی خلوت میں بھی فنا فی اللہ کے مقام میں اللہ کی امان میں رہتا ہے اور قیامت کے دن پھرتی سے قبر سے باہر آئے گا اور حساب و عذاب کے بغیر بہشت میں داخل ہو جائے گا اور بارگاہِ حق میں حاضر ہو کر دیدارِ حق تعالیٰ میں ایسا غرق ہو گا کہ اُسے حور و قصورِ بہشت کی بھی خبر نہ ہو گی۔ ایسے سروری قادری طالب

کے نزدیک زندگی اور موت ایک جیسی ہوتی ہے۔ جان لے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طلب اور اُس کی محبت میں غرق ہو جاتا ہے تو دنیا و اہلِ دنیا اُس کی طلب و محبت میں گرفتار ہو کر اُس کی طاعت و غلامی اختیار کر لیتے ہیں۔

بیت:۔ ''اگر کوئی مجھ پر ظلم وستم بھی ڈھائے تو میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہیں دیکھوں گا۔''

سن! جو شخص روشن ضمیر ہو کر معرفتِ فقر و ہدایت کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت میں منظور ہو کر مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں دائم حضور رہتا ہے وہ آدم علیہ السلام کا خاص اشرف البشر فرزند بن جاتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور ہم نے اولادِ آدم کو عزت و شرف سے نوازا۔'' اور وہ اُمتِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا برگزیدہ فرد بن جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔ ''میری اُمت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل جیسے ہیں۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''ولایت افضل ہے نبوت سے۔'' [1] صاحبِ معرفت علمائے عامل ولی اللہ عارف باللہ حضرات تصورِ اسم اللہ ذات کے باعث اِس قدر صاحبِ تصرف ہوتے ہیں کہ اسمِ اللہ ذات کی قوت سے غرق فنا فی اللہ ہو کر ہر وقت دیدارِ پروردگار سے مشرف رہتے ہیں، اُن کا نفس مر کر فنا ہو جاتا ہے، اور اُن کی روح بقا حاصل کر کے لقائے الٰہی کی لذت سے بہرہ ور ہو جاتی ہے۔ اِن مراتبِ غیب کو عیب کی نگاہ سے مت دیکھ کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ہدایتِ الٰہی کی یہ لاریب بخشش اُنہیں روزِ الست ہی سے حاصل ہے۔ اہل

---

[1] :۔ اِن دونوں احادیثِ نبویہ کی شرح مترجم کے رسالہ ''تفہیم الکلامِ حضرت سلطان باھُوؒ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

محبت فقراُ قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے چلے جائیں گے کیونکہ یہ خود کو فنا کر کے معرفتِ لقا حاصل کر چکے ہیں۔ جو شخص اِس حقیقت کو نہ مانے وہ بے حیا و مردہ دل و احمق ہے۔ فقراُ کے جسم قبر کی مثل ہوتے ہیں، اُن کے دل لحد کی مثل ہوتے ہیں، اُن کی ارواح رب العالمین کی یکتا ذات سے واصل ہوتی ہیں اور اُن کا مرتبہ حد و حساب سے باہر ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''تم میرا عہد پورا کرو، مَیں تمہارا عہد پورا کروں گا۔'' پس وہ بارگاہِ الٰہی سے اسمِ اللہ ذات کا ایسا سبق پڑھتے ہیں کہ اُنہیں زندگی و موت کی خبر تک نہیں رہتی۔ جو شخص ایک مرتبہ معرفتِ لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے اُس کا نام اولیا اللہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

ابیات:۔(۱) ''زندہ دل اولیا اللہ ہرگز نہیں مرتے، اولیا کے لئے تو قبر لقائے حق کا خلوت خانہ ہوتی ہے۔'' (۲) ''مرنے کے بعد وہ پاک نوری صورت اختیار کر کے توحیدِ الٰہی میں غرق ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حضوری میں رہتے ہیں۔'' (۳) ''لوگ اُنہیں زیرِ خاک قبر کا مردہ سمجھتے ہیں لیکن وہ سر بسر دیدارِ الٰہی میں محو ہوتے ہیں۔'' (۴) ''اولیا اللہ ہرگز نہیں مرتے بلکہ وہ دیدارِ الٰہی میں غرق رہتے ہیں اور اُن کے وجود میں طمع و حرص و ہوس جیسے خصائل بد مر جاتے ہیں۔'' (۵) ''مَیں نے بارگاہِ الٰہی سے ایسا فیض و فضل پایا ہے کہ مَیں ہمیشہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتا ہوں۔'' (۶) ''مَیں نے زندگی ہی میں ہر مقام کو دیکھ لیا ہے اور مَیں موت سے مطلق نجات پا چکا ہوں۔'' (۷) ''عارفوں کا یہ ابتدائی مرتبہ ہے کہ وہ پہلے ہی دن لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں۔'' (۸) ''لقائے الٰہی کے یہ مراتب مَیں نے اسمِ اللہ ذات سے پائے ہیں اس لئے مَیں نے اسمِ اللہ ذات کو اپنا پیشوا بنا رکھا ہے۔'' (۹) ''جو شخص اپنے جسم کو اسمِ

اللہ ذات میں گم کر دیتا ہے وہ بہت جلد معرفت دیدارِ الٰہی کو پالیتا ہے۔"(۱۰) "دیدارِ الٰہی کیونکر روا ہوسکتا ہے؟ لیکن مَیں دیدار کرتا ہوں کہ مجھے مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام دیدار کراتے ہیں۔" (۱۱)" اے باھُو! خدارا مجھے وہ راہ دکھا دے کہ جس میں سر کٹوا کے چلا جاتا ہے۔"

الغرض دیدارِ ربانی کا بار اُٹھانا کسی روحانی عارف ہی کا کام ہے اور ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہوتا ہے جو اپنے دل سے ماسویٰ اللہ کا نقش مٹاتا ہے۔

مثنوی:۔ "طالبِ دیدار کو چونکہ دیدارِ الٰہی ہی سے غرض ہوتی ہے اور وہ خدا کے علاوہ کسی اور چیز کو دیکھتا ہی نہیں اس لئے مَیں ہر وقت مطالعۂ دل میں غرق رہتے ہوئے جدھر بھی دیکھتا ہوں حق ہی حق کو پاتا ہوں۔"

ہاں! صاحبِ علم کے لئے ضروری اور فرضِ عین ہے کہ عالم باعمل مرشد سے تلقین اور علمِ حضوری حاصل کرے کیونکہ ایسا مرشد صاحبِ وصال ہوتا ہے اور کونین کے حالات و واقعات سے واقف ہوتا ہے۔ اولیا اللہ فقیر کو قیل وقال اور تجلّی شعر و تصنیف سے کیا کام؟ کہ ایسے فقیروں اور درویشوں کی ہر بات اور اُن کی ہر تصنیف قربِ اللہ پروردگار سے جواب باصواب پر مبنی ہوتی ہے۔ ہاں یہ امر یقینی ہے کہ اگر اُس فقیر کی تقریر و تحریر تجھے خام و بے مزہ ہی معلوم ہو تو پھر بھی یہ سراسر شہد اور مکھن ہے، ہوسکتا ہے کہ شعراً کا کلام تجھے علم و دانش و شعور سے پُر اور پختہ معلوم ہو لیکن وہ قربِ الٰہی کی حضوری سے خالی و بعید ہوتا ہے۔ مجلسِ حضوری میں چاہے کوئی مست ہو یا ہوشیار، اگر مشرف بدیدار ہے تو صاحبِ اختیار ہے۔ میری یہ بات دل کے کان کھول کر سن لے کہ خود پسندی شدید

کفر ہے، اگر میری بات نہیں سنے گا تو قیامت کے دن شرمندہ ہوگا اور اٹھارہ ہزار عالم میں روسیاہ و خجل ہوگا- علم کس لئے ہے اور عالم کس لئے ہے؟ علم ہدایت کے لئے ہے اور عالم روایت کے لئے ہے- ہدایت کسے کہتے ہیں اور روایت کسے کہتے ہیں؟ بے ریا روایت وسیلۂ معرفتِ خدا ہے اور ہدایت شرک و کفرِ شیطانی اور ہوائے نفسانی سے پاک کر کے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں پہنچاتی ہے- پس ہر چیز کے دو گواہ ہیں اور ہر گواہ کی راہ ملت و مذہب سے ہے- لہٰذا فقیر کے گواہ کون سے ہیں؟ ایک معرفتِ الٰہی اور دوسرا قربِ حضوری و دیدارِ الٰہ -

ابیات:- (۱) ''مَیں خدا کے حکم سے بے مرشدوں کا مرشد ہوں اور مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے بے پیروں کا پیر ہوں-'' (۲) ''مَیں کامل قادری فقیر ہوں اور باھُو میرا خطاب ہے- باھُو ''ھُو'' میں فنا ہے اس لئے ذاتِ الٰہی کو بلا حجاب دیکھتا ہے-'' (۳) ''پیر وہ ہے جو اپنے طالبوں کو پانچ دن کے اندر پانچ خزانے بخش دے -'' (۴) ''مَیں مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہتا ہوں اس لئے عالم فاضل میرے زیرِ فرمان ہیں-'' (۵) ''قادری فقیروں کو فضیلت کے یہ مراتب حاصل ہیں اس لئے قادری فقیر سے نعم البدل طلب کر-''[1] (۶) ''مَیں مرشدوں کا بھی مرشد ہوں اور یہ منصب مجھے حضورِ حق سے ملا ہے، میرے طالبوں کا وجود اسرارِ نور سے بھرا رہتا ہے-'' (۷) ''مجھے کوئی طالب بھی دیدارِ الٰہی کے لائق نہیں ملا، سب طالب خام ہیں جو سراسر اہلِ ہوس اور دشمنِ جان ہیں-''

۱:- نعم البدل طلب کرنے سے مراد یہ ہے کہ فقراء اپنی نظر اور توجہ یا تربیت سے کردار بلکہ ماہیتِ نفس بدل ڈالتے ہیں - گویا پہلے آدمی کا بہتر بدل سامنے آجاتا ہے- یہی نعم البدل ہے-

اے جانِ من سن! مرشد اور طالب دونوں کے لئے یہ ایک ہی بات کافی ہے کہ تیرے بائیں پہلو میں نفس اور دائیں پہلو میں شیطان کا ڈیرہ ہے، یہ دونوں تیرے دشمن ہیں اور تیری اُن سے جنگ ہے۔ بھلا جس شخص کے دونوں پہلو ان دشمنوں کے تیروں سے زخمی اور ان کے کانٹوں سے مبتلائے درد ہوں، اُسے خواب وخوش وقتی سے کیا کام؟ ہر لمحہ خبردار رہو! موت کا کوئی اعتبار نہیں، وہ کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ تصورِ اسم اللہ ذات میں مشغول رہے، حتیٰ کہ جب اسمِ اللہ ذات سے تجلّیٔ انوار کا شعلہ بلند ہو تو وہ انوارِ الٰہی کے استغراق اور دیدارِ الٰہی میں ایسا محو ہو جائے کہ نہ اُسے بہارِ بہشت یاد رہے اور نہ نارِ جہنم بلکہ ان دونوں کو چھوڑ کر دیدارِ پروردگار کی طرف متوجہ رہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :- ''ایمان کا درجہ خوف و اُمید کے درمیان ہے۔'' دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا اور واصل باللہ ہونا کون سے علم اور کون سی چیز سے ممکن ہے؟ وہ محض سیر فی اللہ اور مشاہدۂ نورِ حضور وقرب کا علم ہے جو دانش عقل و تمیز سے بالاتر ہے۔ معرفتِ الٰہیہ کا یہ علم وہ شخص پڑھ سکتا ہے جو اس کا سبق اسم ''اَللّٰہُ'' سے پڑھتا ہے اور وہ ہمارا جان سے پیارا بھائی ہے۔

بیت :- ''دیکھ لے! نقش اپنے نقاش کی پہچان کا ذریعہ ہوتا ہے، جب نقش ونقاش باہم ایک ہو جاتے ہیں تو مرتبہ حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔''

یقین کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ تصورِ اسم اللہ ذات سے۔ اگر تُو ہستی وحدانیت کا راز جاننا چاہتا ہے تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تیرے وجود میں اللہ تعالیٰ اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح کہ پستہ کے اندر مغز۔ مرشد اگر کامل ہو تو ایک ہی دم میں طالب اللہ کو بارگاہِ الٰہی میں پہنچا کر اس طرح مشرفِ دیدار کرتا ہے کہ زندگی ہو یا موت، کسی حال میں بھی وہ

خدائے تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا، لیکن اوسط درجے کا مرشد طالب اللہ کو ایک ہفتہ کے اندر حضورِ حق تعالیٰ میں پہنچاتا ہے۔ فقر، ہدایت، معرفت اور قربِ الٰہی کی یہ باطنی راہ قصہ خوانی اور افسانہ طرازی نہیں ہے بلکہ حضوری حق کا یہ لازوال فیض و فضل روزِ ازل سے جاری ہے۔

ابیات:۔ (۱) ''جو ایک بار اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ کبھی اپنی خودی کی بات نہیں کرتا کیونکہ اُس مقام پر جسم و اسم اور جان وتن باقی نہیں رہتے۔'' (۲) ''وہ جسم اور ہے جو قربِ خدا میں پہنچتا ہے اور وہ آنکھ اور ہے جو دیدارِ خدا کرتی ہے۔'' (۳) ''جسم چار ہیں، آنکھیں چار ہیں اور نور بھی چار ہیں، جو شخص اِن چاروں سے گزر جاتا ہے وہ باخدا ہو جاتا ہے۔'' (۴) ''جب وہ ذکر فکر و مقامات کو چھوڑ دیتا ہے تو چشمِ عیاں سے ہر دم محوِ دیدار رہتا ہے۔'' (۵) ''اگر آفتاب کی تپش اُس کے چہرے کو بھی جھلساتی رہے تو مادرزاد اندھے کو آفتاب کے وجود کا یقین نہیں آتا۔'' (۶) ''مَیں نے سیرِ فی اللہ کر کے خود اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھا ہے، اُس کی تحقیق بھی کی ہے اور تصدیق بھی۔'' (۷) ''اس بارے میں مَیں ہر سوال کا مفصل جواب قرآن و حدیث سے دے سکتا ہوں۔'' (۸) ''اگر کوئی مجھ سے دیدارِ الٰہی طلب کرے تو مَیں اُسے اللہ تعالیٰ کی توحید میں غرق کر کے باخدا کر دوں گا۔'' (۹) ''اگر اولیا اللہ کو دیدارِ الٰہی کے یہ مراتب حاصل نہ ہوتے تو کوئی بھی دیدارِ الٰہی کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔'' (۱۰) ''استغراق کو چھوڑ اور دل کی آنکھ کھول کر دیکھ تاکہ تُو واصل بخدا ہو کر فقر کے کمال تک پہنچ جائے۔'' (۱۱) ''باھُو جب ''ھُو'' (ذاتِ الٰہی) میں فنا ہو گیا تو باھُو نہ رہا۔ باھُو ''ھُو'' سے ظاہر ہوا اِس لئے ذکرِ ''یاھُو'' میں غرق رہتا ہے۔''

قرآن وحدیث کی رو سے روئیت و دیدارِ پروردگار تین طریق سے درست و روا ہے۔(۱) روئیت و دیدارِ خدا خواب میں روا ہے، وہ خواب کہ جو اللہ تعالیٰ کے بلاحجاب قرب کے لئے خلوت خانہ کی مثل ہوتا ہے۔ ایسے خواب کو نوری خواب کہا جاتا ہے کہ اُس میں دیدارِ حضور کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔(۲) دیدارِ الٰہی مراقبے میں روا ہے، وہ مراقبہ کو جو موت کی مثل ہو اور صاحبِ مراقبہ کو حضورِ مولیٰ میں پہنچا دے۔(۳) سر کی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کرنا روا ہے، ایسے کہ جسم اِس جہان میں ہو اور جان لاہوت لامکان میں۔ دیدارِ الٰہی کے اِن عظیم مراتب کا فیض و فضل مرشدِ کامل سے حاصل ہوتا ہے۔

ابیات:۔(۱)''جب مَیں نے '' نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ'' کی تحقیق کر کے دیکھا تو اللہ تعالیٰ مجھے شہ رگ سے قریب تر نظر آیا۔''(۲)'' مَیں ہر وقت بارگاہِ خداوندی میں حاضر و ناظر رہتا ہوں کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے۔''(۳)'' اسمِ اللہ ذات تیری راہبری کے لئے ہر دم تیرے ساتھ ہے اِس لئے لقائے حق کے علاوہ کسی اور چیز کی جستجو مت کر۔''(۴)''جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ دوسروں کو بھی دکھا سکتا ہوں، اگر کوئی مست ہے تو اُس کو مست تر کر سکتا ہوں۔'' (۵)''خام کی مستی نفس و ہوا کی بدولت ہوتی ہے لیکن حقیقی مست کو اللہ تعالیٰ نفس و ہوا کی مستی سے پاک رکھتا ہے۔''(۶)''حضوری میں ہوتے ہوئے بھی مَیں باشعور و باخبر رہتا ہوں لیکن نابینا آدمی میری اس کیفیت کو کہاں سمجھ سکتا ہے؟''(۷)''جس نور کے ایک ذرے سے یہ ساری کائنات ظہور پذیر ہوئی ہے، مجھے اُسی نور و ظہور کی حضوری حاصل ہے۔''(۸)''اگر مَیں اِن احوال کی شرح بیان کر دوں تو کل و جز کی ہر شے غرق فنا فی اللہ ہو کر رہ جائے۔''(۹)''طلب دنیا بت پرستی ہے اور اس کی خاطر غمزدہ ہونا کفر ہے۔''

(۱۰) ''یہ طالبانِ مولیٰ عارف ہی ہیں جو معرفتِ الٰہیہ کو ابتدا سے انتہا تک جانتے ہیں۔''

مَیں توفیقِ الٰہی سے جھوٹے اہلِ تقلید اور سچے اہلِ توحید مرشدوں اور طالبوں کی حق حقیقت کو تحقیق کے ترازو میں تول کر اس طرح پرکھ لیتا ہوں جس طرح کہ صراف ایک ہی نظر سے سونے چاندی کو پرکھ لیتا ہے۔

بیت:- '' مَیں اپنی توجہ سے مرشدوں کو صاحبِ نظر کر دیتا ہوں اور طالبوں کو وحدتِ حق میں پہنچا دیتا ہوں۔''

جان لے کہ راہِ باطن میں چودہ تجلیات پائی جاتی ہیں جن کے ساتھ چودہ الہام، چودہ ذکر مذکور، چودہ قربِ نور، چودہ حکمت ضرور اور چودہ باطن معمور ہوتے ہیں۔ ان سب کی حال حقیقت مرشدِ کامل طالب اللہ کو یا تو زبانی طور پر بتا دیتا ہے یا ہر منزل و ہر مقام پر ان کا مشاہدہ باطنی آنکھوں سے کرا دیتا ہے تا کہ طالب کو یقین و اعتبار حاصل ہو جائے۔ راہِ باطن میں یوں تو آفات ہی آفات ہیں مگر تصورِ اسم اللہ ذات سلامتی کے ساتھ منزلِ مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔[1] مرشد کو چاہیے کہ وہ تصور و حضوری کی راہ سے واقف ہو کیونکہ اس راہ کی تجلیات میں سے بعض تجلیات تو نوری ہوتی ہیں اور بعض ناری، بعض تجلیات سے وجود میں شرک و کفر و زنار پیدا ہوتے ہیں اور بعض سے وجود میں انوارِ دیدارِ الٰہی پیدا ہوتے ہیں۔ الغرض وہ کون سی راہ ہے اور وہ کون سا علم ہے کہ جس سے طالب

---

[1] :- پیرانِ طریقت اپنے مریدوں سے بہت زیادہ ریاضتیں کراتے ہیں اور ذکر اللہ کی بہت سی مشقیں بتاتے ہیں۔ ایک تو اُن پر وقت بہت زیادہ صرف ہوتا ہے دوسرا یہ کہ باطن میں مختلف آزمائشوں اور وسوسوں سے سابقہ پڑتا ہے جس سے گمراہ ہو جانے کا خطرہ لاحق رہتا ہے مگر مرشدِ کامل صرف تصورِ اسم اللہ ذات کے مراقبے سے سارے مقامات طے کرا دیتا ہے۔

اللہ آفاتِ شیطانی، بلیاتِ نفسانی اور حادثاتِ دنیائے پریشانی سے بچ کر قربِ ربانی میں پہنچ جاتا ہے اور فنا فی اللہ ہو کر ہمیشہ غرقِ نور اور مشرفِ وصال رہتا ہے، اُس کے ساتوں اندام مغفور ہو جاتے ہیں اور وہ واقفِ احوال ہو جاتا ہے، اُسے وصالِ لازوال حاصل رہتا ہے، وہ قیل وقال کو چھوڑ دیتا ہے اور دیدارِ جمال کے مشاہدے کی لذت حاصل کرتا رہتا ہے۔ وہ علم وراہ "مشق وجودیہ"[1] ہے کہ جس سے اسمِ اللہ ذات طالب اللہ کے ساتوں اندام کو سر سے قدم تک اِس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے جس طرح کہ گھاس کی بیل درخت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اسمِ اللہ ذات طالب اللہ کے وجود کو سر سے قدم تک اِس طرح اپنے قبضہ وتصرف میں لے آتا ہے کہ اُس کے ہر اندام پر " اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ" کا نقش تحریر ہو جاتا ہے اور اُس کے وجود کے ہر بال کی زبان پر " اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ" کا ورد جاری ہو جاتا ہے، اُس کا دل " سِرِّھُوْ، سِرِّھُو، سِرِّھُو" کے نعرے لگانے شروع کر دیتا ہے، اُس کی روح "ھُوَالْحَقُّ، ھُوَالْحَقُّ، ھُوَالْحَقُّ" کا شور مچانے لگتی ہے اور اس کا نفس "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا"[2] پڑھنے لگتا ہے۔ نقش وجودیہ کرنے والا معشوقِ الٰہی ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو مشق وجودیہ کرنے سے اس مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ انہیں نہ تو خواب کی حاجت رہتی ہے اور نہ ہی مراقبہ کی کیونکہ انہیں قرب

---

[1]:- تصور میں تو نقش اسم اللہ ذات کو دیکھ دیکھ کر تخیل میں جماتے اور پختہ کرتے ہیں مگر مشق وجودیہ میں ہر ظاہری و باطنی اندام پر اسم اللہ ذات یعنی " اَللّٰہُ " لکھنے کی مشق کی جاتی ہے، یہاں تک کہ سارا وجود اسم اللہ ذات کے انوار میں لپٹا ہوا معلوم ہوتا ہے اور وجود کا انگ انگ " اَللّٰہُ، اَللّٰہُ " کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اِس مشق سے روحانی بصیرت حاصل ہوتی ہے اور سب روحانی احوال ومقامات روشن ہو جاتے ہیں [2]:- ترجمہ = الٰہی ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

الٰہی کی حضوری اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور وہ جب چاہتے ہیں حضورِ حق سے الہام کے ذریعہ جواب باصواب پا لیتے ہیں کیونکہ اُن کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرنا آجاتا ہے، بعض کو قربِ ربِ جلیل کی بنا پر دلیل دل کے ذریعے آگاہی ہوتی رہتی ہے، بعض کو ایسی قوتِ مشاہدہ حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ حاضراتِ اسم اللہ ذات سے ہر دو جہان کا تماشا پشتِ ناخن پر دیکھتے رہتے ہیں، بعض کو وہمِ وحدانیت وعلمِ واردات حاصل ہو جاتا ہے جس سے اُن پر جملہ مقصود و مطالب کھل جاتے ہیں اور وہ اُنہیں دیکھتے رہتے ہیں، بعض کی نظر اور نگاہ عیاں طور پر لاھوت لامکان کا نظارہ کرتی رہتی ہے اور بعض کو ہر مرتبے کے موکل پیغام دے کر خطراتِ شیطان سے بچا لیتے ہیں جس سے وہ متوکل ہو جاتے ہیں۔ اگر راہِ باطن میں اِس طرح کے مراتب بمراتب ، منصب بمصنب ، قرب بقرب، حضوری بحضوری، جمعیت بجمعیت ، عین بعین اور بخشش وفیض کے آثار اور تجلیاتِ دیدارِ پروردگار کے انوار نہ ہوتے تو راہِ باطن کے تمام راہی گمراہ ہو جاتے۔

ابیات:- (۱) ’’راہِ باطن کی راہنمائی کے لئے مرشد تلاش کر کہ محض گفتگو سے خود بخود کبھی کوئی واصل خدا نہیں ہوا ۔‘‘ (۲) ’’میرے مرشد و راہنما مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور تعلیم علم کی تعلیم مجھے بارگاہِ الٰہی سے حاصل ہوئی ہے۔‘‘

خواب کی حقیقت و تعبیر

روشن ضمیر آدمی خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ صحیح و درست ہوتا ہے کیونکہ اُسے قربِ الٰہی کی حضوری حاصل ہوتی ہے لیکن اہلِ نفس چونکہ اپنے نفس کا غلام ہوتا ہے اِس لئے جو کچھ دیکھتا ہے اپنی نیت و یقین کے مطابق دیکھتا ہے۔ چنانچہ جب وہ خواب میں حیوانوں کو دیکھتا ہے تو یہ حُبِ دنیا اور اُس کے دل کی سیاہ دلی کی نشانی ہے کیونکہ وہ مقامِ ناسوت کا باسی ہے اور حیوانوں میں مشغول رہتا ہے۔ جو شخص خواب میں گھوڑا یا اونٹ یا شہباز دیکھتا ہے یا خود کو کسی بلند مقام پر دیکھتا ہے تو یہ دولت مند ہونے کی علامت ہے، اگر کوئی آدمی خواب میں باغ و بہار دیکھے یا خود کو کشتی میں سوار ہو کر دریا سے بخیر و عافیت پار اُترتا دیکھے اور بہشت میں داخل ہو کر حوروں سے مجامعت کی لذت پائے لیکن اُس کی منی باہر نہ نکلے تو یہ تقویتِ تقویٰ، توفیقِ ازلی، سلامتی ایمان اور فیض و فضل سے باطن کی آبادی کی علامت ہے، حقیقی مومن مسلمان کو یہ مرتبہ مبارک ہو اور اگر کوئی شخص خواب میں جہنمی کافروں یا جوگی سنیاسیوں یا تارکِ نماز آدمیوں یا شرابیوں سے ملاقات کرتا ہے یا جھوٹے منافقوں اور جاہلوں کی مجلس کو دیکھتا ہے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ خواب دیکھنے والا معرفتِ "اِلَّا اللّٰہُ" حضوری مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قربِ الٰہی کے نزدیک پہنچ گیا ہے اِس لئے شیطانِ لعین ہر رات اُسے ناشائستہ مجالس کے ذریعے فریب دیتا ہے تا کہ اُس کا دل راہِ باطن سے سرد ہو جائے۔ اِس کا علاج یہ ہے کہ طالب اللہ رات دن اسمِ اللہ ذات اور اسمِ محمد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صورتِ شیخ کامل کو اِس طرح اپنے تصور اور قبض و تصرف میں رکھے کہ ہر ایک تصور

طالب اللہ کو خطراتِ شیطان اور مجالس ناشائستہ سے بچا کر حضورِ حق میں پہنچا دے تا کہ اُسے باطل کی خبر ہی نہ رہے۔ اکثر لوگ ایسے ہیں جو باطل کو حضوریٔ حق سمجھتے ہیں اور اہلِ حق کو باطل قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ فقیر و درویش کس طرح ہو سکتے ہیں؟ یہ تو محض دوکاندار ہیں جو نفس کے غلام، شیطان کے قیدی، ہوا وہوس میں مبتلا ریاکار اور باطن میں معرفتِ الٰہی سے محروم لوگ ہیں، یہ لوگ حیوانوں سے بدتر ہیں یا یوں کہیے کہ تیلی کے بیل ہیں جو بظاہر آراستہ نظر آتے ہیں مگر بباطن بدکردار ہیں، حقیقت میں اہلِ تقلید ہیں لیکن لوگوں کے سامنے اہلِ توحید فقیر بنے رہتے ہیں۔ گداگر دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ ہیں کہ جنہوں نے شہوت و ہوا کو مار رکھا ہے اور وہ مقربِ رحمٰن ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ اتنے عظیم الشان مرتبے کے مالک ہیں کہ جس کی شرح بیان نہیں کی جا سکتی۔ اِس قسم کے فقیروں کو فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاصل ہوتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے۔ یہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم مجلس، ہم دم اور ہم قدم ہوتے ہیں۔ یہ نہ تو کسی سے آرام کا سوال کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے روپے پیسے کی اُمید رکھتے ہیں کیونکہ اُن کے پاس فقر کی نورانیت کا سرمایہ ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''فقر میرا فخر ہے اور فقر ہی میرا سرمایہ ہے۔'' ایسے فقیر راہِ خدا کے مشکل کشا راہنما ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے گداگر مطلق مردود ہیں، سر اور داڑھی منڈواتے ہیں، وہ بے حیا ہیں اور معرفتِ خدا سے محروم ہیں، اِسے فقرِ مکبّ (منہ کے بل گرانے والا فقر) کہتے ہیں کیونکہ ایسے فقیر شرعِ محمدی اور قدمِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اختیار نہیں کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''میں فقرِ مکب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' فقرِ مکبّ اُسے کہتے ہیں جو دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا، یا تو وہ ہر وقت دولتِ دنیا کی

باتیں کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ بخیل ہوتا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کا دشمن ہوتا ہے یا پھر خدا سے مفلسی و تنگدستی کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ جو شخص فقرِ مکبّ کو چھوڑ دیتا ہے وہ فقرِ محبّ کو پالیتا ہے۔فقرِ محبّ کسے کہتے ہیں؟ فقرِ محبّ احکامِ الٰہی کی تعظیم، خلقِ خدا پر شفقت اور اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرنے کا نام ہے۔

شرحِ دعوت

دعوت پڑھنے میں عامل کامل وہ ہے جو اگر حیواناتِ جلالی و جمالی کھاتا پھرے تو بھی اُس کی دعوت جاری رہے[1] اور دعوت کے ذریعے اپنے موذی دشمن نفس اور دوسرے موذی دشمنوں کو ایک ہی دم سے قتل کر ڈالے۔ یہ دعوت کیسے پڑھی جاتی ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ اِس کے لئے طریق توفیق یہ ہے کہ صاحبِ دعوت تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے حضوری میں کامل ہو اور روحانیتِ اہلِ قبور سے رابطے میں ہو، جو شخص ظاہر میں عامل اور باطن میں کامل ہو وہ دونوں اعمال کا عامل ہوتا ہے، وہ صاحبِ جذب، صاحبِ جہادِ اکبر اور مرتبۂ فقر میں صاحبِ کراماتِ الکبیر ہوتا ہے اور اُسے فنا فی اللہ فقیر کہتے ہیں۔

شرحِ دعوتِ دم

کل مخلوقات کی اصل دم ہے۔ جو شخص دم کو توفیق سے جان لیتا ہے وہ احوالِ علم

---

[1]:۔ دشوار و شدید ریاضتوں، مخصوص مراقبوں اور چلہ کشی کے دوران درویشوں کی طبیعت پر گرم و سرد اثرات مرتب کرنے والی غذاؤں سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ حضرت سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں کہ فقیر عامل کامل کو ایسے پرہیز و زہد کی حاجت نہیں ہوتی۔

سے واقف ہو جاتا ہے اور ہر طرح کی دعوت پوری تحقیق سے پڑھ سکتا ہے۔ وہ کون سا علمِ دعوت ہے کہ جس کے پڑھنے سے جملہ علوم حاصل ہو جاتے ہیں؟ دانا بن اور یاد رکھ کہ طلبِ الٰہی کے سوا ہر چیز باعثِ خطرات ہے، اُسے دل سے نکال دے۔ دعوت کی چار قسمیں ہیں، (۱) دعوتِ دم ستارۂ خاکی، (۲) دعوتِ دم ستارۂ بادی، (۳) دعوتِ دم ستارۂ آتشی، (۴) دعوتِ دم ستارۂ آبی۔ اس قسم کی دعوت سے لوگوں کے درمیان موافقت و معیت، محبت و عداوت، جدائی و یکتائی، قتل و غارت اور موت و حیات کے کام کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی دعوت پڑھنا بے توفیق لوگوں کا کام ہے۔ کامل وہ ہے جو بذریعہ توجہ و دعوت بے نصیب کو بانصیب کر دے، اگر غصے میں آجائے تو بدبخت و نیک بخت کو ایک جیسا کر دے، اُسے اعدادِ ابجد اور نحس و سعد کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ وہ صاحبِ اختیار ہوتا ہے، اُس کی زبان اللہ تعالیٰ کی دو دھاری تلوار ہوتی ہے، کبھی جلال میں، کبھی جمال میں۔ صاحبِ دعوت کامل فقیر نہ فلک و بروج سے تعلق رکھتا ہے، نہ طبق و عروج کے تعلق کو جانتا ہے اور نہ فرشتہ و عرش و کرسی و ہوا سے تعلق رکھتا ہے، وہ جب بھی توجہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جواب باصواب پاتا ہے۔ وہ مقامِ حضوری کہ جہاں ہر التجا منظور ہوتی ہے اور وہ قربِ حضوری جو فقیر کو حاصل ہے اُس سے فرشتے بھی دور ہیں۔ مرشد پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالب اللہ کو پہلے ہی دن ان مراتب تک ضرور پہنچائے۔ معرفتِ وصال اور قربِ لازوال کے لئے ذکر و فکر میں مشغول نہ ہو کہ یہ سب کچھ باعثِ دوری [1] اور وہم و

---

[1]:۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کے سلوک اور درویشی میں کسی قسم کے لوث اور غرض کو دخل نہیں، حتیٰ کہ وہ مراتب کے حصول کی آرزو بھی پسند نہیں فرماتے۔ اُن کے نزدیک فقیر بے غرض اور بے نیاز ہوتا ہے۔ اُس کی نظر صرف اللہ پر ہوتی ہے۔ فقیر کا مطلوب و مقصود فقط وہی ایک ذات ہے۔

خیال ہے۔فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اپنے رب کا ذکر اِتنی محویت سے کر کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے ۔'' یہ مرتبہ خفیہ ذکرِ حامل کو حاصل ہے کہ اِس سے ذاکر کے وجود میں بارہ لطائف کھل جاتے ہیں اور ذاکر ہر لطیفے کے نور میں داخل ہوتا ہے اور اس طرح غرقِ انوار ہو کر مشرفِ دیدار ہو جاتا ہے۔ یہ مرتبہ فقیرِ کامل کو حاصل ہوتا ہے۔فقیرِ کامل جب ذکرِ حامل کرتا ہے تو اُس کا دم زندہ ہو جاتا ہے اور وہ حضوری میں پہنچ کر قدرتِ ربانی کا وہ سارا واقعہ دیکھتا اور سنتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔ ''اور مَیں نے اِس میں اپنی روح پھونکی۔'' فقیرِ کامل کے ایسے زندہ دم کو ''ایک دم'' کہا جاتا ہے اور یہ وہ دم ہے جو اٹھارہ ہزار عالم کے دم کو یک بارگی قبض کر لیتا ہے۔وہ ہر عالم سے علمِ منطق و معانی پڑھ کر یاد کر لیتا ہے جس کے بعد اُسے کسی قسم کی حاجت نہیں رہتی۔ خام طالب و ذاکر ناقص مرشدوں کو یونہی کامل سمجھتے رہتے ہیں حالانکہ وہ آنکھوں کے اندھے دیدارِ الٰہی سے محروم ہوتے ہیں، دنیا کے مال و دولت کی محبت اُن کے دل میں اِس طرح سما جاتی ہے کہ وہ اللہ کو بھی بھلا بیٹھتے ہیں۔

ابیات:۔(۱) ''دمِ ازل، دمِ ابد اور دمِ دنیا سب ''ایک دم'' کی زد میں ہیں اور اُسی ''ایک دم'' ہی سے جنت کا ٹھکانہ نصیب ہوتا ہے۔'' (۲) ''اُس ایک دم سے دو اور دو سے چار اور چار سے آٹھ دم ہو جائیں تو تب نجات نصیب ہوتی ہے۔'' (۳) ''جس شخص کے وجود میں روح و دم و دل و سِرّ یکجا ہو جائیں وہ صاحبِ اسرار ہو جاتا ہے اور بہت جلد اپنا مقصود حاصل کر لیتا ہے۔'' (۴) ''دم اگر ریح و روح سے منسلک رہے تو رحمتِ حق نما ہوتا ہے اور انسان نفس و شیطان اور ہوا و ہوس سے محفوظ رہتا ہے۔'' (۵) ''جس شخص کا دم ذکر اللہ سے آباد ہو وہ صاحبِ حضور ذاکر ہوتا ہے اور اُس کے ساتوں اندام

نور ہو جاتے ہیں۔''

دمِ انسانی [1] اور ہے جو حضرت آدمؑ سے لیا جاتا ہے اور اُس کے ذریعے آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے، ایک دم وہ ہے کہ جس سے دیدارِ ربانی کا شرف حاصل ہوتا ہے اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لیا جاتا ہے، اُس دم سے انسان روشن ضمیر ہوتا ہے اور دونوں جہانوں میں ایسی زندگی پاتا ہے کہ پھر کبھی مرتا نہیں اور اگر جملہ انبیاؑ واصفیاؑ سے دم لئے جائیں تو اُن کے ہر ایک دم کے تصور و تصرف کی توفیق سے ہر ایک پیغمبر سے پیغام و اعلام کا سلسلہ قائم کیا جاتا ہے۔ ایسے مراتب کے اولیا اللہ کو دعوت و پیغام کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے ہر سوال کا جواب حضورِ حق سے براہِ راست حاصل کر لیتے ہیں۔ جب کوئی شخص علمِ دعوت پڑھتا ہے یا تلاوتِ قرآن یا ذکرِ رحمٰن شروع کرتا ہے تو بعض اوقات شروع ہی میں صاحبِ دعوت کو بعض موکلات آوازیں دینے لگتے ہیں یا روحانی اور شہدا اُس سے ملاقات کرتے ہیں یا جنونیت کی بدبو اُس کی ناک میں آنے لگتی ہے یا بعض اسمأ کے اشارے آنے لگتے ہیں یا خدا کی طرف سے الہام شروع ہو جاتا ہے یا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اجازت مل جاتی ہے۔ اگر دعوت پڑھنے والے کو شروع ہی سے اِن احوال کی خبر نہ ہو اور وہ محض اپنی خواہش نفس کی تسکین کے لئے دعوت پڑھنے لگے تو پریشان ہو جاتا ہے اور عمر

---

[1]:۔ دمِ انسانی سے مراد روحِ انسانی ہے جو اللہ کا ایک نور ہے جس کا پرتو روحِ حیوانی پر ڈالا جاتا ہے۔ دمِ مشرفِ دیدارِ ربانی سے مراد روح القدس اور روحِ مخلوق کے درمیان واسطے کے طور پر کام کرنے والی روحِ ملکوتی ہے۔ اِسی کے واسطے سے اللہ اور بندہ کے درمیان سلسلۂ راز و نیاز جاری رہتا ہے۔

بھر رجعت ایمیں مبتلا رہتا ہے۔اِس قسم کے بعض احمق لوگ جب دعوت پڑھتے ہیں تو دم حیوانی یادمِ شیطانی یا دمِ طیور یا دمِ جنونیت یا دمِ ملائکہ سے مطلب براری کی خاطر معرفتِ توحیدِ الٰہی سے بہت دور نکل جاتے ہیں۔

بیت:۔ ’’ فرشتے کو اگرچہ درگاہِ الٰہی کا قرب حاصل ہے لیکن وہ مقامِ ’’ لِیْ مَعَ اللّٰہِ‘‘ تک تو رسائی نہیں رکھتا۔‘‘

اہلِ قرب ایک ہی دم میں ایسی دعوت پڑھتا ہے کہ اُس کی لمحے بھر کی دعوت کا اثر قیامت تک ختم نہیں ہوتا،خواہ وہ فنا کے لئے دعوت پڑھے یا بقا کے لئے ،ویرانی کے لئے پڑھے یا آبادی کے لئے ،تنگی کے لئے یا کشادگی کے لئے۔ایسے صاحبِ دعوت کو’’کل الکلید‘‘ کہتے ہیں کیونکہ وہ ہر قسم کے قفل کو کھول لیتا ہے چاہے وہ کسی مشکل کا قفل ہو یا مہماتِ توحید کا قفل ہو،وہ تقلید سے فارغ ہوتا ہے۔یہ مراتب ہیں تجرید وتفرید اور ترک وتوکل کے جو عارفوں کو حاصل ہوتے ہیں۔اُن کی زبان پر ہمیشہ یہ کلمات جاری رہتے ہیں۔’’ مَیں نے خود کو اللہ کے سپرد کیا،میرے لئے میرا اللہ اور اُس کی برکات ہی کافی ہیں۔’’اگر تُو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔عارفوں کی زبان قدرتِ خدا سے اللہ کی تلوار ہوتی ہے کہ اُن کی زبان پر ’’اَمْرِ کُنْ‘‘ کی سیاہی لگی ہوتی ہے،اُن کی زبان سے نکلنے والی ہر بات اور ہر آواز امرِ الٰہی ہوتی ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:۔’’اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔‘‘فقیر کو ذکر فکر ورد وظائف اور سلک سلوک کی وہ راہِ طریقت درکار ہوتی ہے کہ جس سے وہ پہلے ہی دن طالب کو توجہ دے کر قربِ الٰہی کی حضوری میں پہنچا سکے۔

ابیات:۔ (۱)’’ مَیں کوئی بات بھی خواہشِ نفس سے نہیں کرتا بلکہ ہر بات

معرفت وحضوری اور قرب خدا کی کرتا ہوں۔'' (۲) '' مَیں ہر وقت اُس بے مثل و بے مثال ذات کو عیاں دیکھتا ہوں کہ مَیں غرق فی التوحید ہوں اور یہی معراج فقر ہے۔'' (۳) '' فقر کے اِس انتہائی مقام پر پہنچ کر میرا جسم، میری جان، میرا قلب، میری روح، میرا نفس اور ہوائے نفس سب کچھ فنا ہو گیا اور مَیں صرف نور ہی نور ہو کر خدا کو دیکھتا ہوں۔'' (۴) '' مَیں نے یہ مراتب آواز وصوت وعقل یا علم قال سے نہیں پائے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب لازوال سے پائے ہیں۔'' (۵) '' میرے حال کا واقف صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کی پہنچ لامکان تک ہے، جس مرشد کو وحدت الٰہی کا قرب حاصل نہیں وہ طالبوں کے حق میں راہزن ہے۔'' (۶) '' باھُو تو '' ھُـوْ '' (ذات الٰہی) میں گم ہو گیا ہے، ایسے گمنام کو بھلا کیسے پایا جا سکتا ہے؟ مَیں خود کو نورِ ذات میں گم کر کے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچا ہوں۔'' (۷) '' اسمِ اللہ ذات بہت قیمتی اور لازوال نعمت ہے، اِس کی قدر وقیمت وہی جانتا ہے جسے وصالِ حق نصیب ہو۔'' (۸) '' اسمِ اللہ ذات نے مجھے حضورِ حق میں پہنچا دیا جہاں میرا وجود بھی نورِ ذات بن گیا۔'' (۹) '' تُو جو کچھ بھی پڑھ اسمِ اللہ ذات سے پڑھ کیونکہ اسمِ اللہ ذات ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔'' (۱۰) '' مَیں نے ہر علم اسمِ اللہ ذات سے پایا اور اسمِ اللہ ذات ہی کو مَیں نے اپنا ورد بنایا۔'' (۱۱) '' جب اسمِ اعظم اسمِ اللہ ذات کی طے میں آتا ہے تو اُس کی ایک ہی نظر سے قبر کا مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔'' (۱۲) '' جو شخص باھُو سے ھُوْ کا ذکر حاصل کر لیتا ہے اُسے ہر کبوتر وفاختہ کی زبان سے یاھُو کا ذکر سنائی دیتا ہے۔'' (۱۳) '' تُو کبوتر وفاختہ سے کمتر تو نہ ہو اور اپنے دل سے غیرِ حق کی ہر چیز کو مٹا دے۔'' (۱۴) '' باھُو کی قبر سے ہر وقت ھُوْ ھُوْ کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے کیونکہ ذکرِ ھُو ذاکرین الٰہی کا انتہائی ذکر ہے۔''

جاننا چاہے کہ جس شخص کے وجود میں اسمِ اللہ ذات کی تاثیر شروع ہو جاتی ہے، وہ روشن ضمیر ہو کر مشاہدے کے قابل ہو جاتا ہے اور وہ جنت و دوزخ و وعدہ و وعید اور دونوں جہان کا تماشا چشمِ عیاں سے دیکھتا ہے۔ یہ مرتبہ خلافِ نفس ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''ایمان کا مرتبہ خوف اور اُمید کے درمیان ہے۔'' تصورِ اسم اللہ ذات سے نفس ہوا و ہوس کو چھوڑ دیتا ہے اور وحدانیتِ خدا کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔

ابیات:۔ (۱) ''ایک بے خبر و کینہ ور اور بدنسل کتے کے سوا دنیائے مردار کی طرف کون مائل ہوتا ہے؟'' (۲) ''دنیا کا طالب بظاہر کتنی ہی شان و شوکت کا مالک کیوں نہ ہو، حقیقت میں وہ کتے سے بھی کمتر ہوتا ہے۔'' (۳) ''اُس کتے کا باطن غرور سے آلودہ رہتا ہے اور اُس کا اخلاق اُس کی کمینگی سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔'' (۴) ''وہ گویا غضب و شہوت اور حرص و ہوا سے بھرا ہوا آدم نما حیوان ہوتا ہے۔'' (۵) ''اُس کا قبلۂ آرام سونا چاندی اور مال و دولت ہوتا ہے اور اُس کا کام حیوانوں کی طرح محض کھانا پینا اور سونا ہوتا ہے۔'' (۶) '' اُس کے رات دن ہمیشہ غفلت میں گزرتے ہیں اور اُس کا دل بیوی بچوں میں لگا رہتا ہے۔'' (۷) ''وہ نزع و موت کے غم کو بھول کر راہِ نجات سے غافل و بے پرواہ ہو چکا ہے۔'' (۸) ''اُس نے مَیں اور تُو کی عمومی صفت کو اپنا لیا ہے اور دوبینی و دوئی کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔'' (۹) ''صاف دلی کی بات نہ وہ سنتا ہے اور نہ اُس کی طرف دھیان دیتا ہے اِس لئے دل کی تاریکی اُس کے چہرے سے جھلکتی رہتی ہے۔'' (۱۰) ''تیری عمر کا گھر ایک ہی سانس پر قائم ہے اور تو ہے کہ ایک سانس کی خاطر پورے جہان کا طالب بن رہا ہے؟'' (۱۱) ''ایک ہی دم کی خاطر یہ کینہ و کبر و ریا؟ اور ایک ہی دم کی خاطر یہ سب حرص و ہوا؟'' (۱۲) ''ایک ہی دم کی خاطر یہ غصہ و بدخوئی

اور ایک ہی دم کی خاطر یہ ساری بے رخی؟'' (۱۳) '' ایک ہی دم کی خاطر اتنا شر و فساد کہ تیری ہر یاوہ گوئی تیرا اجتہاد ہے؟'' (۱۴) '' حیف و افسوس ہے تیری عقل و دانائی پر کہ جس نے تیری حق بین نگاہ کو اندھا کر رکھا ہے۔''

جوابِ مصنف :- (۱) '' جو دنیا راہِ خدا میں صرف ہو وہ جنت کی کھیتی ہے اور جو دنیا ہوا و ہوس کے تحت خرچ ہو وہ جہنم کی کھیتی ہے۔'' (۲) '' کیا تجھے معلوم نہیں کہ دنیا کس چیز کا نام ہے؟ دنیا ناقصوں کی زندگی کا قبلہ ہے۔'' (۳) '' اسی دنیا کی خاطر ہی آدمی کی پوجا کرتا ہے اور یہ وہ ناشائستہ عمل ہے جو انسان کو دین سے دور کر دیتا ہے۔'' (۴) '' اے باھُو! خدا کے لئے دنیا کو ترک کر دے تا کہ تُو روشن ضمیر ہو کر عارفِ خدا بن جائے۔''

سن! اے خام کہ تمام کتابوں کے علوم، اللہ حی قیوم کی تمام حکمتیں اور کل و جز کے تمام علوم صرف ایک حرف یا ایک لفظ یا ایک سطر یا ایک ورق سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ ہزار کتابیں صرف ایک لفظ '' سخُن '' میں سما جاتی ہیں لیکن لفظ '' سخُن '' ہزار کتابوں میں نہیں سما سکتا۔ لفظ سخُن کی حقیقت اور اُس کی شرح ایسی رمز، ایسا اشارہ اور ایسا معمہ ہے کہ جسے کوئی اہل لقا صاحبِ معمہ عارف فقیر ہی حل کر سکتا ہے اور کھول کر دکھا بھی سکتا ہے۔

بیت: '' اپنے ہر سوال کا جواب مَیں نے قربِ حضور سے پایا، میری اس بات کو وہی جان سکتا ہے جو نورِ الٰہی میں غرق ہو چکا ہو۔''

اور ایسا شخص کوئی قاتل نفس ہی ہو سکتا ہے نہ کہ کوئی اہل ہوا و ہوس۔

ابیات:- (۱) '' تجھے کافر صفت نفس سے واسطہ آن پڑا ہے، اُسے اپنے دام میں گرفتار کر لے کہ یہ ایک نادر شکار ہے۔'' (۲) '' اگر کوئی سیاہ ناگ تیری آستین میں گھس آئے تو یہ اُس نفس سے کہیں بہتر ہے جو اس وقت تیرا ہم نشین بنا ہوا ہے۔'' (۳)

"نفس پرور آدمی ہر گز فلاح نہیں پا سکتا کہ اُس کے وجود میں آتش پرست کافر اور یہود کا غلبہ رہتا ہے۔" (۴) "اِس نفس کو اسمِ اللہ ذات کی تلوار سے قتل کر دے کہ جو اُسے قتل کرتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے۔" (۵) "اگر نفس و قلب و روح کو حضوری نصیب ہو جائے تو قربِ وحدت اور حضوری کی بدولت نور بن جاتے ہیں۔"

یہ مراتب ابتدائی فقیر کے ہیں۔ فقر کسے کہتے ہیں؟ فقر ایک بارِ گراں ہے جو اسمِ اللہ ذات کی برکت سے زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے زیادہ گراں ہے۔ فقر کا بار وہ شخص اُٹھاتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں ہر وقت حاضر رہتا ہے اور طلبِ الٰہی کے سوا ناشائستگی کے تمام دفاتر اپنے دل سے مٹا دیتا ہے۔

ابیات:-(۱) "میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ کرم سے فقر کو پا لیا ہے، اب جو بھی میرے چہرے پر نظر ڈالتا ہے ولی اللہ بن جاتا ہے۔" (۲) "وہ نورِ حق دیکھتا ہے، نورِ حق بولتا ہے اور نورِ حق ہی پاتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں جسم واسم و خلق کا وجود ہی نہیں رہتا۔" (۳) "میرا وجود قدرتِ خداوندی کا ایسا نور بن گیا ہے کہ اب میں وہی کچھ کہتا ہوں جو مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔" (۴) "باھُو "ھُـوْ" میں ایسا غرق ہوا ہے کہ باھُو باقی ہی نہیں رہا، باھُو نوری صورت میں رات دن "یـاھُو، یاھُو" پکارتا رہتا ہے۔"

جو شخص واصل نور ہو جاتا ہے وہ قوتِ وصل سے ایسا واصل ہوتا ہے جو اپنی اصل "نور" کو پا لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "سادات میری صلب سے پیدا کیے گئے ہیں، علما میرے سینے سے پیدا کیے گئے ہیں اور فقرا اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا

کئے گئے ہیں۔''

بیت:۔ ''ابتدا نور ہے تو انتہا بھی نور ہوئی، جو شخص نور تک پہنچ گیا اُسے حضوری حاصل ہوگئی۔''

جان لے کہ اہلِ نور کا نفس نورِ خدا ہوتا ہے اِس لئے وہ تارکِ شہوات و ہوا ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور خود کو ہوائے نفس سے روکا تو جنت ہی اُس کا ٹھکانہ ہے۔'' اور قربِ الٰہی کے باعث اُس کا قلب بھی نور ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔'' قیامت کے دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد بلکہ وہ فائدے میں رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلبِ سلیم لایا۔'' اور اُس کی روح جو امرِ ربانی ہے وہ بھی نور ہوتی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''محبوب! لوگ آپ سے روح کی حقیقت پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ روح امرِ ربانی ہے اور بہت کم لوگ ہی اُس سے واقف ہیں۔'' اور اُس کا سِرّ بھی نور ہوتا ہے۔ جب یہ چاروں نور کسی ایک وجود میں جمع ہو جاتے ہیں تو اُس کے تمام اعضا اور ظاہر و باطن کے تمام حواس نور ہو جاتے ہیں۔ یہ مراتب اُس فقیر کے ہیں جس کا باطن معمور اور وجود مغفور ہو۔ معرفتِ توحید اور فقر کی راہ میں وہ شخص قدم رکھ سکتا ہے جو سب سے پہلے چار نفس فنا کر کے یہ چار مراتب حاصل کرلے۔ (۱) ''اِس آیتِ کریمہ کے مطابق مرتبۂ غنایت حاصل کرلے کہ:۔ ''اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم اُس کے محتاج ہو۔'' (۲) ''اِس آیتِ کریمہ کے مطابق مرتبۂ ہدایت حاصل کرے کہ:۔ ''سلام ہو اُس پر کہ جس نے ہدایت کی راہ اختیار کی۔'' (۳) ''اِس آیتِ کریمہ کے مطابق مرتبۂ ولایت حاصل کرے کہ :۔ ''اَللّٰہُ مومنوں کا ایسا دوست ہے جو اُنہیں ظلمات سے نکال کر نور میں لے آتا ہے۔'' (۴) ''اور اِس آیتِ کریمہ کے

مطابق مرتبۂ فیض و فضل عنایت حاصل کرے کہ :- ''دوڑو اللہ کی طرف۔'' جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا فضل عنایت اُسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اُس کے سامنے دونوں جہان پیش کر کے اُس کا امتحان لیتا ہے، اگر طالب اللہ دونوں جہانوں سے منہ موڑ لیتا ہے تو فقیر ہو جاتا ہے اور فقر کے اُس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اُس کی نظر اللہ کے سوا کسی اور چیز کی طرف نہیں اُٹھتی جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے :- ''نہ بہکی آپ کی نظر نہ حد سے بڑھی۔'' غنایت کے اِس مرتبے کو مردانِ خدا اپنی اولاد و جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ مرتبۂ غنایت سے محروم فقیر تو خلقِ خدا کی نظر میں بھی بے وقوف اور بے تمیز ہوتا ہے۔

بیت :- ''فقیر کو ابتدا ہی سے ہر چیز پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے کہ تصرف سے محروم آدمی خدا سے دور ہی رہتا ہے۔''

جان لے کہ ناظر (صاحبِ نظر) کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے کہ ہر قسم کا تصرف اُس کی نگاہ میں رہتا ہے۔ صاحبِ نظر فقیر ایسا عالم، کیمیا گر، عامل و کامل اور عارف فقیر ہوتا ہے کہ روئے زمین کی ہر چیز اُس کے تصرف میں ہوتی ہے، وہ جب چاہتا ہے اپنی توجہ سے ارواحِ ہژدہ ہزار عالم اور جن و اِنس و ملائکہ کو اسمِ اللہ ذات کی حاضرات سے حاضر کر لیتا ہے۔ یہ مراتب تصور اُس صاحبِ نظر کے ہیں جسے قربِ الٰہی کی حضوری حاصل ہو اور وہ علمِ دعوتِ قبور پر تصرف رکھتا ہو۔[1] جو عارف فقیر علمِ دعوت کے یہ دونوں مراتب نہیں جانتا اور اِس طریقے سے دعوت نہیں پڑھ سکتا وہ احمق و بے شعور ہے۔

---

[1] :- علمِ دعوتِ قبور پر تصرف رکھنے سے مراد یہ ہے کہ فقیر روحانی طور پر صاحبِ قبر کے ساتھ رابطہ کر سکتا ہے اور اُس کی قبر پر تلاوتِ قرآن کرنے کے بعد دعا میں اُس کی تائید و تعاون حاصل کر سکتا ہے۔

ابیات:-(۱) ''فقیر کی نظر بھی خزانہ ہوتی ہے اور اُس کے قدموں میں بھی خزانہ ہوتا ہے لیکن اِس کے باوجود وہ لایحتاج رہتا ہے۔''(۲)''فقر کی کامل تعریف یہ ہے کہ فقر جملہ مراتب خاص و عام سے بہت آگے کا مرتبہ ہے ۔''(۳)'' فقر عین بعین ہونے اور عین سے عین پانے کا نام ہے، عارف جب عین بعین ہوجاتا ہے تو خود کو عین بنا لیتا ہے۔''[1]

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-''اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے۔''علم دعوت کے مطالعہ سے روشن ضمیری، برکت اور خوش بختی حاصل ہوتی ہے۔ جان لے کہ مراتب پانچ ہیں، یعنی تمامیتِ ازل کا مرتبہ،تمامیتِ ابد کا مرتبہ،تمامیتِ دنیا کا مرتبہ(اِس مرتبے میں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کی ہر مملکت اور ملکِ سلیمانی کو زیرِ تصرف لایا جاسکتا ہے)،تمامیتِ عقبیٰ کا مرتبہ اور تمامیتِ معرفتِ توحید الٰہی کا مرتبہ۔ جو شخص ان پانچ مراتبِ گنج کو پانچ دن میں یا پانچ گھڑی میں یا پانچ دم میں اسمِ اللہ ذات کی حاضرات سے اور کلمہ طیب '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی برکت سے کھول دیتا ہے وہ مرشدِ کامل ہے اور جو شخص دونوں جہان کا تماشا ہاتھ کی ہتھیلی پر یا پشتِ ناخن پر دکھا دیتا ہے وہ مرشدِ کامل مکمل ہے۔ جان لے کہ دونوں جہان اسمِ اللہ ذات کی طے میں آتے ہیں اور اسمِ اللہ ذات قلبِ انسانی کی طے میں آتا ہے اور قلبِ انسانی کا تالا حاضراتِ اسمِ اللہ ذات اور کلمہ طیبات '' لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ'' کی چابی سے کھلتا ہے۔جب دل کا تالا کھل جاتا ہے تو عین بعین مشاہدہ حاصل ہوجاتا ہے جس سے وجود کے اندر نہ تو کوئی غلطی رہتی ہے اور نہ ہی غلاظت و

---

[1] :- فقیر ظاہر باطن میں مکمل طور پر خدائی رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

غضب و غصہ وغیر وغین وغیرہ۔ نفس فنا ہو جاتا ہے، قلب صفا ہو جاتا ہے، روح کو بقا حاصل ہو جاتی ہے اور ہمیشہ مشاہدہ لقائے الٰہی اور مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری نصیب رہتی ہے۔ جو شخص یہ تمام مراتب دکھا دیتا ہے وہ مرشدِ جامع ہے۔ مرشدِ جامع اور مرشدِ نورالہدیٰ وہ ہے جو حاضراتِ اسم اللہ ذات اور کنہٗ اسمِ اللہ ذات کو سب سے زیادہ جانتا ہے مگر عام لوگوں کی طرح نہ تو اپنی زبان سے اس کا تذکرہ کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو بتاتا ہے۔ جب حاضراتِ تصورِ اسم اللہ ذات شروع ہوتی ہیں تو سب سے پہلے جنوں کے لشکر ادب سے ہاتھ باندھ کر صاحبِ تصور کے گرد کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُس کے حکم کا انتظار کرتے رہتے ہیں، آخر عرض گزار ہوتے ہیں کہ اے ولی اللہ! ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ کچھ تو فرمایئے۔ طالب حق کہتا ہے:۔ ''میرے لئے میرا اللہ ہی کافی ہے۔'' اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اِسی طرح تمام فرشتے و مؤکل اور تمام روحانی صاحبِ تصور کے پاس آ کر عرض کرتے ہیں اور اُس کی خدمت میں سنگِ پارس [1] اور علمِ کیمیائے اکسیر [2] اور علمِ دعوتِ تکسیر [3] کا عمل پیش کرتے ہیں لیکن صاحبِ تصور کامل اُن کی طرف دیکھتا ہی نہیں۔ اِس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جملہ انبیا ورسل واصفیا واصحاب وامام حسنؓ وامام حسینؓ وحضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو اپنی معیت میں لے کر تشریف لاتے ہیں اور صاحبِ تصور کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اُٹھاتے ہیں اور تلقین معرفت، تعلیمِ علم، اور منصب ہدایت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ یہ جملہ مراتب

---

[1]:۔ سنگِ پارس = ایسا پتھر ہے کہ جس سے اگر لوہا مَس کر جائے تو سونا بن جاتا ہے۔

[2]:۔ علمِ اکسیر = کسی کیمیائی عمل سے سونا بنانے کا علم۔

[3]:۔ علمِ تکسیر = کسی تعویذ میں اِس طرح ہندسے لکھنا کہ اُن کا میزان ہر طرف سے برابر ہو۔

حاضراتِ اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہی وہ مسلک سلوک طریقت اور راہِ راستی ہے کہ جس سے دونوں جہان میں معرفتِ توحیدِ الٰہ حاصل ہوتی ہے۔ جو فقیر علم میں فیض بخش ہوتا ہے وہ ظاہر و باطن کے تمام علوم اسمِ اللہ ذات سے کھول کر اپنے عمل و مطالعہ میں لے آتا ہے۔ بعض فقیر علم میں عالم فاضل اور صاحبِ تحصیل ہوتے ہیں، بعض جاہل و حاسد و بخیل ہوتے ہیں اور بعض عالمِ علم ہونے کے ساتھ ساتھ غرق فنا فی اللہ، غرق فی التوحید اور ہم جلیس ربِ جلیل ہوتے ہیں۔ الغرض اس دنیا میں اہلِ علم عالم فاضل بہت ہوتے ہیں اور زاہد و عابد و متقی و فقیہ بھی بہت ہوتے ہیں مگر گمنام رہنے والا خفیہ صاحبِ باطن کامل فقیر ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہوتا ہے جو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی دائمی حضوری میں کامل ہوتا ہے یا استغراق فنا فی اللہ اور استغراق نورِ ذات میں کامل ہوتا ہے یا نگاہِ الٰہی میں منظور کامل ہوتا ہے یا بھائی بیٹوں اور دیگر رشتہ داروں سے بیگانہ ہو کر روحانیتِ قبور کی طرح کسی خاموش ویرانے کی خلوت میں ساکن کامل ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو اور راہِ نورِ حضور اور دعوتِ قبور سے واقف ہو اور اپنی نظر و توجہ سے طالبوں کو مراتبِ نورِ حضور تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور کرا سکتا ہو وہ کامل ہے۔ دنیا میں جاہل مرشد بہت ہیں اور نفس و شیطان کے غلام اہلِ دنیا بھی بے شمار ہیں لیکن دیدار پروردگار کے لائق عین نما و عین کشا عامل کامل ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح حجابات بھی بہت زیادہ ہیں، مثلاً علم حجاب، ذکر حجاب، فکر حجاب، ورد و وظائف حجاب، لوحِ محفوظ کا مطالعہ کر کے نیک و بد و خوش بخت معلوم کرنا حجاب، عرش پر نماز پڑھنا حجاب، کرسی حجاب، ہر وقت کونین کی حقیقتِ حال کا مشاہدہ کرنا حجاب، خود کو غوث و قطب سمجھنا حجاب، کشف و کرامات حجاب، مقامات و درجات

حجاب، خلق حجاب، نفس حجاب، دنیا حجاب، ازل حجاب، ابد حجاب اور حور و قصورِ عقبیٰ حجاب۔ اگر چہ یہ تمام چیزیں باعثِ ثواب ہیں لیکن خدا سے روک دینے والی ہیں اور جو چیز بندے کو اللہ سے روک کر اپنے ساتھ مشغول کر لے وہ حجاب ہے اور ثواب کا حجاب تو ایسا ہے کہ اُس سے نفس انانیت کا شکار ہو کر مطلق خراب ہو جاتا ہے۔ سو بے حجاب علم کون سا ہے؟ بے حجاب راہ کون سی ہے؟ بے حجاب معرفت و فقر و ہدایتِ لانہایت کون سی ہے؟ بے حجاب مذکور حضور قربِ اللہ نور کون سا ہے؟ وہ دائرہ اسم اللہ ذات ہے کہ جس میں کل و جز کی ہر شے بے حجاب ہے۔ جو شخص اسمِ اللہ ذات کے اس دائرے میں حضوری کی راہ کو بلا حجاب نہیں دیکھتا اور معرفتِ الٰہی سے محروم رہتا ہے وہ اندھا ہے۔ جو فقیر نہ مرتبے سے آگاہ ہے اور نہ صاحبِ نگاہ ہے اُس سے تلقین لینا کبیرہ گناہ ہے۔ جو شخص کسی ناقص مرشد سے تلقین لیتا ہے وہ قربِ الٰہی سے بہت دور چلا جاتا ہے۔ فقیر جو کچھ کہتا ہے مقامِ حقیقت سے کہتا ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے:۔ ''تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔'' اور ''ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔''

مثنوی:۔ ''اے ناقص شیطان! مرشد نہ بن اور راہِ معرفت میں طالبوں کی راہزنی نہ کر کہ مرشد تو راہِ خدا میں طالبوں کا ایسا کامل راہنما ہوتا ہے جو اُنہیں ایک ہی توجہ سے مجلسِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا دیتا ہے۔''

ناقص مرشد دونوں جہان میں روسیاہ ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ '' فقر دونوں جہان کی روسیاہی ہے۔'' اور مرشد کامل کو اپنے طالبوں اور مریدوں کے فقر سے فخر حاصل ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ '' فقر پر مجھے فخر ہے کہ فقر میرا خاص سرمایہ ہے۔'' اِس فقر سے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

حضوری، نگاہِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں منظوری، رفاقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے باطن معموری، شوق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شادمانی، ذکرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آبادی، پیروئ احکامِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نفس پر امیری، دیدارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے چشمِ دل کی سیری، وصال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فیض یابی، قال واحوال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آگاہی، لازوال معرفتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فیض یابی، جمعیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دائمی شادابی، فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں انتہائی کامیابی، الہام وپیغامِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شادابی اور اتباعِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روشن ضمیری اور دونوں جہان کی امیری نصیب ہوتی ہے اور یہ سب کچھ پوری توجہ وتصرف وتفکر وتوفیق کے ساتھ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔[1] تصورِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منکشف ہوتی ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دیدارِ پُر انوار سے مشرف فرماتے ہیں۔ اگر حضوری کے اِس موقع پر کوئی شخص پورے عقل وشعور اور تفکر کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دائیں قدم کے نیچے کی مشک عنبر جیسی خوشبودار مٹی اُٹھا کر کھالے تو اُس کی چشمِ عیاں کھل جاتی ہے اور وہ عارفِ ربانی بن جاتا ہے اور لباسِ شریعت پہن کر رات دن ترویج شریعت

---

[1]:- تصورِ اسم اللہ ذات کے بعد دوسرا مراقبہ تصورِ اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ خوش خط اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لکھ کر اُس کو مسلسل دیکھتے رہتے ہیں اور اُس کا تصور دل میں جماتے ہیں۔ اِس سے جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل میں بڑھتی ہے وہاں آپ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بھی نصیب ہوتی ہے۔

میں کوشاں رہتا ہے۔ اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دائیں قدم مبارک کی وہ معطر خاک کسی ملک میں بکھیر دی جائے تو قیامت تک وہ ملک ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بائیں قدم کی معطر خاک اُٹھا کر کسی کو کھلا دے تو وہ دیوانہ ومجذوب ہو کر رہ جاتا ہے یا جلالیت وغلباتِ ذکر فکر سے پریشان وتارکِ نماز ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بائیں قدم کی خاک اُٹھا کر کسی ملک میں بکھیر دی جائے تو وہ ملک ویران ہو جائے گا اور قیامت تک قحط یا گرائی غلہ یا ناگہانی اموات یا حادثات وبلیات کا شکار ہو کر زوال پذیر رہے گا۔ ایسے ملک کا علاج کیا ہے؟ علاج یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں اُس کے متعلق عرض کی جائے اور اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لطف وتوجہ سے اُس ملک پر نگاہِ رحمت فرما دیں تو اُس ملک کی حالت بدل جائے گی اور وہ ملک فرحت وجمعیت پالے گا اور وہ فقیر کہ جو مجذوب ودیوانہ ہو چکا تھا نگاہِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوش میں آ جائے گا اور دیدارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قابل ہو جائے گا۔ جو شخص معراجِ دیدارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہو جاتا ہے وہ دنیا وآخرت میں لایحتاج ہو جاتا ہے۔ جو شخص اسمِ اللہ ذات کی کنہ جان لیتا ہے وہ توفیقِ تصور سے طالب اللہ کو ایک ہی دم میں اللہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا کر انوارِ توحید میں ایسا غرق کرتا ہے کہ طالب اللہ ہمیشہ دیدارِ الٰہی میں محو رہتا ہے۔ جو شخص اِس بات کا

انکار کرے اور اس پر اعتبار نہ کرے اُس کا منہ کالا- اسمِ اللہ ذات کا دائرہ یہ ہے-

جس شخص کے وجود میں تصورِ اسمِ اللہ ذات تاثیر کرتا ہے اُسے لاھوت لامکان میں پہنچا دیتا ہے- ہر کوئی تصورِ اسمِ اللہ ذات کرنے کی نصیحت کرتا ہے لیکن کامل مرشد تصورِ اسمِ اللہ ذات سے مشاہدہ کراتا ہے جس سے دونوں جہان طالب کے تصرف میں آجاتے ہیں- جو مرشد توفیق تصور سے اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کنہ جانتا ہے وہ ایک ہی دم میں طالب اللہ کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دیتا ہے- اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دائرہ یہ ہے-

جو شخص پوری توجہ کے ساتھ روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دم لیتا ہے وہ صفات القلوبِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متصف ہو کر دنیا وآخرت میں محبوبِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بن جاتا ہے۔ ابیات:-

(۱) ''خدا کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا نہ کر کہ اگر تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کر لی تو خدا کو پا لے گا۔'' (۲) ''اِس علم کی تعلیم مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے حاصل ہوئی ہے، جو میرا طالب بنتا ہے وہ ولی اللہ بن جاتا ہے۔''

جو شخص ناظرات وحاضرات کی اس راہ سے واقف ہو جاتا ہے اور نگاہ کی اِس قوت وتوفیق سے مشرق سے مغرب تک کی کل وجز مخلوق کو اپنے قبضہ وتصرف میں لانا سیکھ لیتا ہے تو وہ اتنا صاحبِ اختیار فقیر بن جاتا ہے کہ چاہے تو گدا کو بادشاہ بنا دے چاہے تو بادشاہ کو معزول کر دے۔ جو شخص اسمِ اللہ ذات کی کنہ کو جان لیتا ہے اور مشق وجودیہ سے اسمِ اللہ ذات کو اپنے وجود پر تحریر کر لیتا ہے تو سر سے قدم تک اُس کے ساتوں اندام پاک ہو جاتے ہیں، اُس کا مرتبہ محمود ہو جاتا ہے اور اُس کا نفس مردود مر جاتا ہے۔ جو شخص تصور کے ذریعے اپنے جسم کو اسمِ اللہ ذات کے ساتھ اِس طرح یکجا کر لیتا ہے کہ جس طرح سیاہی کاغذ کے ساتھ یکجا ہو جاتی ہے تو وہ ولی اللہ کے اُس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جس کی ابتدا وانتہا ایک ہوتی ہے، پھر اُسے تمام عمر ریاضت، چلے، خلوت اور مجاہدے کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ راہ ہے اُن کاملین کی جو باطن صفا اور عین نما ہوتے ہیں۔

بیت:- ''میرے مرشد، میرے پیشوا اور میرے راہبر محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، مجھے اُن سے نگاہِ رحمت نصیب ہوئی ہے۔''

یہ مراتب اُس ناظر کے ہیں جسے دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

بیت:- ''مَیں ناظرِ خدا اور حاضرِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اِس لئے شریعت کامل اور دینِ احمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں قوی ہوں۔''

جان لے کہ جو شخص قربِ الٰہی کی حضوری اور حاضراتِ اسم اللہ ذات کا سلک سلوک جانتا ہے اُسے کیا ضرورت ہے کہ دعا مانگنے کے لئے لب کشائی کرے؟ کہ دعا تو وہ مانگتا ہے جو خام ہو، احمق ہو اور ادھورا ہو۔ خبردار! سمجھ لے کہ ''اَللّٰہُ'' کے سوا ہر چیز باعثِ خطرات و وہمات اور وسوسہ ہے۔ ''اَللّٰہُ'' کے سوا ہر چیز غیر اور باطل ہے، اُسے دل سے مٹا دے۔ اے احمق نادان! مشاہدہ معرفت اور دیدارِ پروردگار کا منکر نہ بن، کفر و شرک کا زنار اپنے گلے سے اُتار پھینک اور اُس سے ہزار بار توبہ استغفار کر۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت ناظروں پر رہتی ہے اور اُنہیں ناظر کا خطاب اِس لئے دیا گیا ہے کہ وہ دیدارِ پروردگار سے مشرف ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی پتھر، پہاڑ یا دیوار کا پردہ نہیں ہے۔ جو دل نگاہِ رحمتِ الٰہی سے بیدار ہو جاتا ہے اُس کے سامنے سے سارے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور وہ چشمِ عیاں سے پورے یقین و اعتبار کے ساتھ دیدارِ الٰہی کرتا ہے۔ تُو جانتا ہے کہ بندے اور رب کے درمیان سالہا سال کی مسافت کا حجاب نہیں ہے۔ جو شخص اپنی خودی کا پردہ ہٹا دیتا ہے وہ ایک ہی دم میں دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ دیدارِ الٰہی کی یہ عطا اور بخشش مرشدِ کامل قادری سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ کون سی راہ ہے کہ جس میں بندہ رات دن گوناں گوں اور انواع و اقسام کے کھانوں سے پُرشکم ہونے کے باوجود پل بھر کے لئے بھی یا ایک دم کے لئے بھی دیدارِ خدا اور حضوری قربِ خدا سے جدا نہیں ہوتا۔ ہاں ایسا تصورِ نور، تصورِ حضور، تصورِ قبور، توجہ باطن معمور اور تصرف

وجودِ مغفور سے ہوتا ہے۔ ۱؎ تصورِ اسم اللہ ذات کرنے والا دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو تصورِ اسم اللہ ذات کی توفیق صاحبِ تصور کو اللہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دیتی ہے یا اللہ تعالیٰ کو صاحبِ تصور پر مہربان کر دیتی ہے۔ تصور چار ہیں۔ جو آدمی ہوا سے تصور کرتا ہے تو تصورِ ہوا سے اس کا وجود ہوا میں اڑنے لگتا ہے، جو شخص آگ سے تصور کرتا ہے تو تصورِ آگ سے اُس کا وجود آگ کا انگارہ بن جاتا ہے، جو شخص پانی سے تصور کرتا ہے تو تصورِ آب سے اُس کا وجود آبِ دریا میں پہنچ جاتا ہے اور حباب کی طرح پانی پر تیرنے لگتا ہے اور جو شخص خاک سے تصور کرتا ہے تو تصورِ خاک سے اُس کا وجود خاک بن کر خاک میں مل جاتا ہے۔ سو تصور چار ہیں یعنی بادی، آتشی، آبی اور خاکی۔ لیکن اِن چار تصوروں پر غرور نہ کر کہ قربِ الٰہی کی حضوری میں تصورِ فنا و بقا اِن سے بہت آگے ہے۔ سب سے پہلے طالب اللہ اِن چار تصوروں سے مقامِ ازل، مقامِ ابد، مقامِ دنیا اور مقامِ عقبیٰ کے چار مقامات طے کرتا ہے، اِس کے بعد تلقین کے لائق بنتا ہے۔

بیت:۔ ''جو آدمی خدا کے ساتھ یکتا ہو گیا وہ نفس و شیطان و ہوا سے خلاصی پا گیا۔''

یہ مراتب اُن اہلِ دل حضرات کو نصیب ہوتے ہیں جو صاحبِ تصور اور صاحبِ

۱؎ :۔ (۱) تصورِ نور = تصورِ اسم اللہ ذات سے ایک خاص نور فقیر کو حاصل ہوتا ہے۔ (۲) تصورِ حضور = تصورِ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی مجلس کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔ (۳) تصورِ قبور = دعوت پڑھنے سے اہلِ قبور اولیا اللہ کا فیض اور تعاون حاصل ہوتا ہے۔ (۴) تصورِ باطن معمور = ذکر فکر سے فقیر کا باطن آباد ہوتا ہے۔ (۵) تصورِ وجودِ مغفور = کثرتِ ذکر و استغفار سے پورے وجود کو رحمت و مغفرت ڈھانپ لیتی ہے۔

تصرف ہوتے ہیں۔ طالب اللہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فیض و فضل وعنایت سے ریاضت و رنج کے بغیر حاضراتِ اسم اللہ ذات سے پندرہ علم، پندرہ حلم، پندرہ حکمتیں، پندرہ کیمیا اور پندرہ گنج حاصل کرتا ہے جس سے اُسے اتنی غنایت نصیب ہوتی ہے کہ اُسے کوئی شکایت نہیں رہتی اور وہ ہر ملک و ہر ولایت پر غالب آجاتا ہے۔ جو شخص سب سے پہلے یہ مراتب حاصل نہیں کرتا، وہ چاہے تمام عمر ذکر فکر و ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے، عارفِ واصل ہر گز نہیں ہو سکتا۔ پہلے وہ یہ گنج حاصل کرے گا اِس کے بعد فقر و ہدایت میں قدم رکھے گا۔ یہ تمام بخشش و عطا مرشدِ نورالہدیٰ سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ قربِ الٰہی تک پہنچانے اور واصل بحق کرنے کا وسیلہ و پیشوا اور رفیق با توفیق ہوتا ہے، وہ راہبر راہِ خدا اور خلق کا راہنما ہوتا ہے۔ صاحبِ حق الیقین اور با اعتبار طالب صادق کو نصیب ہونے والے پندرہ علم و پندرہ کیمیا و پندرہ حکمتیں اور پندرہ گنج یہ ہیں۔ پہلا گنجِ کیمیائے حکمت ''عین العلم'' ہے جو اللہ حی قیوم کے قرب سے حاصل ہوتا ہے، اُسے اُم العلوم کہتے ہیں کہ تمام علوم اُسی سے حاصل ہوتے ہیں۔ دوسرا گنجِ کیمیائے توحید ہے، تیسرا گنجِ کیمیائے معرفتِ ''اِلَّا اللّٰہُ'' ہے، چوتھا گنجِ کیمیائے فنا فی اللہ ہے، پانچواں گنجِ کیمیائے بقا باللہ ہے، چھٹا گنجِ کیمیائے لاھوت لامکان ہے، ساتواں گنجِ کیمیائے احادیث و قرآن کی تفسیر باتاثیر ہے، آٹھواں گنجِ کیمیائے روشن ضمیری اور دونوں جہان کی امیری ہے، نواں گنجِ کیمیائے علمِ تکسیر یعنی علمِ دعوتِ قبور ہے کہ جس سے مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو اپنے قبضہ و تصرف میں لایا جا سکتا ہے، دسواں گنجِ کیمیا وہ عالمگیر مرتبہ ہے کہ جس سے سنگِ پارس ہاتھ آتا ہے، گیارھواں گنجِ کیمیائے علمِ اکسیر ہے یعنی کیمیا گری کا ہنر مرشدِ کامل سے حاصل کرنا ہے، بارھواں گنج

کیمیا وہ ولایت ہے کہ جس میں غنایتِ لاشکایت ہے اور اُس سے بندہ ولی اللہ، عالم باللہ اور صاحبِ نظر عارف بنتا ہے، تیرھواں گنجِ کیمیا دیو خبیث نفس امارہ کو مارنا ہے کہ وہ وجود کے اندر ایمان کا چور ہے جو شیطان سے مل کر نقصان پہنچاتا ہے، چودھواں گنجِ کیمیا ترک وتوکل ہے جس سے بندہ کل وجز کی ہر چیز پر غالب آجاتا ہے اور علم کے ذریعے جاہلوں کی دستگیری کرتا ہے اور پندرھواں گنجِ کیمیا ان جملہ خزائن علم وحکمت کو فقیرِ کامل سے حاصل کرنا ہے۔ فقیر کسے کہتے ہیں؟ فقیر فیض وفضل الٰہی بخشنے والا ہوتا ہے۔ فقیر وہ ہے جو ایک ہی توجہ عیاں سے طالب اللہ کی زبان پر اسمِ اعظم کا ورد جاری کردے۔ جب طالب اللہ ہدایت وغنایت کی کیمیا کے یہ تمام خزانے اپنے تصرف میں لا کر انہیں زیرِ عمل لاتا ہے تو اُس کے وجود میں کسی قسم کا افسوس وغم اور ارمان باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ ظاہر وباطن کے تصور وتصرف کا ہر علم جان لیتا ہے۔ یہ راہ فرمائش کی نہیں بلکہ نمائش کی راہ ہے۔[1] یہ راہِ امتحان کی راہ ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور باعیاں مشاہدہ کرنے کی راہ ہے کہ طالب اپنی زبان سے عیاں کو بیان کرتا ہے۔ ایسا نادر مرشدِ کامل دنیا میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ میری یہ بات میرے اپنے حال کے عین مطابق ہے۔[2] "اور اللہ کا علم ہی میرے حال کے لئے کافی ہے۔" معرفتِ وصال کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ طالب جب چاہتا ہے دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے اور جب چاہتا ہے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ کون سی راہ ہے؟ یہ انتہائی راہ حاضراتِ تصورِ اسم اللہ ذات

[1]:۔ نمائش کی راہ ہے۔ یعنی مشاہدہ کرا دینے کا راستہ ہے۔ فقیر صرف بتاتا نہیں بلکہ دکھا دیتا ہے۔

[2]:۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ جب یوں لکھتے ہیں تو اس سے مراد یہ اقرار و دعویٰ مقصود ہوتا ہے کہ مرشدِ کامل کے یہ تمام کمالات خود اُن کے اپنے اندر پائے جاتے ہیں۔

کی راہ ہے جو اگر کسی طالب اللہ پر ابتدا ہی میں کھول دی جائے تو وہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تصورِ اسم اللہ ذات کا علم وہ علم ہے کہ تمام علوم اُسی ایک علم میں آجاتے ہیں اور کیمیاؔ و حکمت کے جملہ خزانے اُسی علم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اُس علم کو ''علمِ کل'' کہا جاتا ہے۔ اسمِ اللہ ذات کا یہ علمِ کل عقلِ کل کے حامل عارفانِ خدا اور طالبانِ صادق جان فدا کو نصیب ہوتا ہے۔ اِس علم کی مثال روشنی کی سی ہے، جیسے روشنی ایک چراغ سے دوسرے چراغ تک اور آفتاب سے مہتاب تک منتقل ہوتی ہے، اُسی طرح یہ علم بھی ایک نبی سے دوسرے نبی تک اور ایک ولی سے دوسرے ولی تک منتقل ہوتا رہتا ہے۔ یہ علم کسی کو کسب کے ذریعے یا رسم رسوم کے ذریعے حاصل نہیں ہوتا، یہ تو اللہ حی قیوم کا وہ علم ہے جو سینہ بہ سینہ چلتا ہے۔ یہ علم کینہ نہیں کہ کینہ سے بڑھے۔ علمِ سینہ ہونا چاہیے نہ کہ علمِ درسینہ (علمِ درس وتدریس)۔ یہ علمِ کل توجہ بتوجہ، تصور بحضور، توحید بتوحید، تجرید بہ تجرید، تفرید بہ تفرید اور توکل بتوکل منتقل ہوتا رہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''ہر مکتوب کا اسم اُس کی گٹھلی اور علم اُس کا مغز ہوتا ہے۔'' اِسی طرح یہ علمِ کل قرب بقرب، حضور بحضور، نور بنور، غفور بغفور، توفیق بتوفیق، تحقیق بہ تحقیق اور تصدیق بتصدیق منتقل ہوتا رہتا ہے، جیسا کہ صدق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عدل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حیائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علمِ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقر و خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ اسمِ اللہ ذات کی تاثیر سے دل روشن ہوتا ہے اور طالب اللہ کے وجود میں ایسا لامتناہی ولاریب ہدایت بخش علمِ غیب الغیب پیدا ہوجاتا ہے جو فیض وفضل کا نعم البدل اور عطائے الٰہی ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ فقیرِ واصل کا ابتدائی مرتبہ ہے۔ فقیر کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے دو عظیم لشکر

بخشے جاتے ہیں- ایک لشکرِ خلق اور دوسرے بغیر فوج کشی کے تمام ممالک کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کی قدرت کا لشکر، یہ بھی حاضراتِ اسمِ اللہ ذات کے علمِ لدنی کی برکت ہے-

بیت:- ''مَیں ہر علم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قرب وحضور سے بیان کرتا ہوں، اسے کوئی باشعور عالم باللہ ہی سمجھ سکتا ہے-''

اے دانا! یاد رکھ کہ علم وتقویٰ سے مرتبۂ بہشت حاصل ہوتا ہے اور جہالت وکفر سے نجس ومردار دنیا کی نجاست حاصل ہوتی ہے جو اہلِ جہنم کا مرتبہ ہے، علماؑ وفضلاؑ وفقہاؑ و درویش فقراؑ کے تمام مراتب سے مرتبۂ قاضی بلندتر ہے، وہ قاضی کہ جو رشوت وریا اور سیم وزر کے نزدیک نہیں جاتا، وہ قاضی کہ جس پر خدا اور اُس کا رسول راضی ہو- قاضی دو قسم کے ہوتے ہیں- ایک قاضیٔ ظاہر اور دوسرا قاضیٔ باطن- آدمی کے وجود میں نفس وروح اپنے باہمی معاملات میں مدعی اور مدعا علیہ کی مانند ہوتے ہیں- اِن دونوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرنیوالا توفیقِ الٰہی سے صفات القلب کا حامل حق شناس قاضی ہوتا ہے- عادل محاسب فیصلہ سناتا ہے کہ باطنی موذی نفس کو قتل کر کے مار دیا جائے اور روحِ حقیقی کو حق رسیدہ کر دیا جائے تاکہ وجود کی مملکت کا ہر عضو دارالامن بن جائے اور کراماً کاتبین زندگی وموت کے نیک وبد اعمال کا ریکارڈ پیش کر کے اِس آیت مبارکہ کے مطابق گواہی دیتے ہیں- فرمانِ الٰہی ہے:- ''قیامت کے دن ہم لوگوں کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ پاؤں زبانِ حال سے اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے-'' پس انسانِ کامل کے وجودِ طلسمات کے لئے موت وحیات کا ہر ایک مرتبہ علمِ نعم البدل کے ساتھ اسم ومسمّی کا گنج معمہ ہے- جو شخص مرشدِ کامل سے علمِ نعم البدل نہیں پڑھتا اور '' اُوتُوا الْعِلْمَ

دَرَجٰتٍ" کانعم البدل نہیں جانتا وہ احمق و بے عقل ہے کہ نفس امارہ کی قید میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم سے محروم رہتا ہے۔ ۱؎نعم البدل کیا ہے؟ نعم البدل اعتبار و یقین کا مرتبہ ہے جو کئی قسم کا ہوتا ہے۔ مثلاً نعم البدلِ علمِ قال، نعم البدلِ حال جو ذکر فکر و ورد وظائف کا ثمرہ ہے، نعم البدلِ سکر، صحو، قبض، بسط، خطرات و خام خیالی نعم البدلِ الہامِ عیان لاھوت لامکان باقرب وصال، نعم البدلِ مشاہدہ اعمال و افعالِ جمال کہ جس سے ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے، وہ نعم البدل کہ جس سے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری نصیب ہوتی ہے اور ماضی و حال و مستقبل کے حقائق معلوم ہوتے ہیں۔ نعم البدل فیض و فضل کا وہ مرتبہ ہے جو عارفوں کو روزِ ازل سے حاصل ہے، اس کا تعلق نہ تو خط و خال سے ہے، نہ حسن پرستی سے ہے اور نہ سرود و ہوا سے پیدا ہونے والی مستی نفس سے ہے کیونکہ ان چیزوں کا تعلق ابتدائی مراتب سے ہے اور یہ طالب اللہ کو قربِ خدا سے دور ہٹا دیتی ہیں، یہ سب چیزیں باعثِ وسوسہ و حیلہ شیطان ہیں۔ جہاں رازِ الٰہی ہے وہاں صوت و آواز کی ضرورت نہیں کہ کھلی آنکھیں رکھنے والا صاحبِ دید و مشاہدہ عین عالمِ مجاز سے بے نیاز ہوتا ہے۔

ابیات:- (۱) "آنکھیں تھیں کہ دیدارِ الٰہی میں گم ہو گئیں، نفس تھا کہ ہوا میں

۱؎:- انسان کامل کے وجود کو طلسمات فرمایا گیا ہے کیونکہ وہ مظہر عجائب الغرائب ہے۔ انسان کامل اسم (اَللّٰہُ) اور مسمّٰی (ذاتِ الٰہی) کو پالینے کا راز جانتا ہے۔ یہ ایک گنج ہے اور اُس تک ایک معمہ کو حل کر کے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ انسان کامل اُس معمہ کو حل کرنا جانتا ہے۔ انسانِ کامل کی واردات و تجلیات سب نعم البدل ہیں۔ ہر ایک تجلی پہلی سے بڑھ کر قرب و معرفت کا پتہ دے رہی ہے اور یقین کو پختہ سے پختہ تر کر رہی ہے۔ نعم البدل کیا ہے؟ اعمال کا ثمر یا نتیجہ جو اعمال کے بدلے میں ملتا ہے۔

غرق ہو گیا، دل تھا کہ دائم باخدا ہو گیا اور روح تھی کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملی۔ ''(۴)'' جب یہ چاروں مجھ سے نکل گئے تو میرا نام کہاں باقی بچا؟ باھو ''ھُو'' میں گم ہو گیا ہے، اب وہ نام و ناموس کو سلام الوداع کہتا ہے۔'' سو جس کسی کے وہم و فہم میں نعم البدل کے یہ مراتب آ جاتے ہیں وہ ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے، اُسے ہر مقام کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اور وہ معرفت و فقر میں کامل ہو جاتا ہے۔ نعم البدل کے جتنے بھی درجات ہیں وہ سب کے سب آیاتِ قرانی کا ورد کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے قرب و حضوری کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اُسے گناہ و نافرمانی کی راہ بھی یاد نہیں رہتی کیوں کہ اُس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ جو شخص بے حجابی کے اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ تمام ثواب اُسی بے حجابی سے پاتا ہے۔

بیت:۔ '' مجھے بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل ہے اِس لئے مَیں اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہیں رکھتا اور اللہ ہی میرے لیے کافی ہے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔'' فقر جب کامل ہوتا ہے تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے۔'' فقر کا یہ کمال مجاہدہ و ریاضت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ نگاہِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے جسے مرشدِ کامل اپنی توجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پہنچا کر اُن کی نگاہِ کرم سے یہ منصب و مرتبہ دلوا دیتا ہے۔ سن! اگر تُو عقلمند ہے تو ہوش سے کام لے اور اگر تُو عالم فاضل ہے تو کان لگا کر سن لے کہ مرتبۂ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا، معرفتِ توحید '' اِلَّا اللّٰہُ '' کا حاصل کرنا اور انوارِ تجلیاتِ پروردگار کا مشاہدہ کرنا آسان کام ہے لیکن مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل کرنا بہت مشکل و دشوار ہے۔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل کرنا آسان

کام ہے لیکن حکم و رضائے محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تابع رہنا بہت مشکل و دشوار کام ہے اور حکم و رضائے محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تابع رہنا آسان کام ہے لیکن مرتبۂ فنا و بقا، مرتبۂ توفیق تحقیق، مرتبۂ تصور و تصرف، مرتبۂ تفکر و توجہ، مرتبۂ بحقِ رفیق و علمِ دقیق، مرتبۂ قربِ حضور و روحانیتِ دعوتِ قبور حاصل کرنا بہت مشکل و دشوار ہے کیونکہ اِن تمام مراتب کو "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا مرتبہ کہتے ہیں۔ جب طالب کہتا ہے " لَآ اِلٰہَ " تو وہ مرتبۂ موت پر پہنچ جاتا ہے اور باطنی طور پر مر کر موت اور روحانیت کے احوال سے واقف ہو جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ بعض روحانی مقامِ علیین میں ہیں اور انوارِ بہشت کے گلشن بہار سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور بعض مقامِ سجین میں نارِ جہنم سے معذب ہو رہے ہیں۔ جب طالب کہتا ہے " اِلَّا اللّٰہُ " تو "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جہاں موت اسے حیات دکھائی دیتی ہے اور وہ موت کے بعد کی زندگی پا کر قیامت کے میدان حشر میں پہنچ جاتا ہے۔ وہاں اپنے اعمالنامے کے حساب کتاب سے فارغ ہوتا ہے اور پل صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہو جاتا ہے جہاں وہ اپنے معبود کے سامنے پانچ سو سال تک رکوع میں اور پانچ سو سال تک سجود میں رہتا ہے اور جب وہ کہتا ہے " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " تو شرابا طہورا کا جام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک سے پیتا ہے اور مشرف دیدار ہو کر رب العالمین کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ جو شخص خواب یا مراقبے یا بیداری کی حالت میں حضوری کے اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر و توجہ سے کلمہ طیب کو اُس کی کنہ سے پڑھ لیتا ہے تو وہ کل و جز کے اوّل و آخر اور ظاہر و باطن کی حقیقت کی تحقیق کر لیتا ہے جس سے کلمہ طیب پر اُس کا اعتبار

ویقین پختہ ہوجاتا ہے۔ جو شخص " لَآ اِلٰـہَ " کی نفی کو جان لیتا ہے تو وہ ہر خفی کو جان لیتا ہے اور دنیا و آخرت کی کوئی چیز بھی اُس سے مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو شخص " لَآ اِلٰـہَ " کو اُس کی کنہ سے پڑھ کر مرتبۂ اثبات " اِلَّا اللّٰہُ " پر پہنچتا ہے تو اُس پر اثبات کے تمام درجات کھل جاتے ہیں۔ تُو اثباتِ " اِلَّا اللّٰـہُ " کو کیا جانے؟ کہ اثبات کا یہ مرتبہ انسانوں کو نصیب ہوتا ہے نہ کہ حیوانوں کو اور تُو " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " کا محرم کس طرح ہو سکتا ہے جب تک کہ باطنی توجہ سے تُو خود کو حرمِ روضہ مبارک پر لے جا کر نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہم کلام نہیں ہو جاتا؟ پس معلوم ہوا کہ " لَآ اِلٰـہَ " قاتلِ نفس ہے، " اِلَّا اللّٰہُ " دل کو زندہ کرنے والا ہے اور " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " روح کا انعام ہے۔ کلمہ طیب آفتاب کی مانند ہے جس کے وجود میں تاثیر کرتا ہے اپنی روشنی سے اُس کے دل کو منور کر دیتا ہے۔ عوام کلمہ طیب کو رسم رسوم سے پڑھتے ہیں اور خواص کلمہ طیب کو حضوریٔ اللہ حی قیوم سے پڑھتے ہیں، یعنی خواص کا کلمہ طیب پڑھنا موت و حیات کی حقیقت معلوم کرنا ہے اور مطالعۂ اسم اللہ ذات سے اُسے رقم مرقوم کرنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''جس نے ایک مرتبہ کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وہ بلا حساب و بلا عذاب جنت میں داخل ہو گیا۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''زبانی طور پر " لَآ اِلٰـہَ " پڑھنے والے بہت زیادہ ہیں لیکن خلوصِ دل سے پڑھنے والے بہت تھوڑے ہیں۔'' جان لے کہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں اور ہر ایک حرف سے ہزاراں ہزار علوم منکشف ہوتے ہیں جن سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حضوریٔ بارگاہِ الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایک سیاہ دل آدمی کلمہ طیب کی اِس حقیقت کو کیا جانے؟ جو ولی اللہ فقیر کلمہ طیب کی کنہ کے کمال تک پہنچ جاتا ہے اُسے دائمی حضوری

نصیب ہو جاتی ہے، اُس کے لئے زندگی و موت ایک جیسی ہو جاتی ہے، وہ کبھی حالت خوف میں ہوتا ہے اور کبھی حالتِ اُمید میں، کبھی خود کو گھر پر موجود پاتا ہے اور کبھی خود کو قبر میں پاتا ہے، کبھی وہ ظاہری علم کا مطالعہ کرتا ہے اور کبھی حضوری حق میں غرق رہتا ہے۔ وہ دنیا و اہلِ دنیا سے الگ تھلگ اور بیزار رہتا ہے۔ اولیا اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ اپنی زندگی کو عالمِ ممات میں لے جاتے ہیں اور مرنے کے بعد خود کو زندہ کر لیتے ہیں۔ بعض عالم باللہ اولیا اللہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ قبروں سے باہر آکر اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں اور اپنے طالبوں کو ذکر اللہ کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''خبردار! بے شک اولیا اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر نقل مکانی کر جاتے ہیں۔'' جو شخص دنیوی گھر میں اپنے نفس سے مفرور ہو جاتا ہے وہ قبر کے گھر میں صاحبِ مشاہدہِ حضور ہو جاتا ہے اور اُس کی روح فرحت پا جاتی ہے۔

بیت:- ''آنکھوں کے اندھے کو دیدارِ حق تعالیٰ نصیب نہیں ہوتا کہ اُسے دیدارِ حق کے سوا کچھ اور ہی درکار ہوتا ہے۔''

سن! بعض لوگوں کو حبس دم کے ذکر سے دائمی حضوری کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اور بعض لوگ حبس دم کے ذکر سے دائمی طور پر حرص و گرانی میں پھنس جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ طالبِ صادق جب مرشدِ کامل سے فیض یاب ہوتا ہے تو اُس کے لئے ظاہر و باطن برابر ہو جاتا ہے، جب مرشدِ مکمل سے فیض یاب ہوتا ہے تو اُس کے لئے ابتداً وانتہاً برابر ہو جاتی ہے، جب مرشدِ اکمل سے فیض یاب ہوتا ہے تو دنیا اُسے خونِ حیض سے آلودہ فاحشہ عورت دکھائی دیتی ہے جس کے نزدیک کوئی مرد نہیں جاتا بلکہ اُسے تین

طلاق دیتا ہے اور یہ مرتبہ بہت اچھا ہے، جب مرشدِ جامع سے فیض یاب ہوتا ہے تو وہ چار پرندوں کو ذبح کر دیتا ہے اور وہ چار پرندے چار نفس ہیں یعنی نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس ملہمہ اور نفس مطمئنہ یا چار عناصر ہیں، یعنی مٹی، ہوا، آگ اور پانی یا چار مقامات ہیں، یعنی شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت۔

بیت :- '' مَیں چار تھا پھر تین ہوا، پھر دو ہوا، پھر دوئی کو چھوڑا تو یکتا ہو گیا۔ ''

یا چار پرندے یہ ہیں، کبوتر ہوا، مرغا شہوت، کوا حرص اور مور زینت۔ جب طالبِ صادق مرشدِ نورالہدیٰ سے فیض یاب ہوتا ہے تو لقائے الٰہی سے باعیاں مشرف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار خزانے اُس کے تصرف میں آجاتے ہیں اور وہ فیض بخش و گنج بخش ہو جاتا ہے۔

بیت :- ''مَیں کامل و مکمل و اکمل و نورالہدیٰ جامع مرشد ہوں اور مالک الملکی مرتبے کا فنا فی اللہ فقیر ہوں۔ ''

اگر صاحبِ جذب مالک الملکی فقیر [1] کسی بادشاہ کو جذب کر لے تو وہ تمام عمر پریشان و سرگردان رہے گا اور ہرگز آرام نہ پائے گا۔ اگر کوئی صاحبِ فقر کامل فقیر ولی اللہ کسی بادشاہ کی طرف توجہ کر دے تو بادشاہ ایک حلقہ بگوش غلام کی طرح ننگے پاؤں اُس کی بارگاہ میں دوڑا چلا آئے گا۔ پس بادشاہ ولی اللہ کے تابع ہوتا ہے اور مشرق سے مغرب تک ہر ملک اور ہر بادشاہی اور ہر علاقہ فقیر کے تصرف میں ہوتا ہے۔ اگر ظاہر باطن میں ولی اللہ فقیر کی توجہ شاملِ حال نہ ہو تو بادشاہ کوئی مہم بھی سر نہیں کر سکتا چاہے اُس کے پاس

[1] :- مالک الملکی فقیر کو عام طور پر قطبِ وحدت کہا جاتا ہے اور منصب و تصرف کے لحاظ سے یہ بلند ترین مقامِ ولایت ہے۔

ہزاراں ہزار لشکر ہی کیوں نہ ہوں۔ رات دن بکثرت دعائیں مانگنے اور بے شمار دولتِ سیم وزر خرچ کرنے سے فقیرِ کامل کی ایک توجہ ہی کافی ہے، اُس فقیرِ کامل کی توجہ جو کنۂ قربِ ذاتِ الٰہی کی توجہ، کنۂ کن کی توجہ اور کنۂ کلمہ طیبات " لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کی توجہ جانتا ہو۔ ایسے فقیرِ کامل کی توجہ روز بروز ترقی پذیر اور رواں رہتی ہے اور قیامت تک نہیں رکتی بلکہ فقیرِ کامل کی توجہ ایسی کامل ہوتی ہے کہ اُس سے طالب اللہ قیامت سے پیشتر ہی ایمان کی سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہو کر مامون ہو جاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔ '' جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن پا گیا۔ '' یہ مرتبہ اُس فقیر کا ہے کہ جس کا باطن آباد ہے اور وہ ولی اللہ مادر زاد ہے اور ہر دم نفس کے ساتھ محوِ جہاد ہے۔

ابیات:۔ (۱) '' میری تصنیف میں کسی قسم کی تالیف نہیں ہے بلکہ میری تصنیف کا ہر فقرہ خدا کا کلام ہے۔ '' (۲) '' مَیں نے یہ کتاب قرآن و حدیث کے علم سے لکھی ہے اس لئے اِس کا منکر کوئی خبیث ہی ہوگا۔ '' (۳) '' اِس کی ہر سطر کرمِ الٰہی سے پُر ہے اور اِس کے ہر حرف میں اسرارِ الٰہی پوشیدہ ہیں اس لئے جو شخص اِس کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے گا وہ ہر غم سے آزاد رہے گا۔ '' (۴) '' اِس کو پڑھنے والا لایحتاج فقیر بن جائے گا اور اُسے معرفتِ الٰہی کی معراج نصیب ہوگی۔ '' (۵) '' باھُوؒ کا طالب بھی مرشد صفت ہوتا ہے کیونکہ وہ معرفتِ توحید میں غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ ''

پس آدمی کا دل گہرے سمندر کی مثل ہے اور اُس کا جسم حباب کی مثل ہے۔

بیت:۔ '' اہلِ محبت کو نام و خطاب کی کیا حاجت؟ کہ وہ تو اُس حباب کی مثل ہیں کہ جس کی اپنی ہستی مٹ جائے تو محض پانی ہوتا ہے۔ ''

پس اولیا اللہ نہ تو خدا ہوتے ہیں اور نہ ہی خدا سے جدا ہوتے ہیں۔

بیت:- '' اے جانِ عزیز! مَیں تجھ سے مخاطب ہوں، میری بات غور سے سن کہ کوئی چیز بھی قرآن سے باہر نہیں ہے۔'' اور یہ کتاب آیاتِ قرآن کی پُر تاثیر تفسیر ہے۔

بیت:- '' کوئی علم بھی تفسیر سے برتر نہیں اور کوئی تفسیر بھی تاثیر سے برتر نہیں۔''

طالبانِ مولیٰ روزِ الست ہی سے اِس تفسیر کے مطالعہ سے روشن ضمیر فنافی اللہ فقیر ہو کر نفس پر امیر ہو چکے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- '' جیسا اُس وقت تھا، ویسا ہی اب ہے۔'' کلماتِ ربانی و آیاتِ قرآنی کے اِس علمِ حی الحق سے بعض حضرات کو زبانی گفتگو کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے، بعض کو احوالِ روحانی معلوم ہو جاتے ہیں، بعض کو مشاہدہ میسر آ جاتا ہے اور بعض مراتب لاھوت لامکانی حاصل کر لیتے ہیں اور یہ سب کچھ قرآن مجید میں موجود ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- '' اُسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں، سوائے اُس کے اُنہیں کوئی نہیں جانتا، وہی جانتا ہے جو خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ درخت سے گرتا ہے اُس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندر ہے اور نہ کوئی تر اور خشک چیز دنیا میں ہے مگر اُس کا حساب اللہ تعالیٰ کی کتابِ مبین کے اندر مندرج ہے۔'' پس معلوم ہوا کہ تمام علمِ نص و حدیث، تمام علمِ توریت، تمام علمِ انجیل، تمام علمِ زبور اور وہ تمام علوم جو عرش و کرسی اور لوحِ محفوظ پر درج ہیں اور کونین میں موجود ہر چیز کے کل و جز کے جملہ علوم دل کی تختی پر ایک نقطے کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ جب لوحِ ضمیر [1] کے علم کا سوداسویدا کھل کر روشن ہو جاتا ہے تو صرف '' الف '' ہی سے ہزاراں

[1]:- لوحِ ضمیر کے علم سے مراد روحانی تجربات و مشاہدات نیز معرفتِ الٰہی کا علم ہے جو مرشد کی توجہ اور ذکر و فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ کتابی علم کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ الف کا علم بھی یہی ہے یعنی حکمتِ الٰہیہ۔ '' اکو الف تینوں درکار۔''

ہزار علوم منکشف ہوتے ہیں اس لئے صرف ''الف'' کا علم ہی عمل کے لئے کافی ہو رہتا ہے کیونکہ علمِ الف کے علاوہ جتنے علوم ہیں وہ محض ذریعہ معاش ہیں اور روزگار کے لئے مال و دولت جمع کرنے اور خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے لئے ہیں۔ اِس علم میں عامل کامل ہونا بھی محض عطائے مرشد ہے جس کے لئے طالب کو مرشد کی بارگاہ میں ایسے ہونا چاہیے جیسے کہ ایک مردہ غسال کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

ابیات:- (۱) ''اے طالب اگر تُو سچا طالب ہے تو دم نہ مار اور میرے سامنے مردہ بن جا کہ مَیں مردہ صفت طالبوں کو معرفتِ الٰہیہ کا غسل دیتا ہوں۔'' (۲) '' مَیں ایسے ہی طالب کا خواہش مند ہوں اور ایک کامل مرشد کی حیثیت سے طالبی اور مرشدی کے تمام مقامات سے واقف ہوں۔'' (۳) '' مَیں سالہا سال سے ایسے طالب کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں جو دیدارِ الٰہی کے لائق ہو لیکن افسوس کہ مجھے ایسا طالب نہیں ملا۔''

اے کیمیائے سیم وزر کے طالب! تجھے کون سی کیمیا درکار ہے؟ اور تجھے کون سی کیمیا پر اعتبار ہے کیونکہ کیمیا تو دو طرح کی ہوتی ہے، ایک کیمیا کا تعلق سیم وزر اور دنیائے مردار سے ہے اور دوسری کیمیا کیمیائے شرفِ دیدار ہے۔ کون سا علم دیدار کی راہ دکھاتا ہے؟ اور کون سا علم دیدار کی گواہی دیتا ہے؟ اور کون سا علم دیدار کی دلیل بنتا ہے؟ اور کون سا علم دیدار کے لئے نظر و نگاہ بنتا ہے؟ سن اے عالمِ جاہل، سن اے جاہل عالم، سن اے عارف، سن اے واصل عامل کہ اِس آیتِ کریمہ سے دیدارِ الٰہی ثابت ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- ''جو شخص دیدارِ الٰہی کا خواہشمند ہے اُسے چاہیے کہ وہ اعمالِ صالحہ اختیار کرے۔'' اور عملِ صالحہ '' فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ '' ہے (یعنی دوڑو اللہ کی طرف) اور اِس کے برعکس شرک کفر اور عملِ طالح ''فَفِرُّوْٓا مِنَ اللّٰهِ'' ہے (یعنی بھاگو اللہ سے دور۔)

اِن میں سے تجھے کون سا عمل پسند ہے؟ " فَفِرُّوْآاِلَی اللّٰہِ "یا"فَفِرُّوْآمِنَ اللّٰہِ "
جان لے کہ آدمی اپنے ظاہر کو اور اپنی زبان کو علمِ فضیلت سے آراستہ رکھتا ہے لیکن اپنے
باطن کو تصدیق دل اور علمِ مشاہدہ سے بے خبر رکھتا ہے، لیکن جسے علمِ باطن حاصل نہیں وہ
مطلق حیوان ہے۔ وہ شیطان کا قیدی اور مردہ دل ہے، اگرچہ ظاہر میں اُس کی زبان پر
علمِ نص وحدیث جاری رہتا ہے لیکن باطن میں وہ جاہل دیو ہوتا ہے، اُس کا نفس خبیث
اور ابلیس کی طرح منافق ہوتا ہے۔ یاد رکھ کہ بعض لوگ اندر سے کافر یا یہودی یا منافق یا
مشرک یا کاذب یا ظالم یا بدکردار یا مسلمان ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کا نفس مطمئنہ ہوتا
ہے وہ انبیاؑ اور اولیا اللہ ہوتے ہیں اور وہ علمِ تصدیق، علمِ تحقیق اور علمِ توفیق کے عالم
ہوتے ہیں اور وہ تصورِ اسم اللہ ذات کی بدولت دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں، اُن کا
دل بیدار ہوتا ہے، وہ صاحبِ مشاہدہ ہوتے ہیں، اہل معرفت ہوتے ہیں اور مرتبۂ حق
الیقین پر فائز ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ مبارک ہے:۔ "جس نے
اپنے نفس کو پہچان لیا، بے شک اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا، جس نے اپنے نفس کو فنا
سے پہچانا بے شک اُس نے اپنے رب کو بقا سے پہچانا۔" چار قسم کے تصور کرنے سے
رب کو پہچانا جا سکتا ہے، (۱) تصورِ موت، (۲) تصورِ محبت کہ اِس سے مشاہدہ حاصل
ہوتا ہے، (۳) تصورِ معرفت کہ اِس سے معراج اور دیدارِ پروردگار نصیب ہوتا ہے، (۴)
وہ تصور کہ جس سے مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی
ہے۔ جو مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو علمِ دیدار کے اِن تصورات کی تعلیم و تلقین نہیں دیتا
وہ مرشد خام و ناتمام ہے اور ارشادِ مرشدی کے لائق نہیں ہے۔ اے جانِ عزیز! مسائل
فقہ کا علم اور مطالعۂ کتب کا علم صرف حق و باطل میں تمیز سکھاتا ہے جبکہ عالم باللہ ولی اللہ

مرشدِ کامل توفیقِ الٰہی سے پوری تحقیق کے ساتھ قربِ حضوری اور معرفت و دیدار کا شرف عطا کرتا ہے اِس لئے اہلِ علم اور اہلِ معرفتِ حضوری ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ ا؎ یاد رہے کہ محبتِ الٰہی فرض ہے، ترکِ دنیا سنت ہے، ترکِ نفس مستحب ہے اور شیطان کی مخالفت واجب ہے۔ یہی وہ علم ہے جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔ ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔'' اور یہی وہ علم ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے :۔ ''علم والوں کے درجات ہیں۔'' پس اہلِ دیدار کو کیمیائے سیم و زر و سنگ پارس اور دونوں جہان کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ یہ سب کچھ تو نفس کو مطمئن کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ ناقص مرشد طالب کو خلوت میں بٹھا کر ریاضت ِ چلہ کرواتا ہے لیکن کامل مرشد تصورِ اسم اللہ ذات کی حاضرات کے ذریعے طالب اللہ کے وجود کے ساتوں اندام کو سر سے پاؤں تک اِس طرح پاک کر دیتا ہے کہ اُسے زندگی بھر مجاہدہ و ریاضت کی حاجت نہیں رہتی اور وہ مشاہدہِ حضوری و دیدار میں اِس طرح غرق ہو جاتا ہے کہ دونوں جہان کی خواہشات سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو ایک ہی توجہ سے قربِ حضور میں پہنچا دے۔ جس مرشد میں یہ وصف نہیں وہ احمق و حماقت شعار ہے اور معرفتِ دیدار سے بے خبر ہے۔ اپنا نام بیچنے والے اہلِ نام مرشد بہت ہیں اور زبانی دعویٰ کرنے والے نام کے طالب بھی بہت ہیں مگر یاد رہے کہ اہلِ تقلید مرشد طالب کو ظاہری اعمال، ورد و وظائف اور دعوت پڑھنے کی مشقت سے رجعت میں مبتلا کر کے حیران و پریشان کرتا ہے اور اُسے ذکر فکر اور حبسِ دم میں مشغول کر کے

ا؎ :۔ محض کتابوں کے پڑھنے والے پیچھے رہ جاتے ہیں اور عارف آگے نکل جاتے ہیں لہٰذا دونوں کا کوئی جوڑ نہیں، وہ ہم مرتبہ کیسے ہو سکتے ہیں؟

خراب کرتا ہے لیکن مرشدِ کامل ایک ہی نظر سے طالب اللہ کو ناظر بنا دیتا ہے اور اپنی باطنی توجہ سے طالب اللہ کو بارگاہِ حق میں حاضر کر کے مشاہدہ دیدار سے مشرف کر دیتا ہے۔ اگر تُو عاقل و ہوشیار ہے تو سن، اگر تُو عارف لائق دیدار ہے تو سن، اگر تُو طالب اہل دنیائے مردار ہے تو سن، اگر تُو عالم فضیلت آثار ہے تو سن اور اگر تُو جاہل بدکردار ہے تو سن:۔'' جوکوئی اعمال صالحہ اختیار کرتا ہے اُس میں اُس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور اگر کوئی برائی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اُس میں اُس کا اپنا ہی نقصان ہے۔'' سو رحمت وسلامتی کی راہ یہ ہے کہ کفر و شرک کی بیماری ولعنت و زحمت و زوال سے نجات حاصل کر لی جائے اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی جائے کیونکہ یہ دنیا ہی ہے جو بندے کو معرفت ووصالِ الٰہی کی راہ سے ہٹا دیتی ہے۔ جو طالب اللہ شروع ہی میں تمام دنیا کو جمع کر کے اپنے قبضہ وتصرف میں نہیں لے آتا اور اُس کا دل تمام دنیا سے سیر نہیں ہو جاتا وہ احمق ہے کہ فقر و معرفت کی راہ میں قدم رکھتا ہے۔ طالب کے لئے فرضِ عین ہے کہ وہ سب سے پہلے تمام دنیا اور ملکِ سلیمانی کو اپنے تصرف، اپنے اختیار اور اپنے حکم میں لے آئے، جب وہ ایسا کر لے تو اُس پر فرضِ عین ہے کہ اب وہ اِس تصرف واختیار سے دست بردار ہو کر اپنا رخ اللہ کی طرف کر لے اور تصورِ دیدار میں محو ہو کر مرتبۂ دیدار تک پہنچے۔ یہ راہ نہ تو قیل وقال کی راہ ہے اور نہ ہی گفت وشنید اور مطالعۂ علمِ قیل وقال کی راہ ہے بلکہ مشاہدہ عین جمال کی راہ ہے۔ الغرض فقر کسے کہتے ہیں؟ اور مراتبِ فقر کو تُو نے سمجھا ہی کب ہے کہ تُو فقر کا دعویٰ کر بیٹھا ہے؟ ارے احمق! مراتبِ فقر کو تُو نے دیکھا ہی کب ہے؟ تُو تو ابھی تک اندھا ہے، ابھی تک تو فقر کی بُو بھی تیرے دماغ تک نہیں پہنچی۔ فقر تو رستگاری وکم آزاری کی راہ ہے۔ اِسے بازاری لوگ کیا جانیں کہ بازاری لوگوں کا

نفس اُدھر کا رخ ہی نہیں کرتا اور اگر کرے بھی تو ٹھہرتا نہیں- مرتبۂ فقر کی تو ابتدا ہی عین بہ عین مشاہدہ ہے- غوث وقطب درویش عارف واصل ولی اللہ عالم باللہ کی کیا علامات ہیں؟ دراصل مراتب دو ہیں، ایک مرتبے والے انسان ہوتے ہیں اور دوسرے مرتبے والے صورت کے انسان لیکن سیرت کے حیوان ہوتے ہیں جو ہمیشہ بے جمعیت و پریشان رہتے ہیں، سوانسان نما حیوان اور اشرف انسان کی پہچان کیا ہے؟ انسان وہ ہے جو ہمیشہ دیدار الٰہی سے مشرف رہے- انسان کو دنیائے مردار کی طلب سے خطرات لاحق ہوتے ہیں اور مشاہدہ دیدار سے جمعیت حاصل ہوتی ہے اور دنیائے مردار سے بے جمعیتی و پریشانی لاحق ہوتی ہے- اِس راہ کی اصل کا تعلق اللہ تعالیٰ کے وصل اور اُس کے قرب سے ہے اور یہ راہ عنایت کی نظر و نگاہ سے حاصل ہوتی ہے اور عنایت دیدار بخش کو کہتے ہیں-

بیت:- ''جو مرشد خود صاحبِ دیدار ہوگا وہی تجھے دیدار کراسکتا ہے کیونکہ بارگاہِ خدا سے اُسے ہی دیدار کرانے کی توفیق حاصل ہوتی ہے-''

عنایت پانچ قسم کی ہوتی ہے- اُس شخص کو غنیٔ مطلق کہتے ہیں جسے پانچ قسم کی عنایت اور پانچ قسم کے خزانوں پر تصرف حاصل ہو اور وہ انہیں اپنے زیرِ عمل رکھتا ہو اور اُن سے ہر قسم کی نعمت و دولت حاصل کرتا رہتا ہو- ایسے شخص کو دونوں جہان کی زندگی حاصل ہوتی ہے، وہ کبھی مرتا نہیں کہ اُس نے خود کو خدا کے سپرد کر رکھا ہوتا ہے- فرمانِ الٰہی ہے:- ''اور مَیں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ بے شک وہ اپنے بندوں کی نگہداشت کرتا ہے-'' جمعیت و ہدایت سے لبریز پانچ گنجِ عنایت یہ ہیں، پہلا مرتبۂ عنایت یہ ہے کہ صاحبِ تصور جب خاک پر نظر کرے تو اُس کی نظر سے خاک سیم و زر بن جائے کیونکہ صاحبِ نظر کی نگاہ میں مٹی اور سونا برابر ہوتے ہیں، عنایت کا یہ مرتبہ توفیق

ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غنایت کا دوسرا مرتبہ دعوتِ قبور میں ایسا عامل کامل ہونا ہے کہ صاحبِ تصور جب چاہے تصورِ اسمِ اللہ ذات کی حاضرات سے کل مخلوقات کو حاضر کر کے جو چاہے اُن سے حاصل کر لے، غنایت کا یہ مرتبہ تحقیق ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غنایت کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ صاحبِ تصور اپنی آنکھوں کو تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے اِتنا روشن کر لے کہ پہاڑ سے سنگِ پارس دیکھ کر اُٹھا لائے اور جتنا چاہے اُس سے مفاد حاصل کرے اور اُسے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی حاجت نہ رہے، غنایت کا یہ مرتبہ تصدیق ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غنایت کا چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ صاحبِ تصور علمِ تکسیر کی قوت سے علمِ کیمیائے اکسیر کو اپنے تصرف میں لے آئے، غنایت کا یہ مرتبہ خالص تصدیق ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غنایت کا پانچواں مرتبہ یہ ہے کہ صاحبِ تصور کی چشمِ بصیرت کھل جائے اور زیرِ زمین اللہ تعالیٰ کے جتنے غیبی خزانے موجود ہیں اُسے نظر آنے لگیں اور کوئی چیز اُس سے مخفی نہ رہے، غنایت کا یہ مرتبہ بھی تصدیق ہدایت سے نصیب ہوتا ہے۔ جو مرشد طالب اللہ کو یہ پانچ خزانے پہلے ہی روز عطا نہیں کر سکتا وہ احمق ہے کہ مرشد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

ابیات:۔(۱) ''طالبِ احمدِ مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) صفاتِ احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے متصف ہوتا ہے اور پہلے ہی دن اُسے معرفتِ حق تعالیٰ نصیب ہو جاتی ہے۔'' (۲) ''طالبِ عیسیٰ علیہ السلام عیسیٰ صفت ہوتا ہے کہ اہلِ معرفت ہونے کی بدولت مردے کو زندہ کر سکتا ہے۔'' (۳) '' قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ آوازِ راز ہے لیکن غرق فنافی اللہ فقیر ایسے ذکر فکر سے بے نیاز رہتا ہے۔''

راہِ فقر، راہِ معرفت، راہِ دیدار، راہِ ولایت، راہِ ہدایت اور راہِ جمعیت، یہ تمام

راہیں مرتبۂ غنایت ۱؎ سے کھلتی ہیں۔ اگر غنایت و سیری کا یہ مرتبہ حاصل کئے بغیر راہِ فقر اختیار کی جائے تو ایسا فقر فقرِ مکب (منہ کے بل گرانے والا فقر) ثابت ہوتا ہے۔ ایسے فقر کا حامل فقیر روسیاہ ہوتا ہے اور گرسنگی کی حالت میں ہمیشہ مفلسی و ناداری کا گلہ کرتا رہتا ہے اور جو فقر کا گلہ کرتا ہے وہ دراصل خدا کا گلہ کرتا ہے۔ جو شخص خدا کا گلہ کرتا ہے اُس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیزار ہیں اور وہ شخص مردود و مرتد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''ایسا فقر دونوں جہان کی روسیاہی ہے۔''

شرحِ معرفت و عارف

جان لے کہ عارف کئی قسم کے ہوتے ہیں اور کئی جسم و کئی اسم کے مالک ہوتے ہیں مثلاً عارفِ مسمّٰی، عارفِ حکم و حکمت معہ، عارفِ نفس، عارفِ قلب، عارفِ روح اور عارفِ رب - ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ'' عارفِ نفس اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے اور تقوٰی اختیار کر کے نفس کو لذت و ہوا و شہوت و ریا اور شرک و کفر سے روکتا ہے کیونکہ لذات و شہوات و ہوا و بہشت و حور و قصور اور نعمائے عقبٰی کے ذائقے کی امید و آرزو و التجا نفس کو زندہ رکھتی ہے، اِن کے ہوتے ہوئے نفس ہرگز نہیں مرتا اور معرفتِ مولیٰ کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرتا اور ''مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ'' جو شخص رب کو پہچان لیتا ہے وہ تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو کر مقامِ توحید میں اِس طرح غرق فنا فی اللہ ہو

۱؎ :- غنایت = استغنا، دل کی سیری و طمانیت۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

خدا کے پاک بندوں کو امیری میں غریبی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا

جاتا ہے کہ نہ اُسے نفس و دنیا یاد رہتے ہیں نہ شیطان یاد رہتا ہے اور نہ اُسے بہشت یاد رہتی ہے۔ ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ ''(جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا، اُس نے اپنے رب کو بقا سے پہچانا۔) تو یہ مرتبہ اُس عارف باللہ ولی اللہ کا ہے جو ہمیشہ مشاہدۂ بقائے الٰہی میں غرق رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح پہچانتا ہے جس طرح کہ پہچاننے کا حق ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ ''تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔'' فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اَللّٰہُ (اسم اللہ ذات) مومنوں کا ایسا دوست ہے جو اُنہیں ظلمات سے نکال کر نور میں پہنچا دیتا ہے۔'' جو ولی اللہ ہمیشہ مشاہدۂ دیدارِ الٰہی سے مشرف رہتا ہے وہ عالم باللہ عارفِ حضور ہے۔ طالب اللہ پر فرضِ عین ہے کہ وہ پہلے ہی دن خود کو حضوری کے اس مرتبے پر ضرور پہنچائے۔ عارفِ عام، عارفِ تام اور عارفِ اقتدام[1] بہت ہوتے ہیں، اِسی طرح عارفِ علمِ مطالعۂ کتاب خوانی، عارفِ تلاوت حافظِ قرآنی، عارفِ ذکرِ سلطانی، عارفِ ذکرِ قربانی، عارفِ عیانی، عارفِ نفسانی، عارفِ روحانی، عارفِ نانی، عارفِ حیوانی، عارفِ مسخراتِ خلق، بادشاہ، اُمراء، صاحب مراتب بے جمعیت اہل نقش و دائرہ کش پریشانی، عارفِ علمِ دعوت میدانی، عارفِ فرشتہ درحیرت مانی اور عارفِ جنونیت شیطانی بھی بہت ہوتے ہیں لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی فقیر ہوتا ہے جو فنا فی اللہ عارفِ ربانی، واقفِ اسرارِ سبحانی، عارفِ فنا، عارفِ بقا، عارفِ محبوب، عارفِ مجذوب، عارفِ مرغوب، عارفِ مطلوب، عارفِ کشف الارواح اور عارفِ کشف القلوب ہو کر دونوں جہان پر امیر ہوتا ہے۔

بیت:۔ '' میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طالب و عارف ہوں اور ہر وقت

---

[1]:۔ اقتدام = آگے بڑھانا، ترقی دینا۔

اُن کی بارگاہ میں حاضر رہتا ہوں اور ثابت قدمی سے اُن کی پیروی کرتا ہوں۔''

جو عارف ہر وقت دیدارِ الٰہی سے مشرف رہتا ہے اُسے مطالعۂ علم و پیغام واعلام والہام وآواز کی کیا حاجت ہے؟

بیت :- ''باھُو تو رضائے الٰہی کی خاطر وحدتِ الٰہی کا مشاہدہ کرانے والا راہنما ہے، اے طالب سر کٹا کر میرے پاس آ تا کہ مَیں تجھے وحدتِ الٰہی میں غرق کر دوں۔''

طالبِ اہلِ تقلید کو ہمیشہ خطراتِ دنیا کی بیماری لاحق رہتی ہے اور جب تک وہ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو کر فنا فی اللہ بقا باللہ نہیں ہو جاتا اُس کا یہ مرض لا دواہی رہتا ہے۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''اُن کے دلوں میں مرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے اُس مرض کو بڑھا دیا ہے۔'' طالب اللہ کا اوّلین مرتبہ یہ ہے کہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے اُس پر علمِ وارداتِ غیبی وفتوحاتِ لاریبی کا ہر مرتبہ و ہر درجہ عیاں ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ اُسے اپنی تصانیف میں بیان کرتا رہتا ہے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ اُسے نوازتا ہے اور اپنے جذبِ قدرت سے اُسے لاھُوت لامکان میں لے جاتا ہے جہاں وہ یکتا ہو کر متوجہ بخدا ہو جاتا ہے اور خلق کو اپنا مرید و طالب بنانے کی طمع چھوڑ دیتا ہے، نفس و شیطان و دنیا کو طلاق دے دیتا ہے اور تحصیلِ علمِ معرفت سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اِس صورت حال کو دیکھ کر تمام مرید اُس سے بے اعتقاد ہو کر جدا ہو جاتے ہیں، صرف وہ طالب مرید اُس کے ساتھ پورے اخلاص ویقین واتحاد واعتقاد کے ساتھ قائم رہتا ہے جو ابتدا سے انتہا تک مرشد کے تمام احوال کو اچھی طرح سمجھتا رہتا ہے، جیسا کہ سورۃ کہف میں مندرج واقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے تمام احوال کو ابتدا سے انتہا تک اچھی طرح سمجھا لہٰذا تو بھی اے طالب اپنے مرشد سے تمام احوال و

افعال واعمال واقوال کی حقیقت جاننے کے لئے گفتگو کرلیا کر۔علمِ غیب کو پڑھنے اور سمجھنے کی یہ واضح راہ اُس اہلِ تحقیق کو نصیب ہوتی ہے جو باتوفیق ہو۔توفیق رفاقتِ الٰہی کا نام ہے۔اِن مراتب کو مردہ دل اہلِ زندیق کیا جانے کہ وہ اِن مراتب سے محروم ہوتا ہے۔

ابیات:۔(۱)'' لقائے الٰہی کے لائق وہ عارف ہوتا ہے جو غرق فی التوحید ہو کر دیدارِ الٰہی کرتا رہتا ہے۔''(۲)''اُسے آنکھیں بند کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ ایسا عارف خدا کے فضل وکرم سے سب کچھ چشمِ عیاں سے دیکھتا ہے۔''

قرب وحضوری،معرفت وتوفیق،ذکر فکر،مراقبہ تحقیق،مکاشفہ تصدیق،محاسبہ تصدیق اور ولایت وغنایت لاشکایت وعنایتِ لانہایت وغوثی وقطبی وفقیری ودرویشی کا کوئی مرتبہ ومنصب اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کا شغل اختیار نہ کیا جائے کیونکہ حاضراتِ اسمِ اللہ ذات سے انوارِ توحید پر تصرف حاصل ہوتا ہے جس سے طالب اللہ غرق فنا فی اللہ ہو کر دیدارِ الٰہی کرتا رہتا ہے۔اِس طرح دیدارِ الٰہی کرنا روا ہے کیونکہ یہ سراسر عطائے خداوندی ہے جو اُس کے جذب ولطف وفیض و فضل کا مرتبہ محمود ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اِس بخشش کا منکر ہو جاتا ہے اور مرتبہ محمود سے روگردانی کرتا ہے اُس کی عاقبت مردود ہو جاتی ہے چاہے وہ کوئی عالمِ جاہل ہو یا جاہل عالم ہو۔

بیت:۔'' راہِ معرفت میں ہر عارف کو یہ توفیق حاصل رہتی ہے کہ وہ حق وباطل کو ایک ہی نگاہ میں پرکھ لیتا ہے۔''

جس شخص کا دل مردہ اور تن افسردہ ہو وہ طالبِ دنیا،ظالم،بخیل اور سیاہ دل ہوتا ہے جو مسلمانوں کی راہزنی کرتا ہے،ایسے ظالم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

''ظالم لوگوں سے میل جول مت رکھو ورنہ اُن کے ظلم کی آگ تمہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔'' جو شخص کنہٗ الٰہی سے علمِ وحدانیت پڑھ لیتا ہے وہ وحدتِ الٰہی میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ اُسے ثواب یاد رہتا ہے نہ عذاب، کبھی وہ مست ہوتا ہے اور کبھی ہوشیار، کبھی سوتا ہے اور کبھی جاگتا ہے لیکن ہر وقت اور ہر حال میں فنافی اللہ ہو کر مشرفِ دیدار رہتا ہے۔ یہ مراتب ہیں اُس نجات یافتہ عارف کے جو نہ تو غمگین ہوتا ہے اور نہ خوف زدہ۔ یہی وہ عطائے فضل ہے جو علمائے عامل اور فقرائے کامل کو حاصل ہوتی ہے۔ اے احمق، سیاہ دل و بے حیا آدمی اپنے دل میں اللہ کی طلب پیدا کر۔ اگر کوئی آدمی اپنی ساری زندگی اِس آرزو میں صرف کر رہا ہو کہ اُسے کیمیائے اکسیر کا علم حاصل ہو جائے یا علمِ دعوتِ تکسیر حاصل ہو جائے یا چاہتا ہو کہ مشرق سے مغرب تک اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام ممالک کو مسخر کر کے ایک عالمگیر بادشاہی کا مالک بن جائے یا یہ چاہتا ہو کہ معرفتِ الٰہی حاصل کر لے اور غرق فنافی اللہ ہو کر ہمیشہ دیدارِ پروردگار سے مشرف رہے، یا اُسے ایسی بادشاہی حاصل ہو جائے کہ وہ دونوں جہان پر امیر ہو جائے یا وہ لایحتاج فقیر ہو جائے، یا وہ اِس چیز کا خواہشمند ہو کہ تمام انبیاؑ و اولیاؒ کی ارواح سے مجلس و ملاقات کرے اور اُن سے دست مصافحہ کرے یا یہ چاہتا ہو کہ آیاتِ قرآن میں سے اسمِ اعظم معلوم کر لے اور ہمیشہ خضر علیہ السلام کا ہم مجلس رہے یا یہ چاہتا ہو کہ اُسے دنیا و آخرت کا ہر مطلب حاصل رہے تو اُسے چاہیے کہ اِس کتاب کو اپنے دائمی مطالعہ میں رکھے۔ اگر مطالعہ کے شروع ہی میں اُسے کل و جز کے یہ تمام خزائن الٰہی حاصل نہ ہو سکیں اور وہ اِس کتاب کے مطالعہ سے واصل نہ ہو سکے تو وہ بڑا ہی بدبخت و بدقسمت و بدنصیب ہے۔ یہ کتاب کسوٹی ہے پیر و مرید کے لئے اور کسوٹی ہے تمام علمائے اخبار و آیات کے لئے۔

ابیات:-(۱) ''جو طالب طلبِ مولیٰ میں سرقربان کرنے کی بجائے عورتوں کا متلاشی ہے اُسے تین طلاقیں دے دے کہ عورت پرست طالب کی نظر ہمیشہ عورت کو تلاش کرتی رہتی ہے۔''(۲)''جو طالب طلبِ زن میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ زن مرید ہو جاتا ہے اور زن اُسے راہِ توحید پر چلنے نہیں دیتی۔''(۳)''اے طالب بے سر ہو کر اور اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر ادھر آ تا کہ مَیں تجھے ایک ہی نظر سے حضورِ حق میں پہنچا دوں۔''(۴) ''کوئی ایک طالب بھی طالبِ صادق نہیں ہے، ہر طالب خود پرست ہے اور خود پرست طالب کتے کی مثل ہوتا ہے۔'' (۵)''اے طالب! تُو ایک باپ، ایک پیر اور ایک ہی مرشد کا ہو کر رہ جا کیونکہ کتے کی طرح در بدر پھرنے والا آدمی طالب ہرگز نہیں ہوتا۔''

قطعہ:- '' ذاکروں کو ذکرِ خفیہ حاصل ہوتا ہے جو اُنہیں دیدہ ور بنا دیتا ہے اور اُن کی نظر دیدارِ خدا پر لگی رہتی ہے۔ایسے ذکر سے ذاکر ہمیشہ روئے خدا دیکھتے رہتے ہیں، جس ذکر و فکر سے حضوری حاصل نہ ہو اُس کی ضرورت ہی کیا ہے؟''

جان لے کہ ذکرِ خفیہ اور ذکرِ جہر آٹھ طرح کا ہوتا ہے، چنانچہ ذکرِ خفیہ سے مشاہدہ و دیدار نصیب ہوتا ہے اور تصورِ اسم اللہ ذات سے وہ توفیق و تحقیق حاصل ہوتی ہے کہ جس سے کل و جز کی ہر چیز زیرِ تصرف و زیرِ عمل آجاتی ہے۔ خفیہ ذکر کرنے والا صاحبِ نظر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں حاضر رہتا ہے کیونکہ ذکرِ خفیہ سے وہ چشمِ بینا حاصل ہوتی ہے جو عین بعین مشاہدہ کرتی رہتی ہے۔ ذکر کی وہ آٹھ قسمیں یہ ہیں -(۱) ذکرِ چشم، (۲) ذکرِ کان، (۳) ذکرِ زبان، (۴) ذکرِ ہاتھ، (۵) ذکرِ پاؤں، (۶) ذکرِ قلب، (۷) ذکرِ روح، (۸) ذکرِ سِرّ - اِن میں سے ذکرِ چشم ہی وہ ذکر ہے جو عین نما ہے اور جس سے طالب لقائے الٰہی سے بہرہ ور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا

مقرب بن کر دیدارِ الٰہی سے مشرف رہتا ہے۔ ذکرِ چشم سے طالب مکمل طور پر غرق فی التوحید ہو جاتا ہے جبکہ باقی اذکار سے یعنی ذکرِ کان، ذکرِ زبان، ذکرِ ہاتھ، ذکرِ پاؤں، ذکرِ قلب، ذکرِ روح، اور ذکرِ سِرّ سے طالب معرفتِ توحید سے بہت دور رہتا ہے اور وہ محض اہلِ تقلید ہی رہتا ہے۔

بیت:۔ ''غرق فی التوحید ہو کر میں ایسی وحدتِ لقا تک پہنچا کہ جہاں میں نے اپنی روح کو خدا کے سپرد کر دیا اور چشمِ دل کو دیدارِ الٰہی سے سیراب کر لیا۔''

جان لے کہ دیدارِ الٰہی اور اہلِ دیدار کے درمیان کوئی پتھر یا پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہو سکتی بلکہ دیو نفس حائل ہوتا ہے جو پتھر اور دیوار سے بھی سخت تر ہے حجاب ہے اور جس کا مارنا بے حد مشکل و دشوار ہے۔ مرشدِ کامل سب سے پہلے اِسی دیو خبیث، مصاحب ابلیس کو تصورِ اسم اللہ ذات کی تلوار سے قتل کرتا ہے اور جب یہ دیو نفس مر جاتا ہے تو بندے اور رب کے درمیان سے بیگانگی کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور بندہ ہر وقت بلا حجاب دیدار پروردگار کرتا رہتا ہے۔ صاحبِ نظر مرشدِ کامل ایک ہی توجہ سے یہ بھاری پردہ اُٹھا دیتا ہے اور پہلے ہی دن طالب اللہ کو لقائے الٰہی سے مشرف کر دیتا ہے۔ جو مرشد پہلے ہی دن طالب اللہ کو مشرفِ دیدار نہیں کر سکتا وہ لائق ارشاد مرشد نہیں ہے، وہ احمق ہے، بے ادب ہے اور بے حیا ہے۔ لقا و دیدار اور قربِ الٰہی کی حضوری تک پہنچانے کا وسیلہ کون سی چیز ہے؟ دیدار و لقائے الٰہی سے مشرف کرنے کا وسیلہ تصورِ اسم اللہ ذات اور حاضراتِ کلمہ طیبات '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' ہے اور یہ حاضرات کشف و کرامات سے افضل ہیں۔ جو شخص لقا و دیدارِ الٰہی کا منکر ہے اور لقا و دیدارِ الٰہی پر اعتقاد و یقین و اعتبار نہیں کرتا اُس منافق سے خدا اور اُس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بیزار ہے اور اُس

کا ٹھکانہ نارِ جہنم کا سب سے نچلا طبق ہے۔ مرشدِ کامل سب سے پہلے حاضراتِ تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے طالب اللہ کے ساتوں اندام کو نور بنا دیتا ہے اور پھر اپنی توجہ سے اُسے قربِ الٰہی کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے جہاں وہ ہر وقت مشرفِ دیدار رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور رہتا ہے۔ مرشد پر فرضِ عین ہے کہ طالب اللہ کو پہلے ہی دن ان مراتب پر ضرور پہنچائے۔ مرشدِ کامل کو چاہیے کہ طالب اللہ کو سب سے پہلے اپنی توجہ سے معرفتِ الٰہی عطا کرے، پھر اُسے مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں پہنچائے اور اُس کے بعد اُسے تلقین سے نوازے۔ جو مرشد صاحبِ حضور ہے اور ہر وقت دیدارِ الٰہی سے مشرف رہتا ہے اُسے طالبانِ مولیٰ کو حضوری میں پہنچانا اور دیدارِ الٰہی سے مشرف کرنا کون سا مشکل و دشوار کام ہے؟ مرشدِ کامل جس طالب اللہ کو تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے تلقین سے نوازتا ہے اُسے فنا فی الشیخ کر کے مرتبۂ نعم البدل پر پہنچا دیتا ہے۔ بعض طالب اللہ ایسے احمق، بے سمجھ، بے عقل اور بے شعور ہوتے ہیں کہ اہلِ دوری ناقص مرشدوں کو صاحبِ معرفتِ حضوری سمجھتے رہتے ہیں ور نجس نجاست جیفۂ مردار کے طالبوں کو اہلِ دیدار عارف سمجھتے رہتے ہیں۔ ابیات:-

(۱) ''مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی تلقین فرمائی ہے کہ ایک ہی دم میں مجھے دین پر استقامت حاصل ہو گئی ہے۔'' (۲) ''بے حضور مرشد تو مردود ہوتا ہے، وہ اپنی نظر سے طالبوں کو کس طرح باحضور کر سکتا ہے؟'' (۳) ''میں صاحبِ نظر ہوں، صاحبِ حضور ہوں اور راہِ خدا کا راہنما ہوں لیکن مجھے لقائے الٰہی کے لائق کوئی طالب نہیں ملا۔'' (۴) ''اگر مجھے کوئی صاحبِ توفیق طالب مل جائے تو میں اُسے خضر علیہ السلام کے مرتبے سے بہتر مرتبہ عطا کر دوں۔'' (۵) ''اگر مجھے کوئی طالبِ صادق مل

جائے تو میں قربِ حق تک اُس کی راہبری کرتا رہوں۔"

مرتبۂ دیدار اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، وہ جسے چاہتا ہے دنیا و آخرت میں اُسے عطا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اور جو شخص یہاں دیدارِ حق سے اندھارہ گیا وہ آخرت میں بھی دیدارِ حق سے اندھا رہے گا۔"

بیت:۔ "اگر تیرے پاس آنکھیں ہیں تو جی بھر کے دیدارِ الٰہی کر، اگر تُو پہنچ سکتا ہے تو معرفتِ الٰہی تک پہنچ۔"

ہر عمل، ہر طاعت، ہر علم، ہر مطالعہ، ہر ثواب اور ہر بندگی دیدارِ الٰہی کی خاطر ہے، اہلِ دیدار کو دیدارِ الٰہی کے سوا کسی اور طرف دھیان دینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

بیت:۔ "جو شخص دیدارِ الٰہی کا منکر ہے وہ اُمتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے خارج ہے اور اُس کے نصیب میں خواری ہے۔"

منصب و مرتبۂ دیدارِ پروردگار کی توفیق و برداشت و تحقیق طالب مرید قادری کو حاصل ہے، دیگر طریقے والا اگر کوئی دیدارِ الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ لاف زن ہے، جھوٹا اور اہلِ حجاب ہے۔ باطن میں معرفتِ توحید و فقر میں وہ شخص قدم رکھ سکتا ہے جو سب سے پہلے اپنے وجود کو علم سے پختہ کرے، اپنے جسم کو علم سے آراستہ کرے اور ہفت اندامِ جثہ کو علم سے پاک کرے کیونکہ بے علم آدمی خدا کو ہر گز نہیں پہچان سکتا۔ علم دو قسم کا ہے۔ ایک رسمی رواجی ظاہری علم ہے جو زبان سے پڑھا جاتا ہے اور دوسرا علمِ حی قیوم ہے جو کہیں لکھا ہوا نہیں ہے، اُس کا مطالعہ تصور سے کیا جاتا ہے اور اُس کا تعلق باتسبیح تصدیقِ قلب، راحت بخش ریحِ روحانی، فیض فضل العطا، فیض فضل اللقا، فیض فضل البقا اور فیض فضل الحیا سے ہے۔ توفیقِ الٰہی سے جب علمِ باطن تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے کھلتا ہے تو علمِ

ظاہر خود بخود علمِ باطن میں آجاتا ہے۔ علمِ باطن کا مطالعہ زبان سے نہیں بلکہ عین العیان مشاہدے سے کیا جاتا ہے، اُس سے دل زندہ ہوجاتا ہے اور نفس مرجاتا ہے۔ اُس کا مطالعہ جملہ انبیأ و اَولیأ اللہ کا ہم سبق ہوکر اُس روحانی مدرسہ میں کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب میں واقع ہے اور جہاں نہ نفس کی گنجائش ہے اور نہ شیطان و دنیا کی اور نہ وہاں قلب و روح و جسم و جثہ کا نام و نشان ہے، وہاں صرف انوارِ ربانی ہیں، مطالعہ علمِ مشاہدہ اور مرتبہ ٔ دیدار ہے۔ یہ علم یقین و اعتبار کا علم ہے، اِس علم کا عالم ولی اللہ ہوتا ہے جو لوگوں کو آزار نہیں پہنچاتا کہ علمِ تصور کے مطالعہ سے اُس کے جسم کے ساتوں اندام حضوری مع اللہ سے مشرف ہوتے ہیں۔ ایسے عالم کو سروری قادری یا قادری سروری مادرزاد اویسی ولی اللہ کہتے ہیں۔ مدرسۂ لاھُوت لامکانی کے تعلیم یافتہ عالمِ سیر ربانی اور عالمِ فنا فی اللہ فانی صرف قادری طریقے کے طالب مرید ہی ہوتے ہیں، اگر کوئی دوسرا اِس کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا اور لاف زن ہے کیونکہ قادری کی ابتدا ہی یہ ہے کہ وہ پہلے ہی دن لاھُوت لامکانی مدرسے سے علمِ تصور کا سبق لیتا ہے، اُسی کا مطالعہ کرتا ہے، اُسی کو پڑھتا ہے اور اُسی کو جانتا ہے۔ اُس مدرسے کا تعلیم یافتہ قادری بے ریاضت عالم صاحبِ راز ہوتا ہے اور ہر حاجت سے بے نیاز ہوتا ہے۔ [1]

ابیات:۔ (۱) ''علم ایک طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کو جاننے اور اُس سے شرم کرنے کا اور اُس سے دیدارِ خدا نصیب ہوتا ہے۔'' (۲) ''علم ایک نور ہے جس کی روشنی میں

[1]:۔ یہ سب اوصاف سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ اپنی ذات کے حوالے سے بیان فرمارہے ہیں کیونکہ اُنہیں یہ سب کچھ اویسی طریق سے یعنی الشیخ شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے روحانی طور پر حاصل ہوا اِس لیے آپ اویسی سروری قادری فقیر ہیں۔

عالم کو حضوری نصیب ہوتی ہے، جو شخص حضوری کے اِس علم کو نہیں جانتا وہ بے شعور ہے۔'' (۳)''علم ایک بھید ہے جو ایک ہی لفظ میں پنہاں ہے۔ اُس لفظ کو کنہ کُن سے پایا جا سکتا ہے۔'' (۴)''علم خاموشی کا نور ہے، جو اِس راز سے واقف ہو جاتا ہے وہ بے نیاز عالم بن جاتا ہے۔'' (۵)''علم معرفتِ توحید ہے، اِس کا جاننے والا عیسیٰؑ صفت عارف ہوتا ہے۔'' (۶)''ایسا عارف لفظ'' قُمْ '' کہہ کر مردے کو زندہ کر دیتا ہے کیونکہ وہ اپنی ہستی کو مٹا کر غرق فی التوحید ہوتا ہے۔''

جو عالم فقیر علمِ حضور اور معرفتِ وصالِ حی قیوم کے مطالعہ میں غرق رہتا ہے اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ ایسے صاحبِ حضور عارفوں کے لئے قیل وقال کا رسمی رواجی علم بے کار ثابت ہوتا ہے کیونکہ اُنہیں روشن ضمیری کا علم حاصل ہوتا ہے جس کے مطالعہ سے وہ دونوں جہان پر متصرف ہوتے ہیں۔ جان لے کہ فقیر کو قربِ الٰہی میں اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا رفیق با توفیق اور صاحبِ دیدار ہوتا ہے۔ وہ '' اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْر ''[۱] کے مرتبے کا مالک الملکی فقیر ہوتا ہے، وہ عارف ولی اللہ، محقق عالم باللہ اور روشن ضمیر ہوتا ہے جو کونین (دونوں جہان) پر امیر ہوتا ہے، کل و جز کی تمام مخلوق اُس کی قیدی اور اسیر ہوتی ہے، لوحِ محفوظ پوری تفسیر کے ساتھ اُس کے مطالعہ میں رہتی ہے، وہ دائمی طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر رہتا ہے اور وہ اہلِ قبور کی روحانیت پر حاکم ہوتا ہے کیونکہ وہ صاحبِ بصارت اور صاحبِ'' قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ''[۲] ہوتا ہے۔ جان لے کہ مالک الملکی فقیر اور حاکم امیر اُسے

---

۱ :- ترجمہ = بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

۲ :- ترجمہ = اُٹھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے۔

کہتے ہیں جو پہلے چودہ علوم، چودہ حکمتوں چودہ توجہ، چودہ تصور، چودہ تصرف، چودہ تفکر، چودہ توفیق، چودہ طریق، چودہ تصدیق، چودہ معرفت، چودہ توحید، چودہ تجرید، چودہ تفرید، چودہ ترک، چودہ توکل، چودہ مذکور، چودہ قربِ حضور، چودہ فنا، چودہ بقا، چودہ باطن صفا، چودہ سرّ، چودہ اسرار اور چودہ دموں کو اپنے زیرِ عمل لاکر اُن کا عامل کامل مکمل اکمل اور جامع ہو جائے اور پھر جمعیتِ جوہر کو اپنے زیرِ تصرف لاکر ایسا لا یحتاج فقیر بن جائے کہ نہ تو کسی سے سوال کرے اور نہ کسی سے کوئی غرض رکھے۔ یہ مراتب ہیں اس صاحب امر مالک الملکی مختار فقیر کے جو ذات وصفات کے تمام درجات پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- "پس تُو سیدھا چلا جا جیسا کہ تجھ کو حکم ہوا ۔" ایسے فقیر کے نزدیک زندگی وموت ایک، قبر وقرب ایک، نور وحضور ایک، دیدار وانوار ایک، فرد و توحید ایک، قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ اور قُمْ بِاِذْنِیْ ایک، عیان وچشم بسر جان ایک، سونا و جاگنا ایک، مطالعۂ نیک و بد ایک، لوحِ محفوظ ولوحِ ضمیر ایک، بھوک وسیری ایک، سکوت و گویائی ایک، مستی وہشیاری ایک، ملاپ وجدائی ایک، ابتدا وانتہا ایک، غنایت وہدایت ایک اور ناسوت ولاہوت ایک ہوتی ہے۔ اِس راہ کی اصل مراد حضوریٔ حق ہے جس کا انحصار چودہ قسم کی توفیق وتحقیق پر ہے۔ اِس راہ کے آغاز ہی میں طالبِ صادق کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے صحیح اقرار زبان، تصدیق قلب اور اخلاصِ خاص کے ساتھ تسبیح کرتے ہوئے دریائے اعتقاد میں غوطہ لگائے تاکہ اُس کے وجود کے ساتوں اندام پاک ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک اعتقاد ہی پسند فرماتا ہے۔ اِس طرح جب اُس کا اعتقاد درست ہو جاتا ہے تو اُس کے وجود میں چوں رہتی ہے نہ چرا، ہوس رہتی ہے نہ ہوا، سر سے

لے :- ترجمہ = اُٹھ میرے اذن سے۔

قدم تک اُس کا باطن و بطن ہو جاتا ہے صفا اور وہ طالب بن جاتا ہے باادب و باحیا اور اُسے حاصل رہتا ہے دیدارِ خدا۔ دوسرے یہ کہ طالبِ صادق فقر میں اِس طرح قدم رکھے کہ مرتے دم تک اُس کا قدم پیچھے نہ ہٹے اور لبِ گور تک طاعتِ الٰہی میں ثابت قدم رہے۔ فرمانِ الٰہی ہے :- ''اور خود کو اپنے رب کی عبادت میں مشغول رکھ حتیٰ کہ تجھ پر یقین کی گھڑی آ پہنچے۔'' تیسرے یہ کہ طالبِ صادق طلبِ الٰہی میں یوں کرے کہ محبتِ الٰہی کی چھری لے کر اپنے ہاتھ سے اپنا سر اپنی گردن سے جدا کردے اور بے سرو بے زبان ہو کر اللہ سے ہمکلام ہو۔ جب وہ ایسا کر گزرے گا تو تب وہ شرفِ لقا کے لائق ہو جائے گا، ایسے بے سروجود والا طالب ہی لقائے خدا، تصورِ حضوری، توفیق و تصرفِ مشاہدہ اور حضوریٔ رب العلمین کے مشاہدے کے لائق ہوتا ہے اور ایسے ہی مرتبے کا طالب صاحبِ صدق و یقین اور لائقِ تلقین ہوتا ہے۔ چودہ مقامات پر پورے یقین و اعتبار و جمعیتِ قرار کے ساتھ مفصل مجلس دیدار منعقد ہوتی ہے جہاں بے سر ہو کر عاشقوں، عارفوں، واصلوں اور اہلِ بصیرت و صاحبِ نظر عارفوں کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ صاحبِ حضور رہتے ہیں۔

ابیات :- (۱) ''ذکر مذکور اور فکر و مراقبہ وغیرہ بہت بھاری حجابات ہیں۔'' (۲) ''صاحبِ نظر عارف دیدار کرتے ہیں لیکن جھوٹے اور مکار لوگوں کو دیدار و لقاؔ حاصل نہیں ہوتا۔'' (۳) ''اے طالب آنکھیں کھول اور مرشد سے دیدارِ الٰہی طلب کر کہ اس طرح دل بیدار رہتا ہے۔'' (۴) ''جب تُو وحدتِ لاھُوت لامکان میں پہنچے گا تو

صاحبِ نظر عارفِ خدا بن جائے گا۔''

یاد رہے کہ وہ توجہ، وہ تصور، وہ تفکر اور وہ دم کون سا ہے کہ بندہ ایک ہی توجہ،

ایک ہی تصور، ایک ہی تصرف، ایک ہی تفکر اور ایک ہی دم میں دیدارِ پروردگار سے مشرف ہو جائے اور اربعہ عناصر کے لباس وصفات سے باہر آ کر غرق فنا فی اللہ ذات ہو جائے؟ اور وہ کون سی توجہ، کون سا تصور، کون سا تصرف، کون سا تفکر اور کون سا دم ہے کہ ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تصرف، ایک ہی تفکر اور ایک ہی دم میں بندہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص الخاص مجلس میں پہنچ کر تمام انبیاؑ و تمام اولیا اللہ و تمام اصفیاؒ و تمام انبیائے مرسل واصحاب کبارؓ، و پنج تن پاک و تمام امام و مجتہد علما اور تمام اولی الامر فقراؒ کے حاکم حضرت شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے مشرف ہو کر اُن کا منظورِ نظر و ملازم ہو جائے اور اُن سے مہماتِ دینی و دنیوی و معرفت و توحید و جمعیت اور کل و جز کی حقیقت معلوم کر کے بے نیاز و لا یحتاج ہو جائے اور جملہ مخلوقات کو مسخر کر کے اپنی قید و تصرف میں لے آئے تو یہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب کوئی طالب اللہ ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تصرف، ایک ہی تفکر اور ایک ہی دم میں اپنا دم جبرائیل علیہ السلام سے ملاتا ہے تو قربِ الٰہی کے تمام پیغام والہام، تمام سوال و جواب، تمام ہادی و راہنما آیات و احادیث اور تمام اسرارِ ربانی پوری شرح و تفصیل کے ساتھ اُس کے دل پر القا ہو جاتے ہیں اور جب یہ تمام الہام و پیغام قربِ الٰہی سے آ جاتے ہیں تو طالب اللہ کا نفس مر جاتا ہے، اُس کا دل روشن ہو جاتا ہے اور اُس پر علمِ غیب اور علمِ مشاہدہ کھل جاتا ہے اور جب وہ ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تفکر، ایک ہی دم، ایک ہی جذب اور ایک ہی حاضراتِ اسم اللہ ذات میں اپنا دم میکائیل علیہ السلام کے دم سے ملاتا ہے تو حکمِ الٰہی سے اُسی وقت بارانِ رحمت کے قطرے گرنے شروع ہو جاتے ہیں اور جتنی وہ چاہتا ہے بارش برس جاتی ہے اور جبرائیل علیہ السلام اور

میکائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم اور حاضراتِ اسم اللہ ذات کی برکت سے اپنی پوری توجہ کے ساتھ اُس کے زیرِ حکم اور زیرِ فرمان رہتے ہیں اور جب وہ ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تصرف، ایک ہی تفکر، ایک ہی دم اور ایک ہی حاضراتِ اسم اللہ ذات سے اپنا دم اسرافیل علیہ السلام کے دم سے ملاتا ہے تو اُس کا دم اسرافیل علیہ السلام کے دم سے مل کر صورِ اسرافیل (علیہ السلام) بن جاتا ہے، پھر وہ جس ملک و آبادی پر جلالیت کی نظر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ ملک و آبادی ایک ہی دم میں ویران ہو جاتی ہے اور پھر قیامت تک آباد نہیں ہوتی اور جب وہ ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تصرف، ایک ہی تفکر، ایک ہی جذب، ایک ہی حاضراتِ اسم اللہ ذات اور ایک ہی دم میں اپنا دم عزرائیل علیہ السلام کے دم سے ملاتا ہے تو دشمن کی جان کو اپنے قبضے میں کر کے بے جان کر دیتا ہے اور ایک ہی دم میں اُسے اتنی سختی سے پکڑتا ہے کہ جب تک موذی دشمن مر نہیں جاتا اُسے ہرگز نہیں چھوڑتا خواہ وہ موذی دشمن نفس ہو یا کافر ہو یا مسلمانوں کو ضرر پہنچانے والا کوئی ظالم ہو یا دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پھر جانے والا کوئی بے دین اہلِ بدعت ہو۔ دعوت پڑھنے، خلوت نشین ہو کر ریاضت کے ہزاروں چلے کاٹنے، بے حد و بے شمار اور بکثرت ذکر فکر کرنے اور لشکر و سپاہ پر بہت زیادہ مال و دولت خرچ کرنے سے ایک ہی توجہِ فقیرِ کامل، ایک ہی تصورِ فقیرِ کامل، ایک ہی تصرفِ فقیرِ مکمل، ایک ہی تفکرِ فقیرِ اکمل اور ایک ہی جذبِ فقیرِ جامع بہتر ہے۔ جو فقیر فنا فی اللہ قربِ الٰہی سے توجہ کرتا ہے، اُس کی توجہ روز بروز ترقی پذیر رہتی ہے اور وہ قیامت تک جاری رہتی ہے اور ہرگز بند نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اِس کی توفیق جسے بھی دیتا ہے درویشوں کو ہی دیتا ہے۔ ایسا بے سر فقیرِ کامل صاحبِ اسرار عارفِ پروردگار ہوتا ہے۔

ابیات:-(۱)'' میں اُسے کیوں چھپاؤں جو لازوال ہے اور تجلیات انوار کی صورت میں ہر دم اپنا وصال عطا کرتا رہتا ہے؟''(۲)'' میں اُسے پوشیدہ کیوں رکھوں جو دائم باقی ہے اور اپنے لقا و دیدار کے جلوے بخشتا رہتا ہے؟''(۳)'' میں اُسے گمنام کیوں کہوں کہ جس کے بے شمار نام ہیں اور ہر نام سے دل کو ایک معتبر زندگی نصیب ہوتی ہے۔''(۴)''پس اُس کا دیدار کرنا روا ہے اور اہل فقر پہلے ہی روز اُس کا دیدار کرتے ہیں۔''

یہ مرتبہ بھی اُس صاحبِ تصورِ اسم اللہ ذات کو ملتا ہے جو اپنی ہستی کو مٹا کر بے نام ہو جاتا ہے۔ [1] تصور ایک تلوار ہے، صاحبِ تصور اگر کسی کی گردن پر یہ تلوار چلا دے تو بے شک اُس کا سرتن سے جدا ہو جائے گا۔ تصور ایک نیزہ ہے یا نیزے کی اَنی ہے، صاحبِ تصور جس کے وجود کو اِس نیزے سے زخمی کر دے تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ بے شک تصورِ اسم اللہ ذات مطلق توفیقِ الٰہی ہے جس کی وجہ سے صاحبِ تصور ہر ملک کی بادشاہی پر غالب ہوتا ہے، تصور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاٗ کی مثل ہے، تصور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گلِ بہارِ گلشن آتش کی مثل ہے، تصور معراج حضرت محمد

---

[1] :- تصورِ اسم اللہ ذات کے ثمرات تو حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے بہت لکھے ہیں اور وہ سب اُس کے شوق و ترغیب کی خاطر بیان فرمائے ہیں لیکن تصورِ اسم اللہ ذات کی مشق کیسے کی جائے؟ اِس کے لئے اشارے لکھے ہیں مگر درجہ بدرجہ قدم بقدم طریق نہیں لکھا۔ اصل میں یہ سب مشقیں اور مراقبے اپنے پیرِ طریقت کی نگرانی کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا مرشد ایسا کامل ہونا چاہیے جو تلقین کے وقت ہی اپنی توجہ سے تصور کو دل میں قائم کر دے ورنہ طالب اگر از خود مشق کرتا رہا تو ممکن ہے کوئی روحانی ذریعہ اُس کی مدد کے لئے پیدا ہو جائے ورنہ ہر کوشش لاحاصل نہیں تو کمتر ضرور رہے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے، تصور جامِ جہاں نما ہے، تصور آئینہ سکندری ہے، تصور حضرت آدم علیہ السلام کا وہ علم ہے جس کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے:- ''اور آدمؑ کو تمام اسما کا علم سکھایا گیا۔'' تصور ایک گنج ہے اور صاحبِ تصور لا یحتاج و بے رنج ہے، تصور ایک کیمیا ہے اور کل و جز کی تمام کیمیا اہلِ تصور کے قبضے میں ہوتی ہے، صاحبِ تصور اگر عامل ہو تو مقربِ رب ہوتا ہے اور صاحبِ تصور اگر کامل ہو تو ہر ایک پر غالب ہوتا ہے۔ جب وہ خدا کا غیب الغیب تصور کرتا ہے تو غیب الغیب تصور اُسے اللہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور وہ بذریعہ الہام خدائے مہربان سے ہم کلام ہو جاتا ہے۔ یہ ہیں مراتبِ تصور جو تجھے حاصل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ تُو تو حیداتِ تصور کو جانے اور حروفِ علمِ تصور کو پڑھے۔ تصور ایک عطا ہے جو ایک مرشد اپنے طالب کو قربِ لقا کے مقام سے بخشتا ہے۔ تصور بھی کئی قسم کے ہیں مثلاً تصورِ طیور، تصورِ حضور، تصورِ سرور، تصورِ مغفور، تصورِ ذکر مذکور، تصورِ مشہور، تصورِ قبور، تصورِ باطن معمور اور تصورِ امور۔ تصور کس عمل سے جاری ہوتا ہے، کس عمل سے تاثیر کرتا ہے اور کس عمل سے نفع دیتا ہے؟ وہ کون سا تصور ہے کہ جس سے جمعیت حاصل ہوتی ہے؟ اور وہ کون سا عمل ہے کہ جس سے مشرق سے مغرب تک اِس قسم کا معاملہ چلتا رہتا ہے؟ اور ایک ہی دم کے تصور سے دشمن مر جاتا ہے؟

ابیات:- (۱) ''دم دریا کی مثل ہے، [۱] دم کو دم ہی سے پہچان کہ اہلِ دم ہر بہروپ کو دم ہی سے پہچانتے ہیں۔'' (۲) '' تمام جہاں ایک ہی دم سے پیدا ہوا ہے اور ایک ہی دم میں تمام ہو جائے گا۔ ایسا دم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم ہی سے جاری ہوتا ہے۔'' (۳) ''دل، دم اور روح مل جائیں تو ایک خاص نور بن جاتا ہے، جملہ مخلوقات کا

---

[۱]:- دم سے مراد مرشد کی خاص توجہ ہے جو مردہ دلوں کے لئے زندگی کا حکم رکھتی ہے۔

ظہور ایک ہی دم سے تو ہوا ہے۔" (۴) "ایک دم وہ ہے جو محض ہوا کی طرح ہے اور ایک دم وہ ہے جو غرق فی اللہ ذات کرتا ہے، ایسے دم سے دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔"

اِس قسم کا اہلِ دم عالمِ ربانی و عالمِ روحانی ہوتا ہے، جبکہ عالمِ نفسانی، عالمِ زبانی، عالمِ علمِ مطالعہ خوانی اور ریاکار وراثی و منصوبہ ساز عالمِ شیطانی، علمِ غیب دانی اور علمِ لاہوت لامکانی سے بے خبر رہتا ہے۔ اِن مراتب کو مردہ دل عالمِ حیوانی کیا جانے جو ہمیشہ علمِ حرص و طمع میں پریشان رہتا ہے۔

بیت:- "دم ارواح پر دلالت کرتا ہے کیونکہ دم دراصل وہ روح ہے جو حکمِ الٰہی سے جسم میں داخل ہوتی ہے"

اُسی کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے:- "اور مَیں نے اُس میں اپنی روح پھونکی۔" آدمی کے وجود میں دو دم ہوتے ہیں، ایک دم اندر جاتا ہے اور ایک دم باہر آتا ہے، اندر جانے والے دم پر جو فرشتہ موکّل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ خداوندا! اندر آنے والے دم کو میں اندر ہی قبض کرلوں یا باہر آنے دوں؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے باہر آنے کی اجازت ملتی ہے تو تب وہ دم وجود سے باہر آتا ہے اور جب دم باہر آتا ہے تو اس پر مقرر موکّل فرشتہ اُسی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ اِس طرح ہر دو دم پر اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں عرض گزاری جاتی ہے۔ جو دم تصورِ اسم اللہ ذات کے ساتھ وجود سے باہر آتا ہے وہ وجود سے باہر آتے ہی خاص نور کی صورت میں ڈھل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسا انمول و بے بدل موتی بن کر پہنچتا ہے کہ اگر دونوں جہان کی تمام دولت اور دنیا و بہشت کی ساری نعمتیں جمع کر لی جائیں تو اُس ایک دم کے بے بہا موتی سے ارزاں ہوتی ہیں۔ ایسا صاحبِ دم فقیر اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا مالک و

خزانچی ہوتا ہے۔ عارف فقیر ولی اللہ گوہرِ دم کا قدر دان ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی گوہرِ دم اُسے بے غم کر دیتا ہے۔ جس شخص کا جوہرِ دم نورِ دل بن کر اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر بن جائے اُسے اختیار ہے کہ خلق میں گمنام رہے یا مشہور۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''بے شک اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ اُس کی نظر تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں پر ہے۔'' ایسے نوری دم والے صاحبِ تصور کے دل میں محبتِ الٰہی، مشاہدہ دیدارِ الٰہی اور قربِ الٰہی کے انوار پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اِس کے برعکس مردہ دل آدمی کا ہر دم شیطان کے پاس جا پہنچتا ہے اور خناس و خرطوم کی طرف سے اُس کے دل میں خطرات، وسوسے، وہمات، حرص، طمع، کفر، شرک، ریا، عجب، ہوا اور اِسی قسم کی دیگر ناشائستہ برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں جس سے دل مکدر و خوار ہو کر مردہ ہو جاتا ہے۔

ابیات:- (۱) ''ہر دم دو طرح کا ہوتا ہے، ایک دم دم سے ملتا ہے تو نور بن کر راہنمائی کرتا ہے اور ایک دم دم سے ملتا ہے تو قہر بن جاتا ہے۔'' (۲) ''ایک دم دم سے ملتا ہے تو اسرارِ خدا کو پا لیتا ہے اور ایک دم شیطان سے ملتا ہے تو خدا کا منکر ہو جاتا ہے۔'' (۳) ''جس دم سے دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے اُس دم کو کیا نام دیا جائے کہ اُس دم سے سارا جہان فنا ہو جاتا ہے۔'' (۴) ''جو دم روح سے مل کر آتا ہے اُسے بقا حاصل ہو جاتی ہے اور وہ زندہ ہو کر خدا کو پہچان لیتا ہے۔'' (۵) ''جس دم میں روح دائرہِ دل کے اندر آ جاتی ہے اُسے وہ بینائی نصیب ہوتی ہے کہ جس سے دیدارِ الٰہی کیا جاتا ہے۔''

لہٰذا دل سے ہر غیر ماسویٰ اللہ کو نکال دے۔ یہ باطن کی وہ راہ ہے کہ جس میں خدا کی رحمت، باطن کی صفائی، اللہ تعالیٰ کی معرفت و قرب و دیدار اور فقر و ہدایت و

جمعیت و تلقین وارشاد کی نعمت سینہ بہ سینہ، نظر بنظر، توجہ بتوجہ، دلیل بدلیل، تصور بتصور، تفکر بتفکر، قلب بہ قلب، روح بروح، سِرّ بہ سِرّ، مشاہدہ بہ مشاہدہ، عین بعین، فنا بہ فنا، بقا بہ بقا، دیدار بہ دیدار، اعتبار باعتبار، یقین بہ یقین اور توحید بتوحید حاصل ہوتی ہے۔ یہ نعمت نہ تو تقلید بہ تقلید حاصل ہوتی ہے اور نہ رسم برسم، نہ زبان بزبان، نہ گوش بگوش، نہ چشم بچشم، نہ قال بقال، نہ مسائل بہ مسائل، نہ دست بدست، نہ پائے بپائے اور نہ حال بحال حاصل ہوتی ہے۔ انتہائی معرفت جمالِ الٰہی کا وہ لازوال مشاہدہ و جمعیت ہے جسے کسی حال میں بھی زوال نہیں۔ اگر کوئی اہل بدعت سوالی تجھ سے شراب یا کوئی اور پلید چیز مانگ لے تو تُو اُسے دے دے تاکہ اُس شراب یا پلید چیز کے بدلے میں تیری آل اولاد اور تیرے مریدوں اور طالبوں کے وجود کی ناپاکی و پلیدی کو وہ اپنے ذمے لے لے جس طرح کہ جلاد تلافی کو اپنے ذمے لے لیتا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے بندہ پورے شرم وحیا کے ساتھ شریعت کی پاکیزگی اور معرفتِ الٰہی سے آراستہ ہو کر قیامت تک سلامتی و سعادت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امان میں محفوظ رہتا ہے۔ جس راہ کو شریعت رد کر دے وہ کفر کی راہ ہے۔ شریعت کسے کہتے ہیں اور کفر کیا چیز ہے؟ شریعت وہ راہ ہے کہ جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گامزن رہے اس لئے جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر چل کر رات دن اُن کی پیروی کرتا رہتا ہے وہ آخر کار مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جا پہنچتا ہے اور وہاں سے نص و حدیث کا تمام علم پڑھ لیتا ہے۔ شریعت کی یہ راہ توفیق و تحقیق کی راہ ہے۔ جو شخص مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کرتا ہے اور معرفتِ حق تعالیٰ کو چھپاتا ہے وہ کافر و زندیق ہے۔ شریعت کی جڑ فقہ و فقر و توحید و معرفت و وصالِ الٰہی ہے اور کفر کی جڑ دنیا و کبر و عجب اور ان جیسی دیگر ناشائستہ خصلتیں

ہیں جو سراسر باعثِ زوال ہیں۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔ جان لے کہ شوق و ذوق وجمعیت وقربِ الٰہی اور مشاہدۂ نورِ حضور کی پل بھر کی لذت ملکِ سلمانیؑ جیسی ہزار مملکتوں کی بادشاہی کی لذت سے بہتر ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ قیامت کے دن جب روحانی قبروں سے باہر نکلیں گے تو اہلِ دنیا روحانی قبلہ رو ہونے کی بجائے قبلہ کی طرف پشت کئے ہوئے ہوں گے کیونکہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فقیروں سے بخل کی بدولت روگردانی کرکے اُن کی طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھا کرتے تھے۔ مرتبۂ فقر تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ اپنا سر کٹا کر بے سر نہیں ہو جاتا۔

ابیات:۔ (۱) ''طالب جب واصل باللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ہم مجلس ہو جاتا ہے تو اُس کا سر باقی رہتا ہے نہ پیر اور نہ ہی اُس کا جسم باقی رہتا ہے۔'' (۲) ''مَیں راہِ حق میں سر پیر ایک کر کے غرق فی التوحید ہوا ہوں۔'' (۳) ''راہِ حق کے سرفروشوں کو وہ علم حاصل ہوتا ہے کہ وہ زبان و کلام کے بغیر ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ہمکلام رہتے ہیں۔'' (۴) ''اے طالب! اگر تجھے دیدارِ خداوندی کا اشتیاق ہے تو سر کٹا کے آ۔'' (۵) ''سر میں ایک ایسا سِرّ پایا جاتا ہے جس سے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے اور فقیر پر اسرارِ الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے۔'' (۶) ''سرفروش طالب ہی دیدارِ خداوندی سے مشرف ہوتے ہیں کہ سِرّ وحدت اُن کا پیشوا ہوتا ہے۔'' (۷) ''سر بریدہ و بے سر طالب ہی سر پر تاج سجاتا ہے اور اُسے دائمی معراج حاصل رہتا ہے۔'' (۸) ''جس سر میں سِرّ سما جائے اُس پر اسرارِ الٰہی تمام ہو جاتے ہیں اور ہر مقام اُس کی پہنچ میں رہتا ہے۔'' (۹) ''جب مَیں توحیدِ الٰہی کے دریائے عمیق میں غوطہ زن ہو کر رفیقِ حق ہوا تو مجھ پر سب حقیقت عیاں ہو گئی۔'' (۱۰) ''سرفروشوں کو ایسا علم کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ سن! مجھے یہ علم بارگاہِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے حاصل ہوا ہے۔'' (۱۱) ''سرفروش طالبانِ حق کو لازوال زندگی اُس علم سے حاصل ہوتی ہے جس میں قرب و وصال پایا جاتا ہے۔'' (۱۲) ''ایسے سرفروش طالبانِ حق کو نورِ ذات کی سیر حاصل رہتی ہے اور وہ ہر وقت خفیہ ذکر اللہ میں محو رہتے ہیں۔'' (۱۳) ''کبھی وہ جذب کی حالت میں اپنی ہی ذات کا محاسبہ کرتے ہیں اور کبھی وہ جمعیت سے بہرہ ور ہو کر پُر امن رہتے ہیں۔'' (۱۴) ''اگر تیرے پاس چشمِ بینا ہے تو دیدارِ الٰہی میں محو رہ کہ ایسے میں تُو ذکر فکر کے بغیر بھی ذاکر گردانا جائے گا۔'' (۱۵) ''جو شخص راہِ حق میں سر قربان کر دیتا ہے وہی دیدارِ الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے ورنہ ظاہری آنکھوں سے تو کسی نے بھی خدا کو نہیں دیکھا۔'' (۱۶) ''الٰہی! تُو نے مجھے لائق دیدار چشمِ بینا عطا کی ہے، اِس لئے اب مجھے تیرے سوا کسی اور کی طرف دیکھنے سے حیا آتی ہے۔'' (۱۷) ''اے صاحبِ نظر اگر تجھے چشمِ بینا حاصل ہے تو دیدارِ رحمت میں غرق ہو جا۔'' (۱۸) ''باھُو "ھُوْ" کی آنکھ سے خدا کو دیکھتا ہے، اے طالب! تُو بھی "ھُوْ" کی آنکھ سے دیدارِ وحدت کی بہار دیکھ۔''

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- ''تم جس طرف بھی دیکھو گے تمہیں اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا۔''

بیت:- '' اے طالبِ حق! قدرتِ الٰہی کے انوار کو اچھی طرح دیکھ اور اُن انوار میں دیدارِ الٰہی کے مزے لوٹ۔''

اگر کوئی کہے کہ اِس تصنیف کا کلام سادہ و خام ہے تو اُس کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ شہد اگر مکھن میں ملا دیا جائے تو شہد کی مٹھاس مکھن کو بھی میٹھا کر دیتی ہے۔ہاں یہ درست ہے کہ شعرأ کے کلام کی پختگی بلاغتِ علم اور عقل و شعور کی پیداوار ہے

جبکہ فقرا کا کلام علمِ حضور سے ہوتا ہے اور شعراؔ و شعور علمِ حضور سے بہت دور ہیں۔ یاد رہے کہ سالہا سال سے مَیں طالبانِ حق کی تلاش میں ہوں لیکن مجھے کوئی ایک طالب بھی توجہ کے لائق نہیں ملا۔ توجہ کیا چیز ہے اور توجہ کسے کہتے ہیں؟ ایک توجہ ظاہر ہے جس سے توفیقِ الٰہی کھلتی ہے اور دوسری توجہ باطن ہے جس سے ظہورِ حق ہوتا ہے۔ اگر کوئی صاحبِ توجہ کسی کافر کی طرف جذبِ تصور سے توجہ کردے تو اُس کا دل اُس کے قابو میں نہیں رہتا، اُس کے پانچوں حواس بیدار ہوجاتے ہیں اور وہ اخلاصِ خاص سے کلمہ طیب " لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " پڑھنے لگتا ہے۔ اگر کوئی صاحبِ توجہ جذبِ تصور سے کسی اہلِ دنیا کی طرف توجہ کردے تو وہ فوراً دنیا سے ہاتھ اُٹھالیتا ہے اور تارکِ دنیا ہوجاتا ہے اور اگر صاحبِ توجہ کسی جاہل پر جذبِ تصور سے توجہ کردے تو جاہل علمِ لدنی وعلمِ معرفت کا عالم ہوکر عارفِ عیانی، عارفِ ربانی اور عارفِ لاھوت لامکانی ہوجاتا ہے اور اگر صاحبِ توجہ کسی عالم کی طرف جذبِ تصور سے توجہ کردے تو عالم ایسا غرق فنافی اللہ ہوجاتا ہے کہ اُس کا دل ہر وقت اسمِ اللہ ذات پڑھتا رہتا ہے اور وہ تمام مروجہ ظاہری علومِ رسم و رسوم کو بھلا بیٹھتا ہے حتیٰ کہ اُسے ظاہری علم کی الف ب بھی یاد نہیں رہتی۔ اور اگر صاحبِ توجہ جذبِ تصور سے زمین کی سیر و سیاحت کی طرف توجہ کردے تو زمین و آسمان کے اندر موجود کیمیائے اکسیر کے تمام خزانے، تمام کیمیا گر عامل، تمام فقرائے کامل اور جملہ جن و اِنس و فرشتے و اولیا اللہ اہلِ حیات و اہلِ ممات جمع ہوکر اُس کے پاس حاضر ہوجاتے ہیں۔ یہ سب ظاہری توجہ توفیق ہے جو قربِ الست سے جاری ہے اور باطنی توجہ کہ جس سے تحقیق وتصرف اور رفاقتِ حق نصیب ہوتی ہے یہ ہے کہ جب صاحبِ توجہ باطنی تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے جان کی بازی لگا کر باطن کے مشاہدے میں غرق ہوتا ہے تو اسم

اللہ ذات اُسے وحدتِ کبریا کے نورِ حضور میں غرق کر کے شرفِ دیدار سے ہمکنار کر دیتا ہے۔

ابیات:۔(۱) ''استغراقِ وحدتِ کبریا کی حالت میں علم و دانش اور عقل و چاہت کی حاجت باقی نہیں رہتی اور نہ ہی وہاں ذکر و فکر و آواز کی ضرورت باقی رہتی ہے۔''(۲) ''شنوائی و بینائی و گویائی جیسی سب صفات وہاں غیریت کا درجہ رکھتی ہیں اس لئے اے طالب! غیریت کے اِس مادے کو دل سے نکال دے۔''(۳)''اگر تُو وحدتِ خدا کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تو زندگی ہی میں خود کو فنا کے گھاٹ اُتار دے۔'' (۴)''ایسے ہی جاں فدا طالب واصل باللہ ہو کر عارف باللہ بنتے ہیں اور ایسے ہی جاں صفا طالب دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔''

توجۂ ظاہری اور توجۂ باطنی کا یہ تمام علم عامل و کامل فقیر درویش پر عین العلم کے ذریعے قرآنی آیات سے کھلتا ہے اور جو کوئی اسمِ اللہ ذات کا مطالعہ کرتا ہے وہ صاحبِ نجات عارف بن جاتا ہے۔''یاد رہے کہ یہ علمِ تصوف توحید کا علم ہے جو صرف دوستانِ الٰہی کو نصیب ہوتا ہے۔وہ شخص احمق ہے جو اہل اللہ فقیروں کو مجنون و دیوانہ سمجھتا ہے اور اُن کے مراتب سے محروم رہتا ہے۔دنیاداری میں عقلمند اہل ہوا اُن اہل اللہ کو نہیں پہچانتے۔

بیت:۔'' علمِ توجہ اور ہے اور عقل و شعور اور ہے، تصورِ اسم اللہ ذات کی توجہ سے جسم نور بن جاتا ہے۔''

وجود میں خوف و عبرت و حیرت و بے جمعیتی فنائے نفس کے باعث ہوتی ہے، روز بروز غلباتِ شوق و محبت میں زیادتی اور معرفت و مشاہدہ و حضوری و قرب صفائے قلب اور بقائے روح کے باعث ہوتی ہے اور جمعیت دیدار و لقائے الٰہی کی بدولت ہوتی

ہے۔ کامل وہ ہے جو ہر مرتبہ آیاتِ قرآن کے علم سے کھول دے اور معرفت و وصال کا مشاہدہ بھی علمِ قرآن سے کرا دے۔ یہ مراتب برحق ہیں کہ ان کا تعلق حق سے ہے۔ حق جب سر سے لے کر پاؤں تک وجود کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو وجود سے باطل کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔ یہ ہے باطنی تحقیق کی توجہ کہ جس میں ایک خاص قسم کا تصرف پایا جاتا ہے۔ جو شخص ظاہر و باطن کی اِن دونوں توجہات یعنی توجۂ توفیق اور توجۂ تحقیق کو جانتا ہے وہ جذبِ تصور سے شش جہاتِ کونین کو اپنی مٹھی میں لے کر اُن کا تماشا پشتِ ناخن پر دیکھتا ہے۔ اِس میں تعجب نہ کر اور نہ ہی نقص نکال کہ عیب و غیب و شکایت ہدایتِ معرفتِ الٰہیہ سے محروم رکھتی ہے۔ فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔ ''ہر وہ باطن باطل ہے جو ظاہر کے خلاف ہو۔'' عمل ظاہر کسے کہتے ہیں؟ بے شرک و بے ریا ہونا اور عمل باطن کیا ہے؟ غرق فنا فی اللہ باخدا ہونا۔ اگر تُو سیّد ہے تو سندِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاش کر، اگر تُو قریشی ہے تو دل ریشی اختیار کر، اگر تو عالم ہے تو درویشی اختیار کر، ہاں درویشی نہ کہ درپیشی اور اگر تو جاہل ہے تو علم حاصل کر، وہ علم جو حق تک پہنچاتا ہے اور بجز حق باطل کو نہیں جانتا۔ مرشدِ کامل طالب اللہ کو یہ تمام مراتب توجہ سے عطا کرتا ہے۔

ابیات:۔ (۱) ''درویش گنج بخش بادشاہ ہوتا ہے اِس لئے حکومت و بادشاہی کسی درویش سے طلب کر۔'' (۲) ''جب کوئی درویش سے بادشاہی طلب کرتا ہے تو بحکمِ خدا درویش اُسے بادشاہ بنا دیتا ہے۔'' (۳) ''صبح و شام کسی درویش کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتا کہ تجھے ہر مطلب حاصل ہوتا رہے۔'' (۴) ''درویش اگر تجھے سرزنش بھی کرے تو اُس کے سامنے سر جھکائے رکھ کہ رضائے الٰہی کی خاطر کسی درویش کی خدمت کرنا عمل صالح ہے۔'' (۵) ''درویش کی پہچان دو صفات سے ہوتی ہے۔ ایک تو

وہ اہل توحید ہوتا ہے اور دوسرے وہ اہل معرفت ہوتا ہے۔'' (۶) ''درویش کو تو مجلس محمد رسول اللہ صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے، یہ مغرور و متکبر لوگ بھلا درویش کہاں ہو سکتے ہیں؟'' (۷) ''وہ ہرگز درویش نہیں ہو سکتا جو اہل دنیا سے اپنا رشتہ جوڑتا ہے اور در در کا سوالی بنا رہتا ہے۔'' (۸) ''درویش کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہل کرم ہوتا ہے، یہ بت پرست درویش کیونکر ہو سکتے ہیں؟'' (۹) '' میں ایک غالب و عارف درویش فقیر ہوں اس لئے ایک بہت بڑی ولایت کا حاکم و والی ہوں۔'' (۱۰) ''اے طالب! تجھے جو کچھ چاہیے وہ مجھ سے مانگ لے تاکہ میں تجھے خود عطا کر دوں یا خدا سے دلوا دوں۔''

سن اے عالم باللہ! سن اے غافل عالم ولی اللہ! تُو کیوں دنیائے مردار کی نجاست میں غرق رہتا ہے؟ احمق لوگوں کی اکثریت مندرجہ ذیل دو اعمال کی گرویدہ رہتی ہے حالانکہ یہ دونوں اعمال بے حد مشکل و دشوار ہیں، ایک عمل کیمیا کہ جسے کسی عامل کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ دوسرے عمل معرفت و قربِ الٰہی کہ جسے کسی فقیرِ کامل کے سوا اور کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ یہ دونوں اعمال میرے تصرف میں ہیں کیونکہ کامل طالبوں کے لئے یہ دونوں اعمال ابتدائی سبق ہیں۔

بیت:۔ ''مَیں عامل بھی ہوں، کامل بھی ہوں اور راہنمائے حق بھی ہوں، سوائے خدا کے مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں۔''

ہاں یہ بالکل درست ہے کہ جو شخص رات دن یادِ الٰہی میں غرق رہتا ہے، دونوں جہان کے تمام جن و اِنس و فرشتے اُس کے دست بستہ غلام و فرمانبردار رہتے ہیں۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اے ہوا و ہوس کے مارے ہوئے نفس امارہ کے غلام حیوان سن!

اے معرفتِ اللہ و قربِ حضوری سے بے خبر و محروم و بے شعور غافل انسان سن! کہ آدمی کے اعمالنامے کے دفتر دو ہیں۔ ایک کا تعلق اعمالِ ظاہر سے ہے اور دوسرے کا اعمالِ باطن سے۔ آدمی جو کچھ منہ اور زبان سے بولتا ہے اُسے کراماً کاتبین اپنے دفتر میں لکھ لیتے ہیں اور وہ خیالات جو دل میں گزرتے ہیں وہ اللہ حی قیوم کے دفتر میں اُس کی اپنی قدرت سے لکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا قابلِ غور بات یہ ہے کہ طالب ان دونوں دفاتر سے کیسے چھٹکارا پائے؟ جو طالب مرشد ولی اللہ سے علمِ فنا فی اللہ کا سبق لیتا ہے وہ انوارِ دیدارِ الٰہی میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ نہ اُسے اقرارِ زبان کا ہوش رہتا ہے اور نہ اُسے تصدیقِ قلب کی خبر رہتی ہے۔ یہ وہ حالت ہے کہ جسے ''ظاہر و باطن میں سب اللہ ہی اللہ'' کہا جاتا ہے۔ پس اقرار و تصدیق تو معرفتِ الٰہی کی راہِ تحقیق کا سبق ہے لیکن جو شخص رات دن غرق فنا فی اللہ ہو کر ہمیشہ دیدارِ پروردگار میں محو رہتا ہے اُسے اقرارِ زبانی اور تصدیقِ قلبی کی کیا حاجت ؟ اُس کا تو معاملہ ہی اِس حدیث پاک کے مطابق ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔ ''ابرار لوگوں کی نیکیاں مقربین کے ہاں گناہ شمار ہوتی ہیں۔'' مقربین کا وہ کون سا نیک عمل ہے کہ تمام نیکیاں اُس میں سما جاتی ہیں؟ وہ نیک عمل ''استغراقِ فنا فی اللہ بقا باللہ'' ہے جس سے تمام برائیاں اِس آیت کے مطابق نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں:۔ ''بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' اے طالب اللہ بحث و تکرار کو چھوڑ اور دیدارِ الٰہی کا کامل مرتبہ حاصل کر۔ طالب اللہ پر فرضِ عین ہے کہ وہ دین و دنیا کا کوئی کام بھی مرشد کے حکم و اجازت کے بغیر ہرگز نہ کرے اور اپنا ہر اختیار مرشد کے تابع کر دے اور خود بے اختیار ہو جائے۔ طالب اللہ پر یہ بھی فرضِ عین ہے کہ وہ مرشد سے تلقینِ دیدار و قربِ حضور کا سوال کرے کہ طالب اللہ کو ذکر فکر و مراقبہ و ریاضت کی حاجت ہی کیا ہے؟

طالب پر فرضِ عین ہے کہ وہ سب سے پہلے یہ تحقیق کرے کہ آیا اُس کا مرشد کامل ہے یا ناقص، ا؎ جیسے کہ ایک عورت اپنے خاوند کے مرد یا نامرد ہونے کی تحقیق کرتی ہے، کیونکہ مرد مرشد طالبِ صادق کو اپنے مرتبے پر پہنچاتا ہے اور اُس پر مرتبۂ عطا کھولتا ہے۔ اِس طرح مرشدِ کامل و طالبِ صادق ایک دوسرے سے متفق ہو کر یک وجود ہو جاتے ہیں۔ طالب اللہ کو چاہیے کہ زن سیرت مرشدِ ناقص کو پہلے ہی روز تین طلاق دے دے اور فوراً اُس سے علیحدگی اختیار کر لے اور پھر مرشدِ کامل کی تلاش کرے چاہے مرشدِ کامل اُسے دنیا کے دوسرے سرے پر ہی کیوں نہ ملے۔ جان لے کہ باطن کی راہ میں بہت سے حجابات اور بے شمار آفات و رنج و مصائب پیش آتے ہیں۔ بعض حجابات سکر صحو قبض بسط نورانی ہیں، بعض حجاباتِ نفسانی ہیں، بعض حجاباتِ رجعت و دنیائے پریشانی ہیں، بعض حجاباتِ فرشتگانِ مکانی ہیں اور بعض حجاباتِ خلق جہالت و نادانی ہیں۔ اِسی طرح حجاباتِ شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت بھی ہیں، اِن جملہ حجابات کی تعداد ستر کروڑ تیں لاکھ اور بہتر شمار کی گئی ہے۔ کل و جز کے یہ تمام حجاباتِ ذاتی و صفاتی اور حجاباتِ علمِ کلماتی دور جاتی ہیں۔ مرشدِ کامل ایک ہی توجہ سے، ایک ہی نظر سے، ایک ہی تصور سے، ایک ہی تصرف سے، ایک

ا؎ :- مرشدِ کامل و ناقص کی تمیز ضروری ہے۔ مرشدِ کامل کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اُس کے حضور میں طالب حاضر ہو تو اطمینانِ قلب محسوس کرے اور جو کچھ مرشد بتائے اُس کے اثرات دل میں واضح طور پر دیکھے۔ سب سے بڑا گواہ انسان کا اپنا شعور و احساس ہے۔ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی سختی سے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مرشد پہلی ہی ملاقات میں طالب کے اندر کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں لا سکتا تو اُس کو چھوڑ دینا چاہیے، اگر علیحدگی میں تامل ہو تو اُسے نفس و شیطان کا وسوسہ سمجھے اور نئے سرے سے مرشد کی تلاش شروع کر دے۔

ہی تفکر سے، ایک ہی توفیق سے اور کنہ کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی حاضرات سے طالب اللہ کے مردہ دل کو زندہ کر کے ایک ہی ساعت میں اِن تمام حجابات سے بخیر و عافیت گزار کر حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ولایت و ہدایت کی تلقین دلوا دیتا ہے۔ وہی مرشد تلقین کرنے کے لائق ہوتا ہے جو ظاہر میں باتوفیق اور باطن میں صاحبِ قرب اللہ تحقیق ہو، جس کا دل دریائے عمیق ہو اور جس کا طریق حاملِ صدق و تصدیق ہو۔

بیت:- ''راہِ خدا کی راہنمائی کے لئے مرشد ایسا ہونا چاہیے جو طالبانِ حق کو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پہنچا سکے۔''

سب سے پہلے طالب اللہ پر فرضِ عین ہے کہ وہ علمِ ضروری سیکھے اور اُس کے بعد مرشد سے علمِ حضوری سیکھے اور جب ایک ہفتہ کے اندر علمِ ضروری اور علمِ حضوری حاصل کر کے عالم باللہ ہو جائے تو مرشد سے علمِ انوارِ دیدارِ پروردگار اور علمِ معرفتِ مولیٰ حاصل کرے۔

بیت:- ''علمِ عین ہی وہ علم ہے کہ جس سے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے، کل و جز کا تمام علم علمِ عین میں پایا جاتا ہے، علمِ عین کا عالم فنا فی اللہ فقیر ہوتا ہے۔''

مطالعۂ علم سے مناصب و درجات حاصل ہوتے ہیں۔ جو علم حضوری دُنیا کی خاطر پڑھا جائے وہ بندے کو معرفتِ الٰہی سے دور رکھتا ہے، ایسا علم خواہ ساری زندگی پڑھا جائے بندہ سیاہ دل ہی رہتا ہے اور معرفتِ الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

ابیات:- (۱) ''علمِ درجات نورِ ذات کا ایک ذرہ ہے جبکہ علمِ ذاتِ حق کا وہ علم ہے کہ جس کی تاثیر سے مردے بھی جی اُٹھتے ہیں۔'' (۲) ''ظاہری علم کسی چیز کو

جاننے کا علم ہے اور علمِ عین اسرارِ الٰہی کے مشاہدے کا علم ہے، گویا علمِ باطن رازِ وحدت پانے کے لئے ہے اور علمِ ظاہر اعمالِ دین کی حفاظت کے لئے ہے۔'' (۳) ''غرق فی التوحید ہو کر فنا فی اللہ ہو جانے پر نہ تو علم کی ضرورت باقی رہتی ہے، نہ راز کی اور نہ ذکر فکر و ورد وظائف اور آواز کی۔'' (۴) ''جان جب جان سے نکل آتی ہے تو ایسا نور ہویدا ہوتا ہے کہ جس تک رسائی کی قدرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں، ایسے نور تک بھلا خضرؑ کیسے پہنچیں؟'' (۵) '' غرق فنا فی اللہ کا عالم قربِ ذات کا ایسا عالم ہے کہ جہاں تک مخلوق کی رسائی ممکن ہی نہیں، سو وہاں نہ کوئی فرشتہ ہے، نہ طبق ہے، نہ امرِ کن ہے اور نہ ہی آوازِ الست ہے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ '' قربِ الٰہی میں میری ایک حالت ایسی بھی ہے کہ جس میں نہ تو کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی نبی مُرسل کی۔'' یہ استغراقِ فنا فی اللہ میں دائمی حضوری کا مرتبہ ہے۔ مرشدِ کامل پر فرضِ عین ہے کہ وہ اپنی نظر و توجہ سے طالب اللہ کو اس مرتبے پر ضرور پہنچائے۔ مرشدِ کامل طالب اللہ کو ذکر فکر و ورد وظائف اور خلوت نشینی میں ہرگز مشغول نہ کرے بلکہ اپنی نظر و توجہ سے طالب کے نفس کو قتل کر کے انوارِ دیدارِ پروردگار میں غرق کر دے۔ جلا و صفت مردود مرشد بہت ہیں جو طالب کو مردار دنیا کی نجاست سے آلودہ کرتے ہیں اور سگ خصلت طالب بھی بے شمار ہیں جو دنیائے مردار کی طلب میں سرگردان رہتے ہیں۔

ابیات:۔ (۱) ''مرشدِ کامل کی نظر کامل ہوتی ہے اور طالبِ کامل مرتبۂ خضر پر فائز ہوتا ہے۔'' (۲) ''اکمل مرشد صاحبِ نظر عارف ہوتا ہے جو طالبوں کو خزائن سیم و زر بخش سکتا ہے۔'' (۳) ''جو طالب گداگری کرتا ہے وہ بے حیا طالب ہے اور جو مرشد

گداگری کرتا ہے وہ ناقص مرشد ہے۔(۴)''مرشد کو ایسا صاحبِ توفیق غنی ہونا چاہیے کہ اُس کا طالب بھی مالکِ بحروبر ہو۔''(۵)''مرشد ایسا مالک الملکی عارف فقیر ہوتا ہے کہ ہر ملک اُس کے زیرِ فرمان ہوتا ہے اور وہ ہر ملک کا حاکم وامیر ہوتا ہے۔''(۶)'' باھُو کو کوئی غم نہیں کہ وہ طالبِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور جو طالبِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوجاتا ہے اُسے لقائے الٰہی کا شرف حاصل ہوجاتا ہے۔''

یہ جو کہا گیا ہے کہ بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا تو اِس سے وہ علم مراد ہے کہ جس سے سرِّ الٰہی کی پہچان حاصل ہوتی ہے اور یہ جو مطالعۂ علمِ قال ہے تو اِس سے آدمی علمِ باطن یعنی معرفتِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے قرب ووصال سے بے خبر ہی رہتا ہے۔ خدا کی پہچان کے لئے علمِ ظاہر محض دلیل مہیا کرتا ہے جبکہ ضلالت وگمراہی سے نجات کے لئے علمِ باطن ضروری ہے جسے علمِ غیب لاریب [1] بھی کہا جاتا ہے۔ اِسی کی خاطر فرمانِ الٰہی ہے:۔''اِس کتاب میں کوئی شک نہیں کہ اِس سے اُن پرہیزگاروں کو ہدایت مہیا ہوتی ہے جو علمِ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔'' یہاں ''یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ'' سے مراد علمِ غیب پر ایمان لانا ہے۔ جو شخص علمِ غیب کی نفی کرتا ہے وہ یقیناً کافر ہوجاتا ہے اور جس علم کے بغیر خدا کو نہیں پہچانا جاسکتا وہ علمِ لدنی ہے، وہ اِس آیت کا علم ہے:۔''اور آدم کو تمام اسما کا علم عطا کیا گیا۔'' وہ اِن آیات کا علم ہے:۔''اپنے اُس رب کا نام لے کر پڑھ کہ جس نے خلق کو پیدا کیا، جس نے انسان کو جمے ہوئے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا عزت

[1]:۔علمِ غیب لاریب = یہاں علمِ غیب سے مراد وہ علم ہے کہ جس تک استدلالی علم کی رسائی نہیں۔ یہ وجدان سے حاصل ہوتا ہے، روحانی تجربات ومشاہدات ایسے علم کے حامل ہوتے ہیں جن کے ساتھ یقین کی قوت وترقی ہوتی ہے اور صاحبِ روحانیت کو اُس میں کسی قسم کا شک نہیں ہوتا۔

والا رب وہ ہے کہ جس نے قلم کے ذریعے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔'' اور وہ اِس آیت کا علم ہے:۔ ''اور ہم نے اولادِ آدم کو عزت سے نوازا۔'' اور وہ اِس آیت کا علم ہے:۔ ''اور مَیں اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔'' خدا کو علمِ معرفتِ توحید سے پہچانا جا سکتا ہے نہ کہ رسمی رواجی علمِ تقلید سے۔

بیت:۔ '' جب طالب اللہ کا دل و روح و سرّ یکتائی حاصل کر لیتے ہیں تو طالب اللہ عیاں طور پر تجلیاتِ خدا کا مشاہدہ کرتا ہے۔''

معرفتِ الٰہی کا یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے فیض و فضل کی بخشش و عطا ہے، وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اِس کا تعلق حسب نسب و عرفیت سے نہیں بلکہ دردِ دل سے ہے، اِس کا تعلق حوصلہ مندی اور صادق درویشی سے ہے نہ کہ نسبتِ سیّدی و قریشی سے۔

ابیات:۔ (۱) ''صاحبِ بصیرت لوگ بہشت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اُن کی نگاہ دیدارِ الٰہی پر لگی رہتی ہے۔'' (۲) ''تصورِ اسم اللہ ذات نے میرا دل زندہ کر رکھا ہے اِس لئے مَیں ہر وقت محوِ دیدار رہتا ہوں۔'' (۳) '' مَیں تو پیدا ہی دیدارِ الٰہی کے لئے ہوا ہوں اِس لئے میری غذا اور میری قسمت ہی دیدارِ الٰہی ہے۔'' (۴) ''مجھے تو دم بدم انوارِ دیدار حاصل ہیں لیکن بت پرست مشرک دیدارِ الٰہی کے منکر رہتے ہیں۔'' (۵) ''توحیدِ الٰہی ایک دریا ہے اور مَیں اُس دریا کی ایک نہر ہوں، نہر جب دریا میں غرق ہوتی ہے تو نہر نہیں رہتی بلکہ دریا کہلاتی ہے۔'' (۶) ''اہلِ دیدار لوگ مرتے نہیں بلکہ وہ اپنی ارواح سے لامکان میں منتقل ہو جاتے ہیں۔'' (۷) ''اسم اللہ ذات اُنہیں حضورِ حق تعالیٰ میں پہنچا دیتا ہے جہاں وہ اپنے نوری جثّے کے ساتھ لقائے الٰہی سے مشرف رہتے ہیں۔'' (۸) ''جو خود دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو وہی تجھے دیدار کرا سکتا ہے کہ اُسے دیدار

کرانے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔''(9) ''صاحبِ نظر فقرا اپنے نفس کو یوں سولی پر چڑھائے رکھتے ہیں کہ اُن کا تن تو سولی پر لٹکا رہتا ہے لیکن اُن کی آنکھیں دیدارِ الٰہی میں مشغول رہتی ہیں۔''

اگر کوئی اپنی تمام زندگی فقر و فاقہ و ریاضت و مجاہدہ و ذکر فکر و مراقبہ و طاعت میں گزارتا ہے تو اِس سے بہتر ہے کہ پل بھر کے لئے مشاہدۂ حضور کر لیا جائے کیونکہ علمِ مسائل و عبادت و طاعت سے تو محض بکثرت اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے جب کہ وہ علم کہ جس سے معرفتِ الٰہی، قربِ الٰہی اور دیدارِ پروردگار حاصل ہوتا ہے وہ علمِ مشاہدۂ انوار ہے جو اسمِ اللہ ذات سے کھلتا ہے، علمِ دیدار سے کھلتا ہے اور پھر علمِ دیدار ہی میں ضم ہو جاتا ہے۔ فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے :- ''نہایت بدایت (انتہا ابتدا) کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔''

شرحِ دعوت

ایک دعوت وہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے بارہ سال یا ایک سال یا ایک ماہ یا ایک ہفتہ یا ایک دن یا ایک گھڑی میں مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عامل یہ دعوت کسی قلعہ کی فتح یابی کے لئے پڑھ دے تو اگر وہ قلعہ لوہے کا بھی ہو تو موم ہو جاتا ہے اور اہلِ قلعہ کا دل اُن کے قابو میں نہیں رہتا اور وہ بلا حیل و حجت ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور اگر وہ کافر ہوں تو مسلمان ہو جاتے ہیں اور اگر وہ رافضی یا خارجی ہوں تو اپنا گھر بار چھوڑ کر جلاوطن ہو جاتے ہیں۔ اِس دعوت کا عامل کامل اگر چاہے تو ہفت اقلیم کے بادشاہ کو معزول کر کے اُس کی جگہ کسی گداگر کو تخت نشین کر دے، اور اگر چاہے تو مشرق یا مغرب کے کسی

شخص کی جان قبض کر کے اُسے مار دے، اور اگر چاہے تو مشرق سے مغرب تک کے کسی بھی شخص کو تلقین ہدایت کر کے بارگاہِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری بخش دے، اور اگر چاہے تو طالب اللہ کو ایسا صاحبِ نظر کر دے کہ کونین کی ہر چیز اُس کے زیرِ فرمان ہو جائے۔ اہلِ معرفت ایسے عیسیٰؑ دم کے مالک ہوتے ہیں کہ وہ ایک ہی دم میں مردے کو زندہ کر دیتے ہیں۔ تصرف دم کے ذریعے تصورِ توفیق اور تصورِ باطن تحقیق کی راہ مندرجہ ذیل اسمائے پاک کے تصور سے جاری و رواں ہوتی ہے۔ اسمائے پاک یہ ہیں:-

محمدؐ اَللّٰہُ

صاحبِ دعوتِ دم جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے دم سے تصورِ ارواحِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تصورِ ارواحِ اصحابِ کبار کرتا ہے تو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو جاتا ہے، جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے دم سے تصورِ فقر کرتا ہے تو روحِ سلطان الفقر حاضر ہو جاتی ہے، جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے دم سے تصورِ شیخ کرتا ہے تو صورتِ شیخ حاضر ہو جاتی ہے، جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے دم سے جبرائیل علیہ السلام کا تصور کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو کر الہام دیتے ہیں، جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے دم سے میکائیل علیہ السلام کا تصور کرتا ہے تو میکائیل علیہ السلام حاضر ہو کر بارش برسا دیتے ہیں، جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے دم سے اسرافیل علیہ السلام کا تصور کرتا ہے تو اسرافیل علیہ السلام حاضر ہو جاتے ہیں اور اپنے دم سے جس ملک پر

جذبِ غضب کرتے ہیں تو وہ ملک دمِ اسرافیل سے ایسا تباہ و برباد ہوتا ہے کہ قیامت تک ویران ہی رہتا ہے اور جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے دم سے تصورِ عزرائیل علیہ السلامؑ کرتا ہے تو عزرائیل علیہ السلام حاضر ہو کر الہام دیتے ہیں اور دشمن کی جان ایک ہی دم کے تصور سے قبض کر لیتے ہیں۔ چار موذیوں کو قتل کرنا عین کارِ ثواب ہے۔ اول موذی نفس، دوم موذی مومن مسلمانوں کو دکھ دینے والا ظالم، سوم موذی کافر، چہارم موذی دینِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے برگشتہ ہونے والا دشمن علمائے عامل و دشمن فقرائے کامل۔ جو شخص قرآن مجید سے ایسی مقبول دعوت پڑھنا نہیں جانتا اور نہ ہی تصور و تصرفِ حضور کی دعوتِ دم سے واقف ہے تو وہ احمق ہے کہ دعوت پڑھتا ہے۔ عامل کامل کے لئے نفس کو پل بھر میں بلا رنج و ریاضت و طاعت درست کرنا، مطیع و فرمانبردار بنانا اور قتل کرنا آسان کام ہے لیکن ناقص کے لئے معرفت و مشاہدہ، عرش سے تحت الثریٰ تک کے طبقاتِ زیر و زبر کی طیر سیر، مطالعۂ لوحِ محفوظ، قربِ انوارِ توحید اور دیدارِ الٰہی کا حصول بہت مشکل و دشوار کام ہے اور کامل مکمل اکمل جامع مرشد کے لئے ایک ہی دم میں طالب اللہ کی ہر طلب کو پورا کرنا اور اُسے ذات و صفات کے تمام درجات تک پہنچانا بہت ہی آسان کام ہے۔ ایسی ہدایت علمِ کیمیائے اکسیر اور علمِ دعوتِ تکسیر میں پائی جاتی ہے کہ اِن دونوں علوم کی غنایت اللہ تعالیٰ کے فیض و فضل اور اُس کی عنایت و ہدایت سے ہمکنار کرتی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''سلامتی ہے اُس کے لئے جو ہدایت کی راہ چلا۔'' فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور ہم نے آپ کو حاجتمند پایا تو ہدایت میں غنی کر دیا۔'' غنایت و ہدایت و ولایت و عنایت کے یہ تمام مراتب مرشدِ کامل تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے کنہٗ کلمہ طیب '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' سے کھول کر دکھا دیتا ہے۔ معرفت

الٰہی کا یہ مرتبہ وصالِ کل ہے۔

بیت :- ''اگر تُو صاحبِ دید ہے تو میری طرف دیکھ کہ میری نظر سیم و زر سے بہتر ہے۔''

صاحبِ عنایت و صاحبِ ہدایت عارف باللہ اور اہلِ وصال و صاحبِ وہم و صاحبِ وحدتِ خیال لا اُبالی فقیر کے لئے ہر دم جان اور ہے اور مکان اور ہے، عیان اور ہے اور جہان اور ہے، بیان اور ہے اور زمان اور ہے، حال اور ہے اور قال اور ہے، احوال اور ہے اور جمال اور ہے، طلب اور ہے اور طاعت اور ہے، ذکرِ مذکور اور ہے اور فکرِ حضور اور ہے، تجلیٔ انوار اور ہے اور شرفِ دیدار اور ہے، مشاہدہ اور ہے اور معراج اور ہے، فنا اور ہے اور بقا اور ہے۔ فقر کے اِس مرتبے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام بھی نہیں پہنچ سکے۔ لے فرمانِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے :- ''میری اُمت کے علما انبیائے بنی اسرائیل جیسے ہیں۔'' اُمتِ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے یہ علما روشن ضمیر فقرا ہیں۔

بیت :- '' اُنہوں نے ہر مقام تصورِ اسم اللہ ذات سے حاصل کیا ہے اور اُن کا

لے :- عارف باللہ اولیا اللہ کی تصانیف میں اکثر اِس قسم کی تحریریں سامنے آتی رہتی ہیں جنہیں پڑھ کر یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ شاید اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اولیا اللہ کا مرتبہ پہلے انبیائے کرام سے افضل ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ انبیائے کرام کے مراتب پر اولیائے کرام ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ اِس قسم کی تحریروں میں جہاں کہیں بھی انبیائے کرام کا نام آتا ہے، اُس سے مراد انبیا کی ذات یا اُن کا مرتبۂ نبوت ہرگز نہیں ہوتا بلکہ طالبانِ مولیٰ کا وہ مرتبہ مراد ہوتا ہے جس کی تعلیم انبیائے کرام طالبانِ مولیٰ کو عملی طور پر دیتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ مزید شرح کے لئے دیکھیے مترجم کی تصنیف :- ''تفہیم الکلامِ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ۔''

فقر تصرف کے باعث کامل ہوا ہے۔''

فرمانِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے :۔'' فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔''

ابیات :۔(۱) ''نفس امارہ کو اگر صورت و سیرت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ کافر و بے حیا ہے۔'' (۲) '' صورت میں یہ دیو ہے، سیرت میں یہ خبیث جن ہے اور عمل میں یہ منکرِ توحیدِ قرآن و حدیث ہے ۔'' (۳) ''نفس مطمئنہ طاعت بردار ہے جو انبیا اور صاحبِ نظر اولیا اللہ کو حاصل ہوتا ہے۔'' (۴) '' اصل کام نفس کو جاننا اور پہچاننا ہے اور اُسے اپنا رفیق و راہبر بنانا ہے۔'' (۵) ''جب تُو اِس مرتبے پر پہنچ جائے کہ نفس و قلب و روح تجھ سے متفق ہو جائیں تو تُو اولیا اللہ کا خطاب پائے گا۔'' (۶) ''جب ہر دم کے ساتھ نفس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے تو ایسی نماز سے وحدتِ خدا تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔'' (۷) '' اور نفس و قلب و روح پکارنے لگتے ہیں کہ لائق حضوری یہی نماز ہے۔'' (۸) ''اِسے صاف دلی کا مرتبہ کہتے ہیں اور خدا یہ مرتبہ عارفوں کو عطا کرتا ہے۔'' (۹) ''مَیں نے قلم سے پوچھا کہ تیرا چہرہ کالا کیوں ہے؟ قلم نے جواب دیا کہ میری رو سیاہی تیرے گناہوں کی کتابت کی وجہ سے ہے۔'' (۱۰) ''مراتب کو چھوڑ کہ وحدتِ حق اِس سے بہت آگے ہے جہاں عین بعین اور نظر بنظر مشاہدہ ہے۔'' (۱۱) ''مرشد اپنے طالبوں کو استغراقِ فنافی اللہ اور وحدتِ حضور تک ضرور پہنچاتا ہے۔''

علمِ معاملہ اور علمِ عبادات سے دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا کہ یہ علم ایک درجہ ہے جو بہارِ بہشت کے حصول کا ذریعہ تو ہے لیکن معرفتِ دیدار، علمِ تصوف، قربِ الٰہی، توفیقِ الٰہی، انوارِ دیدار، نورِ حضور اور علمِ تحقیق سے بے خبر ہے۔''

ابیات:- (۱) ''مَیں نے ہر علم کو اپنی باطنی توفیق سے تحقیق کیا ہے کہ مَیں کامل فقیر ہوں کوئی لاف زن نہیں۔'' (۲) ''کل وجز کی ہر چیز میری نظر میں رہتی ہے کہ مَیں مجلسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہروقت موجود رہتا ہوں۔'' (۳) ''کعبہ میرے دل میں ہے جس میں ذاتِ الٰہی جلوہ گر ہے، مَیں ہر وقت حضورِ حق میں حاضر رہ کر لقائے الٰہی سے مشرف رہتا ہوں۔'' (۴) ''اے طالب! تُو جلدی کر اور مجھ سے اپنا مقصود طلب کر تا کہ مَیں تجھے ایک ہی توجہ سے روشن ضمیر کر دوں۔''

ہاں یہ درست ہے کہ نفس کا مارنا اور سونے چاندی کی کیمیا گری کے لئے پارے کا مارنا بے عمل و ناقص عامل کے لئے بہت مشکل و دشوار کام ہے لیکن ایک کامل کے لئے نفس کا مارنا، پارے کا مارنا اور طالبِ صادق کو پل بھر میں روشن ضمیر کر کے معرفتِ الٰہی سے بہرہ ور کرنا آسان کام ہے۔ صاحبِ تصورِ تحقیق وہ ہے جو کل وجز کی تمام مخلوقات اور تمام انبیاؑ و اولیا اللہ مومن مسلمانوں کی ارواح کو اپنے پاس حاضر کر سکتا ہے اور صاحبِ تصور با توفیق وہ ہے جو تمام فرشتوں اور تمام جنوں کو اپنے پاس حاضر کر سکتا ہے کہ عامل تصور و صاحبِ تصرف اہل حضور ہوتا ہے جو اہل قبور کی ارواح پر غالب ہوتا ہے۔ جو شخص اِن دو اعمال میں عامل و کامل ہے وہ اِس لائق ہے کہ وہ ہر طریق کی با توفیق دعوت پڑھے۔ دعوتِ منتہی میں عامل کامل فقیر ہر قسم کے کام کو ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم پر مکمل کر لیتا ہے چاہے وہ کام ملکِ سلیمانی کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانا ہی کیوں نہ ہو۔

ابیات:-(۱) ''مَیں شہسوار ہوں اور میرے ہاتھ میں دو دھاری تلوار ہے جس سے مَیں موذی کافروں کو قتل کرتا ہوں۔'' (۲) ''اگر کوئی صحیح طریقے سے دعوت پڑھ لے تو زمین و آسمان کی ہر چیز اُس کے تابع ہو جاتی ہے۔'' (۳) ''عمل دعوت کا

عامل کوئی کامل فقیر ہی ہوتا ہے کہ یہ مرتبہ روشن ضمیر اولیا اللہ ہی کو نصیب ہوتا ہے۔'' (۴) ''اگر میں جذب وقہر سے دعوت پڑھ دوں تو میری ایک ہی توجہ کی دعوت سے ہر موذی قتل ہو جائے۔'' (۵) ''میری یہ توجہ ایسی تلوار ہے جو سر اُڑا کے رکھ دیتی ہے، اور یہ رابعہؒ و بایزیدؒ کی توجہ سے بڑھ کر مؤثر ہے۔'' (۶) ''دعوت اگر تصور سے پڑھی جائے تو دم بھر کی دعوت ہی کافی ہے، اہلِ ہوس ایسی دعوت کہاں پڑھ سکتے ہیں؟'' (۷) ''جو شخص دعوت پڑھتا ہے وہ ایسا صاحبِ نظر عامل ہو جاتا ہے کہ جس کے مطالعہ میں ہر وقت لوحِ محفوظ رہتی ہے۔'' (۸) ''دعوتِ قرآن وہ قدر دان اہلِ دعوت پڑھ سکتا ہے جو محرمِ راز اور صاحبِ نظر ہو۔'' (۹) ''ذاتِ حق کا متلاشی طالبِ مولیٰ عامل جب دعوتِ دم پڑھتا ہے تو اُس کا مطلوبہ کام پل بھر میں ہو جاتا ہے۔'' (۱۰) ''دعوتِ دم کا پڑھنا خود فروشوں کا کام نہیں کہ یہ کام کوئی دل خروش ہی کر سکتا ہے۔'' (۱۱) ''اگر تُو مجھ سے سوال کرے کہ اے باھُو! خدا کے واسطے مجھے دعوتِ دم سکھا دے تو میں تجھے یہ منصب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے دلوا دوں گا۔'' (۱۲) ''جب کوئی طلبِ دیدار میں دعوتِ دم پڑھتا ہے تو اُس پر خدائے واحد مہربان ہو جاتا ہے۔'' (۱۳) ''جب کوئی طلبِ دیدار میں دعوتِ دم پڑھتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جملہ اصفیاؑ کی معیت میں اُسے شرفِ ملاقات بخشتے ہیں۔'' (۱۴) ''جب کوئی طلبِ دیدار میں دعوتِ دم پڑھتا ہے تو تمام مخلوق اس کی تابع فرمان ہو جاتی ہے۔'' (۱۵) ''جب کوئی طلبِ دیدار میں دعوتِ دم پڑھتا ہے تو آسمانوں کے فرشتے اُس کے پاس دست بستہ حاضر ہو جاتے ہیں۔'' (۱۶) ''اِس قسم کی دعوتِ دم جب رواں ہو جاتی ہے تو تمام جہان صاحبِ دعوت کے زیرِ تصرف آ جاتا ہے۔'' (۱۷) ''ایسی لارجعت ولاسلب و لازوال دعوتِ دم عارف واصل ہی

پڑھتے ہیں۔" (۱۸) "عقلمندوں کے لئے یہی ایک بات ہی کافی ہے کہ جو شخص دعوت دم پڑھنا نہیں جانتا وہ محض لاف زن ہے۔"

شرحِ مست فقیر اہلِ توحید ومست فقیر اہلِ تقلید

مست فقیر کامل اپنی توجہ اور نظر سے طالب اللہ کو مجلس حضوری میں پہنچا کر بارگاہِ خداوندی سے اُس کا ہر مقصود ولوا دیتا ہے۔ طالب مست فقیر علم سے تین سبق پڑھ کر ایسا روشن ضمیر ہوتا ہے کہ اُس سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔ پہلا سبق "مطالعۂ موت ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔" دوسرا سبق "مطالعۂ معرفت" ہے کہ صاحبِ معرفت اپنے وعدے کے خلاف نہیں چلتا۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ " تم میرا عہد پورا کرو، مَیں تمہارا عہد پورا کروں گا۔" تیسرا سبق "مطالعہ و مشاہدۂ انوارِ حضور" ہے۔ فرمان حق تعالیٰ ہے:۔ "اَللّٰہُ (اسمِ اللہ ذات) نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اُس نور کی مثال یوں ہے کہ جیسے ایک طاق ہے جس میں چراغ رکھا ہوا ہے۔" بعض عارفوں کو تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے انوارِ محبت و معرفت کا مشاہدہ خواب میں نصیب ہوتا ہے اور وہ عین بعین دیدارِ الٰہی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ رات دن خواب دیکھا کریں کہ اُن کے خواب عین عبادت و ثواب ہوتے ہیں اور نوم العروس کی طرح اُن کے خواب غفلت و ظلمت کا پردہ چاک کرنے والے ہوتے ہیں۔

فرمانِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:۔ '' میری آنکھ تو سوتی ہے مگر میرا دل جاگتا رہتا ہے۔'' بعض عارفوں کو تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے انوارِ محبت و معرفت کا مشاہدہ اور دیدارِ الٰہی کا شرف مراقبے میں حاصل ہوتا ہے۔ایسا مراقبہ ظاہر میں چشم پوشی اور باطن میں خونِ جگر نوشی ہوتا ہے کہ اُس میں عین بعین دیدارِ الٰہی ہوتا ہے۔ایسے صحیح صاحبِ مراقبہ کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ مراقبہ میں رہے اور اپنا سر مراقبہ سے ہرگز نہ اُٹھائے کہ اُس کا مراقبہ بالیقین و باعتبار محرمِ اسرارِ پروردگار ہوتا ہے۔ بعض عارفوں کو تصورِ اسمِ " اَللّٰہُ" کے ذریعے انوارِ معرفت و محبت و معراج کا مشاہدہ کھلی آنکھوں سے ہوتا ہے۔ایسا عارف ساکن لاھوت لامکان ہو کر اِس قدر صاحبِ توفیق و تحقیق مستِ دیدار ہوتا ہے کہ دنیا و عقبیٰ کی ہر نعمت اُس کی نظر میں بے وقعت و خوار ہوتی ہے۔[1] بعض عارفوں کو جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے محبت و مشاہدہ نصیب ہوتا ہے تو اُن کی چشمِ سر کھل جاتی ہے اور وہ مشرفِ دیدار ہو کر اہلِ راز بن جاتے ہیں۔ایسا عارف دنیا میں لامحتاج و بے نیاز ہوتا ہے۔

بیت:۔ '' جو شخص چاہتا ہے کہ اُسے دیدارِ خدا نصیب ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ جیتے جی مر جائے۔''

حدیث:۔ '' مرنے سے پہلے مر جاؤ۔'' حدیث:۔'' مرشد زندہ کرنے والا اور

---

[1]:۔ یہ آخری مرتبہ ہے جو درویش کا مقصود و مطلوب ہوتا ہے۔دوسرے سالکین جو باتیں خواب یا مراقبے میں دیکھتے ہیں وہ یہ ساری باتیں ظاہری آنکھوں سے اپنی روزمرہ زندگی میں دیکھتا ہے۔ کارگاہِ حیات میں ہر ایک پُرحکمت تصرف اُس کے سامنے ہوتا ہے اور خرد و وجدان دونوں اُس کے گواہ ہوتے ہیں کیونکہ اب جو علم آرہا ہوتا ہے وہ اُن کی رسائی سے بھی بلند ہوتا ہے اِس لئے اُن کی کارگزاری صرف تصدیق یا گواہی تک رہ جاتی ہے۔

مارنے والا ہوتا ہے، وہ قلب کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے۔ ''جو شخص اپنے نفس کو مار لیتا ہے وہ ہمیشہ دیدارِ پروردگار میں محو رہتا ہے، اُس کے وجود میں ہوا رہتی ہے نہ ہوس، اُس کے لئے قربِ الٰہی ہی کافی ہو رہتا ہے۔ ایسا شخص مرتبۂ الست کا مست ہوتا ہے۔

ابیات:۔(۱)'' مست ہمیشہ حضورِ حق میں ہوشیار رہتا ہے، بے شعور و احمق لوگ مست کہاں ہوتے ہیں؟''(۲)'' مستی قربِ خدا کا ایک مرتبہ ہے، احمق و بے حیا لوگوں کے نصیب میں یہ مرتبہ کہاں؟

مست کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض مست صاحبِ توفیق، بعض صاحبِ باطن تحقیق اور بعض اہلِ زندیق ہوتے ہیں۔ اہلِ توفیق مست زندہ قلب، روشن ضمیر اور آئینے کی طرح صاف دل ہوتے ہیں۔ بعض مست اہلِ روح ہوتے ہیں جو رحمتِ الٰہی میں سانس لیتے ہیں، اُن کا بال بال تسبیح و ذکر اللہ میں مشغول رہتا ہے اور وہ صحیح معنوں میں دیدارِ الٰہی سے مشرف رہتے ہیں اور بعض مست ہوائے نفس و شیطان کی مستی میں مبتلا ہو کر قربِ خدا کی مستی سے محروم رہتے ہیں۔

بیت:۔ ''بے شعور لوگوں کو حضوریٔ حق نصیب نہیں ہوتی کہ مغرور لوگ حضوری کے قابل ہی کہاں ہوتے ہیں؟''

کوئی مست ہوشیار ہوتا ہے، کوئی مست صاحبِ دیدار ہوتا ہے، کوئی مست طالبِ دنیائے مردار ہوتا ہے، کوئی مست نظار (صاحبِ نظر) ہوتا ہے، کوئی مست غرق فی التوحید پروردگار ہوتا ہے، کوئی مست ریا کار اہلِ زنار ہوتا ہے، کوئی مست مشکل گا وُعصار ہوتا ہے اور کوئی مست زیاں کار ہوتا ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک مست ہی راہِ حق کا جان نثار ہوتا ہے۔

بیت:۔ '' معرفتِ الٰہی کا محرم مست عارفِ حق ہوتا ہے، ایسا مست ہمیشہ

معرفتِ حق میں غرق رہتا ہے۔''

مرتبۂ مستی تک رسائی بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ قابلِ یقین اور قابلِ اعتبار مستی تصورِ اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ مست کا ورد و وظائف، ذکر فکر اور مراقبہ سے کیا کام؟ سر سے قدم تک مست فقیر کے وجود کے ساتوں اندام نور ہی نور ہوتے ہیں اور اُس کی ہر بات بارگاہِ الٰہی کا سوال جواب ہوتا ہے۔

بیت:۔ '' مَیں محرمِ رازِ مست اور اہلِ کرم عارف ہوں۔ ایسے مست کو کسی قسم کا غم نہیں ہوتا۔''

نفس پر امیر ایسے مست فقیر صرف طریقۂ قادری کے طالب مرید ہی ہوتے ہیں، دوسرے طریقوں کے طالب مرید اگر مرتبۂ فقر و مستی کا دعویٰ کریں تو وہ جھوٹے اور لاف زن ہیں۔ مقربِ حق مست فقیر کی آنکھ میں رات دن نیند نہیں آتی کہ اُس کی دونوں آنکھیں دو چراغوں کی مانند انوارِ تجلی سے جگمگاتی رہتی ہیں۔ یہ انتہائی لازوال مرتبہ اُس صاحبِ معرفت فقیر کا ہے کہ جسے مطلق وصال بعین جمال حاصل ہوتا ہے، اور یہ مرتبہ عاشق مست واصل باللہ عارف ولی اللہ کو روزِ الست سے حاصل ہے۔

شرحِ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اصلِ فقر، وصلِ فقر، اساسِ فقر اور فتحِ فقر یہ ہے کہ تُو نفس کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کو پالے اور معرفتِ '' اِلَّا اللّٰہُ '' کا جمال، قربِ حضوری و وصال اور مشاہدہ دیدارِ جمال حاصل کرلے۔

بیت:- ’’ اگر تیری طلب دیدارِ خداوندی ہے تو اے طالب! نفس کو چھوڑ دے اور اِدھر آجا۔‘‘

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- ’’ پس قتل کرو اپنے نفسوں کو۔‘‘ وہ کون سا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے ریاضت اختیار کئے بغیر یک دم نفس سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے؟ وہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کا علم ہے کہ جس کی تحقیق سے ایک ہی لمحہ اور ایک ہی پل میں دیدارِ پروردگار کا شرف حاصل ہوجاتا ہے۔ یہ ہدایت تصورِ اسمِ اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے اور اس پر عمل صرف عامل وکامل ہی کرتے ہیں۔ جان لے کہ فقر کے تین حروف ہیں اور ہر حرف کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہزار عزت وصد شرف حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:- ’’ فقر میرا فخر ہے اور فقر ہی میرا سرمایہ ہے۔‘‘ فقر اپنے آثار سے لائق معرفتِ مولیٰ دیدار ہے اور یہ تین حروف ’’ف ق ر‘‘ سے یوں پہچانا جا سکتا ہے کہ حرف ’’ف‘‘ سے فقیر پر فرضِ عین ہے کہ وہ فنائے نفس کرکے بقائے قلب، لقائے روح اور شفائے بدن حاصل کرے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں اُس کا ہم مجلس رہے۔ حرف ’’ق‘‘ سے قالب کو قبر بنائے، قلب کو قربِ حق سے سنوارے، قاتل نفس بن کر اس پر قہر برسائے اور قبلہ رُو ہو کر سربسجود رہے۔ ایسا ’’ق‘‘ قوائدِ فقر کا پہلا قاعدہ ہے اور حرف ’’ر‘‘ سے رویتِ رب العلمین سے عین حق الیقین اور راس نظری [1] سے شیطانِ لعین پر غلبہ ہے۔ فقیر کے وجود میں باعدل محاسبہ کے لئے قاضی حق وحق شناس و انصاف پسند وامین گواہ طلب کرتا ہے، ایک گواہ ادب ہے اور دوسرا گواہ حیا ہے اور یہ چیز

---

[1]:- راس دیدن = راس فارسی زبان میں راستے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ راستہ دیکھ کر چلنا۔ یہاں مراد طریق فقر کی پاسداری ہے۔

اُس فقیر میں پائی جاتی ہے جو مرشدِ کامل کی مدد سے قربِ حق تعالیٰ کے اِس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ چکا ہو۔ اگر وہ فقر اور قربِ الٰہی کے اِس مرتبے سے منہ موڑ کر دنیا کی طمع و حرص و لذت کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عاق کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ فقر کے حرف ''ف'' سے فرعون و فضیحت، حرف ''ق'' سے قارون و قہرِ خدا اور حرف ''ر'' سے ردّ مردود، راندۂ درگاہ مثلِ ابلیس خبیث بنتا ہے۔

بیت:- '' راہِ فقر دو گام ہے، اِس راہ میں اگر کوئی ثابت قدم ہو کر سر کے بل چل سکے تو اُس کے لیے کوئی غم نہیں۔''

فقیر کے لئے دنیا ایک قدم ہے۔ فقیر دنیا سے قدم اُٹھا کر عقبیٰ میں رکھتا ہے اور پھر توکل اختیار کر کے عقبیٰ سے قدم اُٹھاتا ہے اور آدھے قدم پر معرفتِ توحید میں جا پہنچتا ہے اور پھر وہاں سے آدھا قدم چل کر فقر کے کامل مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے:- ''جب فقر کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔''

بیت:- '' اے ہوشمند عارف! دنیا و عقبیٰ دونوں کو چھوڑ دے کہ یہ دونوں مقامات عارفوں کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔''

ا :- ہر وہ شخص جو تصوف پر لکھنے کا شوق رکھتا ہے، اِس تنبیہ کو بار بار پڑھے۔ اکثر خام طالبوں کو دیکھا گیا ہے کہ اُن کے دماغ میں پیری مریدی کا شوق اُبھرتا ہے یا وہ تصوف پر لکھ کر خود کو عارف کہلوانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اُس وقت تک خام خیالی ہے جب تک کہ صاحبِ تصنیف لکھنے سے پہلے اُن تمام علومِ معرفت میں صاحبِ تجربہ نہیں ہو جاتا جنہیں وہ دوسروں کے لئے لکھنا چاہتا ہے۔ یہی حال کسی بلند مرتبہ روحانی شخصیت کے کلام کی شرح کا ہے۔ جب تک شارح کا شعور کتاب کے اصل مصنف کے شعور کے ساتھ ہمدم و ہمراز نہیں ہو جاتا اُس وقت تک تشریح ناقص و بے اثر رہے گی۔

علمِ تصوف کے مصنف کو چاہیے کہ پہلے وہ ہر علم کو اپنے عمل اور قبضہ وتصرف میں لا کر اُس کا معائنہ وتجربہ اور امتحان وآزمائش کرے تاکہ رجعت وپریشانی کا شکار نہ ہو اور اُس کے بعد ضبطِ تحریر میں لا کر کتاب تصنیف کرے۔ ۱؎ چنانچہ مَیں نے پہلے تصورِ اسمِ اللہ ذات کی قوتِ توفیق اور باطنی تحقیق سے بارگاہِ حق اور بارگاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علمِ باطن حاصل کیا، اُس کے بعد اُس علم کا مقابلہ وتکرار و ذکر جملہ انبیا و اولیا اللہ، جملہ اصحابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جملہ مجتہدین سے کیا اور ہر ایک کی نظر اور حضوری میں منظور کروا کے اور ہر ایک سے حکم واجازت لے کر اُس کو کتاب کی صورت دے کر مشتہر کیا ہے۔ جو کوئی اِس کتاب کو اخلاص کے ساتھ پڑھے گا ۱؎ اُسے ظاہری مرشد سے دست بیعت کرنے اور تلقین لینے کی حاجت نہیں رہے گی، وہ تمام دینی ودنیوی مراتب اِس کتاب سے پالے گا۔

ابیات:-(۱)'' مَیں ہر علم کو زیرِ عمل رکھتا ہوں اور ہر علم کو معرفتِ حق تعالیٰ کے حوالے سے پڑھتا ہوں۔'' (۲)'' اگر تُو دیدارِ الٰہی کا طالب ہے تو نفس کی پیروی چھوڑ دے تاکہ تجھے دیدارِ الٰہی نصیب ہو۔'' (۳)''اگر تُو لقائے الٰہی کا طالب ہے تو اپنے نفس کی غلامی چھوڑ دے تاکہ تجھے لقائے الٰہی حاصل ہو جائے۔'' (۴)''اگر تُو مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طالب ہے تو نفس کی پیروی کو چھوڑ کر دین پر استقامت اختیار کر۔'' (۵)''نفس کو چھوڑ اور تقویٰ اختیار کر تاکہ تُو فنا فی اللہ عارف فقیر بن جائے۔'' (۶)'' اگر تُو طالب ہے تو علم حاصل کر اور اسمِ اعظم ''یاحیُّ یاقیوم'' کو یاد کر۔'' (۷)'' اگر تُو ملک وملک کا خواہشمند ہے تو حضوری حاصل کر کہ حضوری سے تجھے آسمانوں کی حکومت بھی

۱؎ :- پڑھنا ہے تو بار بار پڑھنا ہے۔ بار بار پڑھنے سے سمجھ بڑھتی ہے اور فہم کھلتا ہے۔

حاصل ہو جائے گی۔'' (۸) ''اگر تُو کشف القبور کا طالب ہے تو تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے صاحبِ حضور ہو جا۔'' (۹) ''اگر تُو طی زمین کا طالب ہے تو نفس کو چھوڑ کر عارف رازبین ہو جا۔'' (۱۰) '' نفس سے چھٹکارا کس عمل سے ممکن ہے؟ ہر وقت تصورِ اسم اللہ ذات میں غرق رہنا۔'' (۱۱) ''جو شخص فقرِ لایحتاج سے بہرہ ور ہونا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ تصورِ اسمِ اللہ ذات میں فنا ہو جائے۔'' (۱۲) ''ہر علم اور ہر حکمت کا خلاصہ یہی ایک نکتہ ہے کہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کی حاضرات سے رازِ کن تک پہنچا جا سکتا ہے۔'' (۱۳) '' مَیں طالبانِ مولیٰ کو اللہ تعالیٰ کے امرِ کن کا مشاہدہ کرا کے بارگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچانے والا ہوں۔'' (۱۴) ''باھُو باتوفیق صاحبِ تحقیق مرشد ہے جو اپنے طالبوں کو ایک ہی نظر میں صاحبِ حضور بنا دیتا ہے۔''

لائق وسیلہ مرشد وہ ہے جو طالب اللہ کا ہاتھ پکڑ کر ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم پر حضوری میں پہنچا دے اور وصال و حضوری کے علاوہ اور کوئی راہ نہ جانے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ جان لے کہ علمِ تصوف کی اس تصنیف کے کلماتِ ربانی کا مطالعہ کرنے والا بلاشک وشبہ رازِ کن کی کنہ تک پہنچ جائے گا، علمِ تصوف کی اِس تصنیف کے کلام کی تاثیر سے پڑھنے والے کو بے شک روشن ضمیری کی بینائی، قلب کی صفائی، روح کی یکتائی اور سِرّ کی راہنمائی حاصل ہو جائے گی۔ علمِ تصوف کی اِس تصنیف کے کلام کی تاثیر سے پڑھنے والا بے شک اُسی وقت حضوری پا کر مشاہدہ و معرفت سے معراجِ قرب و وصال حاصل کر لے گا اور دونوں جہان کے احوال سے واقف ہو جائے گا۔

مثنوی:۔ '' توحیدِ مطلق اور قرب و وصال کا مرتبہ تب حاصل ہوتا ہے جب قال و حال اور وہم و خیال کو پیچھے چھوڑ دیا جائے اور مرتبۂ رویت و دیدار تب حاصل

ہوتا ہے جب تصورِ اسم اللہ ذات سے شغل کیا جائے۔"

الغرض جملہ علومِ قرآن، جملہ علومِ حیؔ قیوم نص وحدیث اور وہ تمام علوم جو لوحِ محفوظ اور عرش وکرسی پر مرقوم ہیں اور ماہ سے ماہی تک ملکِ خداوندی کے جملہ غیبی علوم و اسرارِ پروردگار اور تمام حکم احکام اور امورِ ظاہری و باطنی، نفسی وقلبی، روحی وسرّی اور اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوقات کے درمیان جاری تمام حکمتیں اور توریت وزبور وانجیل وفرقان کے تمام علوم اور چاروں اسمِ اعظم اسمِ اللہ ذات کی طے میں پائے جاتے ہیں۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو اپنی توجہ سے اسمِ اللہ ذات کی طے کو کھول کر طالب اللہ کو عین بعین دکھادے کیونکہ اسمِ اللہ ذات کے اندر نورِ الٰہی سمایا ہوا ہے جس تک رسائی کی توفیق محض اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا ہی سے ممکن ہے اور تماشائے احوالِ ازل، تماشائے احوالِ ابد، تماشائے احوالِ دنیا، تماشائے احوالِ عقبیٰ وبہشت، خاص علمِ لامکان قدرِ قدرتِ عیان، شرفِ لقا اور رازِ اِلٰہ سب کچھ اسمِ اللہ ذات کی طے کے اندر موجود ہے۔ مرشدِ مکمل اکمل وہ ہے جو طالب اللہ کو تصور وتصرف سے اسمِ اللہ ذات کی طے کھول کر دکھادے۔ بے شک راستی کی راہ اسمِ اللہ ذات سے کھلتی ہے کیونکہ اسمِ اللہ ذات ایک لازوال حقیقت ہے۔ مرشدِ جامع جمعیت بخش وہ ہے جو طالب اللہ کو اسمِ اللہ ذات کی طے سے دین ودنیا کے خزانے اور معرفتِ الٰہی کے خزانے کھول کر عطا کردے۔ صاحبِ توفیق مرشدِ نورالہدیٰ وہ ہے جو اسمِ اللہ ذات کی طے سے معرفتِ الٰہی کے خزانوں کی حقیقت کھول کر طالب اللہ کو دکھادے۔ کامل اہل اللہ ولی اللہ اہلِ توحید کے ہاتھ میں کلیدِ توجہ ہوتی ہے جسے وہ اسمِ اللہ ذات کی طے سے ہر طرح کا دقیق علم عطا کردیتا ہے جس کی وجہ سے طالب اللہ عمر بھر کے لئے لامحتاج ہوجاتا ہے اور کبھی خطا نہیں کرتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "اسم

اللہ ذات پاک وطیب شے ہے جو پاک وطیب جگہ کے بغیر قرار نہیں پکڑتا۔'' علمِ دعوت اہل قبور، علمِ کیمیائے اکسیر اور علمِ تکسیر کے جملہ علوم اسمِ اللہ ذات کی طے میں پائے جاتے ہیں۔ مرشدِ عارف فقیر جب اسمِ اللہ ذات کی طے کو کھولتا ہے تو اہل قبر روحانی جثے کے ساتھ قبر سے باہر نکل آتا ہے اور دعوت پڑھنے والے فقیر کا ہم مجلس ہو کر اُس سے ہم کلام ہوتا ہے اور یوں اہل قبر روحانی سے ہر طرح کی حاجت براری حاصل کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ سالہا سال کی مدت سے مَیں طالبانِ مولیٰ کا متلاشی ہوں لیکن ابھی تک مجھے وسیع حوصلے والا لائق تلقین طالبِ صادق نہیں ملا جسے معرفت و توحیدِ الٰہی کے ظاہری و باطنی خزانوں کی نعمت و دولت کا نصاب بے حساب عطا کر کے تبرکاتِ الٰہی کی زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حق سے اپنی گردن چھڑاوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے لطف و کرم اور فیض و فضل سے مرشدی کے کامل و مکمل و اکمل و جامع و نورالہدیٰ مراتب سے نواز کر راہِ حق کی راہبری کے لئے تیار فرمایا ہے، اگر کوئی معرفتِ دیدارِ مولیٰ اور مقام غرق فنا فی اللہ کے لائق عالم فاضل طالب ہے تو میرے لئے اُسے پل بھر میں حضورِ حق میں پہنچا دینا کون سا مشکل کام ہے؟ لیکن افسوس کہ دنیا میں جیفۂ مردار کے طالب کتے بہت زیادہ ہیں۔ ہاں یہ بھی یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ خزائن اللہ پر تصرف رکھنے والا اللہ تعالیٰ کا خزانچی ولی اللہ عارف باللہ فقیر پورے اخلاص کے ساتھ انوارِ قربِ حضور اور انوارِ دیدارِ پروردگار کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہے اور سارا جہان اُس کی سخاوتِ تصرفِ خزانہ و دولت کا اُمیدوار رہتا ہے۔ پس فقیر استغراقِ فی اللہ سے کبھی فارغ نہیں ہوتا اور مشاہدۂ حضوری سے منہ موڑ کر خلق کی حاجت روائی کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتا جب تک کہ اِس کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

اجازت نہ ہو۔اگر کسی کا نصیب ازلی وفیض فضلی یاوری کر جائے اور فقیرِ کامل اس پر مہربانی کردے تو وہ دنیاو آخرت میں بے نیاز ولایحتاج ہو جاتا ہے۔جان لے کہ وِردو وظائف وتلاوت وذکر فکر اور مراقبہ ومکاشفہ کرنے والے حضرات کمالِ اعتقاد واخلاص اور عجز و انکسار کے ساتھ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر اور رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سینکڑوں آرزوئیں اور التجائیں پیش کرتے ہیں اور بے شک اُن کی دعائیں ایک ہفتہ یا ایک ماہ یا ایک سال تک شرفِ قبولیت بھی پا جاتی ہیں لیکن تصورِ اسم اللہ ذات میں غرق رہنے والے مقربِ الٰہی فقیر کو دعا و بددعا سے کیا واسطہ؟ کہ فقیر کے جملہ کام قربِ الٰہی کی بدولت محض نظر ونگاہ سے ہو جاتے ہیں۔ فقیر کو توجہ حضوری اور توفیقِ الٰہی کے چند مراتب حاصل ہوتے ہیں۔جو فقیر قرب اللہ حضور سے توجہ کرنا جانتا ہے اُس کی توجہ قیامت تک نہیں رکتی۔اگر وہ کسی کے حق میں حضورِ حق سے توجہ کردے تو اُس کا کام اُسی وقت ہو جاتا ہے۔دوسرے فقیر کو قوتِ تصرف حاصل ہوتی ہے،اگر وہ کسی کے حق میں بخشش تصور کردے تو قیامت تک اُس کی آل اولاد بھی لایحتاج ہو جاتی ہے۔ تیسرے فقیر کو قوتِ وہم حاصل ہوتی ہے،وہم وحدتِ حق سے علمِ لدنی کی الہامی واردات ہوتی ہے۔ فقیر کے تمام مطالب وہم والہام ہی سے پورے ہوتے ہیں۔جیسا کہ فرمایا گیا ہے:۔"الہام نیک دل کے اندر بلا کسب القا ہونے والے خیر کو کہتے ہیں۔" چوتھے فقیر کو معرفتِ اللہ وصال کے باعث تفکر و دلیل وخیال کی قوت حاصل ہوتی ہے اور دلیل کی یہ قوت لازوال ہوتی ہے۔جان لے کہ فقر کے تین حرو ف ہیں۔"ف ق ر"۔حرف "ف" سے فنائے نفس کہ وجود میں نہ رہے ہوا اور نہ رہے ہوس،اللہ بس۔حرف "ق" سے قدرتِ سِرّ اسرارِ خدا،سر تا قدم مشاہدۂ انوارِ دیدارِ پروردگار میں غرق اور حرف "ر" سے روشن ضمیر عالمِ علم کیمیائے اکسیر و عالمِ علم تفسیر باتاثیر۔یہ ہیں

معنی ''فقیر بر کونین امیر'' کے۔ مرشدِ کامل طالبِ صادق کو ہر شب و روز ظاہر و باطن کا عظیم مرتبہ عطا کر کے خزائن اللہ کے تصرف سے نوازتا رہتا ہے تاکہ طالب بے جمعیت و پریشان نہ ہو اور ہمیشہ مشاہدۂ حضوری میں غرق رہے۔ طالب کو چاہیے کہ وہ صاحبِ تحقیق ہو اور مرشد کو چاہیے کہ وہ صاحبِ توفیق ہو، '' اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ''[1] کے مرتبے پر فائز ہو۔

بیت:- '' باھُو نے نعمتِ فقر کو بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محرمِ اسرار ہوا۔''

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- '' یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کا، عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل کا مالک ہے۔'' ہزراں ہزار و بے حد و بے شمار لوگ فقر کے نام سے واقف ہوئے لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی فقر کے کمال تک پہنچا، فقر کو حاصل کیا، فقر کو دیکھا بھالا اور فقر سے لذت اندوز ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- '' فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔'' یاد رہے کہ فقر کے دو مرتبے ہیں، ابتدا میں عاشق اور آخر میں معشوق۔ عاشق کی ریاضت دیدارِ الٰہی ہے، عاشق پر ذکر فکر اور ورد و ظائف حرام ہیں، عاشق کا نیک و بد اور طلب و مطالب سے کیا کام؟

ابیات:- (۱) '' قلب اگر قربِ خدا سے خالی ہو اور نفس ہوا و ہوس کا اسیر ہو تو روح وحدتِ خدا سے بے خبر رہتی ہے۔'' (۲) '' اگر تُو فقر کا طالب ہے تو نفس و قلب و روح کو چھوڑ دے کہ فقر تو سراسر توحیدِ سِرّ کا نام ہے۔'' (۳) '' فقر کو گدا کیوں سمجھتا ہے؟ فقر تو سلطان ہے اور اس کی بادشاہی ملکِ بقا پر ہے۔'' (۴) '' مقامِ فقر ذکر و فکر کا مقام

[1]:- ترجمہ = بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

نہیں کہ اِس مقام پر جو بھی پہنچتا ہے وہ خدا کو دیکھتا ہے۔"(۵) "اگر کوئی مجھ سے یہ پوچھے کہ کیا تُو نے خدا کو دیکھا ہے؟ تو مَیں کہوں گا کہ ہاں میری آنکھوں نے جی بھر کے خدا کا دیدار کیا ہے۔"

مرتبۂ فقر مرتبۂ معشوق ہے۔ معشوق کو جس چیز کی خواہش ہو عاشق اُسے مہیا کر دیتا ہے بلکہ معشوق کے دل میں جو خیال بھی گزرتا ہے عاشق کو اُس کی خبر ہو جاتی ہے اور وہ اُس کی خواہش کو ایک ہی نگاہ میں پورا کر دیتا ہے۔ [۱] عاشق اور معشوق میں کیا فرق ہے؟ "یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ" [۲] کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عاشق و معشوق تو ایک دوسرے میں پیوست اور ایک دوسرے میں غرق ہوتے ہیں جب کہ عالم کا دل اوراق کتاب میں الجھا رہتا ہے۔ فقر کسے کہتے ہیں اور فقر کی انتہا کیا ہے؟ فقر دو قسم کا ہوتا ہے، ایک خلق پسند اور دوسرا پسندِ خالق۔ چنانچہ فقیر کی دو نشانیاں ہیں ایک احکامِ الٰہی کی تعظیم اور

[۱]:- الہامی رسالہ "روحی" کے آخر میں حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-
"و بہ منزلِ فقر از بارگاہِ کبریا حکم شد کہ تُو عاشقِ مائی۔ ایں فقیر عرض نمود کہ عاجز را توفیق عشقِ حضرتِ کبریا نیست۔ باز فرمود کہ تُو معشوقِ مائی۔ باز ایں عاجز ساکت ماند۔ پرتو شعاعِ حضرتِ کبریا بندہ را ذرہ وار در ابحار استغراق مستغرق ساخت و فرمود تُو عینِ ما ہستی و ما عینِ تُو ہستیم، در حقیقت حقیقتِ مائی و در معرفت یارِ مائی و در ھُو صیر ورتِ سرِّ یا ھُو ہستی۔" ترجمہ:- "اور منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا کہ تُو ہمارا عاشق ہے؟ اِس فقیر نے عرض کی کہ عاجز کو حضرتِ کبریا کے عشق کی توفیق نہیں۔ فرمایا تُو ہمارا معشوق ہے؟ پھر یہ عاجز خاموش رہا تو حضرتِ کبریا کی شعاع کے عکس نے بندہ کو ذرے کی طرح استغراق کے سمندروں میں مستغرق کر دیا۔ فرمایا تُو ہمارا عینِ ذات ہے اور ہم تیری ذات کے عین ہیں۔ حقیقت میں تُو ہماری حقیقت ہے اور معرفت میں تُو ہمارا یار ہے اور ھُو میں یا ھُو کا راز ہے۔

[۲]:- ترجمہ = اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

دوسرے خلقِ خدا پر شفقت کیونکہ فرمایا گیا ہے:- "اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرو-" اور یہ بھی فرمایا گیا ہے:- "اچھا خُلق نصف اسلام ہے-" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "محبوب! بے شک آپ خُلقِ عظیم کے مالک ہیں -" خُلقِ عظیم قلبِ سلیم کا مرتبہ تسلیم و رضا ہے اور یہی وہ مرتبہ صراطِ مستقیم ہے جس پر انعام یافتہ لوگ گامزن رہے ہیں-

مزید شرحِ دعوت

جان لے کہ یہ پانچ خزانے اللہ تعالیٰ جن پانچ اشخاص کو عطا کرتا ہے اُنہیں اللہ تعالیٰ کے خزانچی کہا جاتا ہے، یہ لوگ اتنے لایحتاج ہوتے ہیں کہ نہ کسی سے التجا کرتے ہیں اور نہ کسی سے کوئی غرض رکھتے ہیں اور اگر کسی پر اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے مہربانی فرمادیں تو وہ بھی لایحتاج ہو جاتا ہے- وہ پانچ اشخاص یہ ہیں، (۱) فقیرِ کامل، (۲) اہلِ دعوت عامل، (۳) کیمیا گر، (۴) صاحبِ سنگ پارس، (۵) بادشاہ- اِن میں سے فقیرِ کامل کو چھوڑ کر باقی چاروں اشخاص فقیر کے محتاج ہیں اور فقیر ان چاروں پر غالب و امیر ہے- یہ مراتب صرف طریقہ قادری میں پائے جاتے ہیں- ہر تصنیف ذکر اذکار اور رسمی قیل وقال پر مشتمل ہوتی ہے لیکن اِس فقیر کی تصنیف میں اللہ حیٌّ قیوم کی حضوری کا علم مندرج ہے، نہ تو مَیں نے کسی کی تصنیف سے کوئی نکتہ سلوک چرایا ہے اور نہ کسی چور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے بلکہ مَیں حق تک پہنچا ہوں، حق سے معلوم کیا ہے، حق لایا ہوں اور حضورِ حق سے لذتِ لقاء کا مزہ چکھا ہے اور ماسویٰ اللہ ہر چیز سے لاتعلق ہوں-

بیت:- "اے باھُو! میرے لئے بس یہی مرتبہ کافی ہے، اِن مراتب کو بھلا

ایک ناپختہ آدمی کہاں سمجھ سکتا ہے؟''

سن! طالب اللہ پر فرضِ عین ہے کہ وہ سب سے پہلے مرشدِ کامل تلاش کرے چاہے اِس غرض سے اُسے مشرق سے مغرب تک میلوں کا سفر کرنا پڑے۔ پس اے طالب! سب سے پہلے مرشدِ کامل تلاش کر۔ مرشدِ کامل کو اِن آثار سے پہچانا جا سکتا ہے، (۱) مرشدِ کامل طالب اللہ کو کیمیائے سیم وزر کے بے شمار خزانے بخش دیتا ہے، (۲) مرشدِ کامل طالبِ صادق کو توفیقِ تقویٰ بخش کر حور و قصور اور دیگر نعمائے بہشت تک پہنچاتا ہے، (۳) مرشدِ کامل طالب اللہ کو نگاہِ التفات سے غرق فنا فی اللہ کر کے انوارِ دیدارِ پروردگار سے مشرف کرتا ہے جو مرشد طالب اللہ کو تین روز میں یہ تینوں مراتب عطا کر دے وہ صاحبِ نظر عارف باللہ مرشد ہے۔ یاد رہے کہ اگر کسی شخص کو دین و دنیا کی کوئی مشکل پیش آجائے تو اُس کی مشکل کشائی کرنے یا کوئی عاجز مفلس گدا اگر مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ملکِ سلیمانی جیسی بادشاہی حاصل کرنا چاہے تو اُسے بادشاہی عطا کر دینے یا اگر کوئی ہفت اقلیم کا بادشاہ کسی فقیر ولی اللہ سے دشمنی عداوت رکھتا ہو تو اُسے بادشاہی سے معزول کر دینے اور ایسے ہی دیگر مناصب و درجات و احکام و خدمات کے جملہ امور کی چابی فقیرِ کامل اہل توحید کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ صاحبِ باطن فقیروں کو باطنی توجہ سے علمِ غیب کے معاملات اور ماضی حال اور مستقبل کے حالات کئی طرح سے معلوم ہوتے ہیں، بعض کو استخارہ سے، بعض کو تصورِ اسم اللہ ذات سے، بعض کو مراقبہ سے، بعض کو لوحِ محفوظ کے مطالعہ سے، بعض کو فرشتوں کے الہام سے، بعض کو قربِ اللہ کے اوہام سے، بعض کو تلاوتِ آیاتِ قرآن سے، بعض کو انبیاؑ و اولیا اللہ کے پیغام سے، بعض کو بالائے عرش جوابِ باصواب سے، بعض کو جمعیتِ حضوری ربِّ جلیل کی دلیل سے، بعض کو وہمِ

وحدتِ حق سے، بعض کو تصور و تصرفِ حضور سے، بعض کو آگاہی سے، بعض کو نگاہ سے، بعض کو عیاں مشاہدہ سے، بعض کو استغراقِ لاھُوت لامکان سے اور بعض کو صاحبِ قوت العلوم فقیر کی قبر پر سوار ہو کر دعوتِ اہلِ قبور پڑھنے سے جملہ احوال معلوم ہوتے ہیں جنہیں زیرِ عمل لا کر وہ اشتغال اللہ میں محو رہتے ہیں۔

ابیات:- (۱)''جو فقیر اس راہ سے واقف نہیں وہ خام ہے اور اُس کا کام لوگوں سے مال و دولت بٹورنا ہے۔''(۲)''صاحبِ نظر کامل فقیر کسی سے التجا ہرگز نہیں کرتا کہ وہ لا یحتاج ہوتا ہے۔''(۳)''باعیاں فقیر جو چاہتا ہے حکمتِ الٰہیہ کے تحت کر گزرتا ہے جب کہ عاجز فقیر بیان و دعا سے کام لیتا ہے، لہٰذا باعیاں مرشد کے سامنے دم نہ مار۔''

جہاں عیاں ہے وہاں کیا حاجتِ بیان ہے؟

بیت:- '' فقیرِ کامل بے نصیبوں کو بانصیب بنا دیتا ہے اور انہیں قربِ الٰہی اور قربِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔''

فقیرِ کامل و طالبِ کامل کا ہر ظاہری مرتبہ توفیق سے ہوتا ہے لیکن باطن میں وہ جو کچھ دیکھتا ہے اور اُسے جس چیز کا حکم ہوتا ہے وہ حضوری و تحقیق سے ہوتا ہے اس لئے وہ جو کچھ ظاہر باطن میں دیکھتا ہے اسی طریق سے دیکھتا ہے۔ جو فقیر دعوتِ کامل پڑھنے میں عامل، صاحبِ توجہ اور صاحبِ حکم ہو اُسے نصابِ زکوٰۃ، شمارِ وقتِ سعد و نحس، حسابِ بروج و کواکب، دور بدور و بذل و قفل، کھانے میں انتخابِ حیواناتِ جلالی یا حیواناتِ جمالی یا حیواناتِ کمالی، احتیاطِ غسل و نمازِ دوگانہ، حفاظتِ رجعت و سلب و آسیب، روزے رکھنے، خلوت نشین ہو کر چلے کاٹنے اور مجاہدہ کرنے کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ یہ سب امور

باعثِ وسوسہ وخطرات و وہمات ہیں جنہیں خام و ناقص و ناتمام لوگ اختیار کرتے ہیں۔

بیت:۔ ''مَیں علمِ دعوت کا عامل و کامل فقیر ہوں اس لئے مَیں ہر روحانی پر غالب ہوں اور ہر روحانی پر میرا حکم چلتا ہے۔''

علمِ دعوت پڑھنا اور ہر بلا و ہر آفت سے محفوظ رہ کر باشعور رہنا کاملوں کا کام ہے۔ اگر کوئی تلوار سے سر بھی اُڑا دے تو تب بھی ناقص کے لئے بہتر ہے کہ دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے۔ اگر کوئی دعوت پڑھنے کے عوض ہزار طلائی دینار بھی دینا چاہے تو ناقص کے لئے بہتر ہے کہ دینار ٹھکرا دے اور دعوت نہ پڑھے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان تیس ہزار سال تک علمِ دعوت پڑھتا رہا اور تیس ہزار سال تک فرشتوں کو بھی پڑھاتا رہا لیکن اِس علم سے اُس کے وجود میں سکر و مستی، انا و کبر و ریا و عجب و ہوا بھر گئی جس نے اُسے امرِ خداوندی اور سجدۂ آدمؑ سے باز رکھا۔ پس معلوم ہوا کہ علم ایک فرمان ہے اور عالم فرمانبردار، اور یہ علم معرفت و محبت و توحید و ہدایت کا علم ہے۔

ابیات:۔ (۱) ''علم ایک پیغام ہے جس کا تعلق جاننے اور بیان کرنے سے ہے، علم کے سہارے سے کبھی کوئی عالم صاحبِ دیدار نہیں ہو سکا۔'' (۲) ''علم سوال و جواب کی گفتگو ہے، علم سے کبھی کوئی عالم واصل باللہ نہیں ہو سکا۔'' (۳) ''علم حروف کا مجموعہ ہے جو سطور اوراق میں نظر آتا ہے، علم سے کبھی کوئی عالم غرق فنا فی اللہ نہیں ہو سکا۔'' (۴) ''معرفت نور ہے اور عارف صاحبِ حضور، جہاں ذکر و فکر و شعور کی رسائی نہیں۔'' (۵) ''علم ایک ذکر ہے جس کا مقصود معرفت ہے، عالم وہ ہے جو صاحبِ معرفت ہے۔'' (۶) ''علم تو فقط علمِ توحید ہے جس کی تعلیم مجھے اللہ تعالیٰ نے دی، اِس کے علاوہ جو بھی علم ہے وہ محض ہوا و ہوس ہے۔'' (۷) ''علم پر غرور نہ کر کہ مَیں ایک ہی نظر میں سینے سے تمام

علم سلب کر لیتا ہوں۔''(۸)''علم تو بس عین العلم ہی ہے کہ یہ عین حیات ہے اور یہی وہ علمِ توحید ہے جو ذاتِ الٰہی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔''

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔''ذاتِ الٰہی کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اِس لئے تم اُسی کو اپنا کارساز بناؤ۔''

بیت:۔'' اسمِ اللہ ذات طالب اللہ کو اللہ تعالیٰ کی حضوری میں اِس طرح غرق کرتا ہے کہ طالب اللہ کا وجود سراسر نورِ ذات بن جاتا ہے۔''

یاد رہے کہ جس فقیرِ کامل کو قربِ الٰہی حاصل ہو اُسے دعوت پڑھنے کی حاجت ہی کیا ہے؟ بلکہ دعوت پڑھنے، شب و روز خلوت میں بکثرت چلے کاٹنے، لاکھوں کی تعداد میں سوار و پیادہ فوج اور مست ہاتھیوں کے لشکر جمع کرنے اور اُن پر سیم و زر و نقد و جنس کا بے شمار سرمایہ خرچ کرنے سے فقیرِ کامل کی ایک توجہ بہتر ہے۔ جو فقیرِ کامل کنہٗ قربِ اللہ ذات، کنہٗ کن اور کنہٗ کلمہ طیبات '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' سے توجہ کرنا جانتا ہے اُس کی توجہ میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے جو قیامت تک نہیں رکتی۔ یہ ناقص لوگ ترتیب سے علمِ دعوت پڑھتے ہی نہیں اور نہ ہی پڑھنا جانتے ہیں۔ جو کوئی توجہ دے کر نفس کی زبان سے علمِ دعوت پڑھتا ہے اُس کے پاس جنوں کے غیبی لشکر جمع ہو جاتے ہیں، ایسی دعوت کا پڑھنا اہلِ ناسوت کا کام ہے۔ جو کوئی توجہ دے کر تصورِ قلب اور قلبی زبان سے علمِ دعوت پڑھتا ہے، کل و جز کے تمام موکل فرشتے اُس کے گرد حلقہ بنا کر جمع ہو جاتے ہیں اور اُس کی خاطر وہ بھی دعوت پڑھنے لگتے ہیں، ایسی دعوت کو دعوتِ قبول کہا جاتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔''فرمایا! مَیں تمہارا رب ہوں، تم مجھ سے دعا مانگو، مَیں قبول کروں گا۔'' جو کوئی توجہ، تصور اور تصرف کے ساتھ روحی زبان سے دعوت پڑھتا

ہے تمام انبیاؑ و اولیا اللہ اور تمام مومن مسلمانوں کی ارواح جمع ہو کر اُس کے گرد حلقہ بنا لیتی ہیں اور اُس کی مدد کے لئے اُس کے ساتھ وہ بھی علمِ دعوت پڑھنے لگتی ہیں، ایسی دعوت ایک ہی دم میں اور ایک قدم پر توفیق و تحقیق کے ساتھ مستجاب ہو جاتی ہے چاہے مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی ملکِ سلیمانی جیسی حکومت کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کے لئے پڑھی جائے۔ جو کوئی سرّی زبان کے ساتھ کنہ تصورِ اسم اللہ ذات سے علمِ دعوت پڑھتا ہے تو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو جاتا ہے اور پل بھر میں اُس کا باطن نور ہو جاتا ہے، ایسے اہلِ دعوت کو حضور القلب کہتے ہیں۔ جو کوئی نوری زبان کے ساتھ تصورِ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علمِ دعوت پڑھتا ہے تو بے شک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس و معظم و مکرم روح مبارک اور چھوٹے بڑے تمام اصحابِ کرام بمع اصحابِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواحِ مبارکہ اُس کے گرد گھیرا ڈال کر اُس کی امداد میں اُس کے ساتھ بار بار آیاتِ قرآن کے ذریعے علمِ دعوت پڑھتی ہیں۔ ایسی دعوت اگر ایک بار پڑھ لی جائے تو قیامت تک اُس کا عمل جاری رہتا ہے۔ یہ وہ مرتبہ ہے کہ جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے:۔ '' فقرا کی زبان اللہ کی تلوار ہے۔'' اور کسی کی زبان اللہ کی تلوار اُس وقت بنتی ہے جب باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُسے دست بیعت فرما کر اُس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیں۔ مندرجہ بالا تمام دعوات کی

چابی حضرت شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے ہاتھ میں ہے۔

ابیات:۔(۱) '' دعوت وہ ہے جو ایک یا دو دم میں کامل ہو جائے، ایسی دعوت سے خام و ناتمام آدمی بے خبر ہوتا ہے۔'' (۲) '' یہی دعوتِ اہلِ قبور ہے، اہلِ حضور کو ایسی ہی دعوت پڑھنی چاہیے۔'' (۳) '' مجھے سیم و زر کی حاجت نہیں کہ سیم و زر کے طالب

گدھے ہیں۔'' (۴) '' مَیں ہر علم کا عامل ہوں اور علمِ دعوت پر مَیں نے بارہا عمل کیا ہے۔'' (۵) '' کاملوں کا یہ نہایت ہی اعلیٰ مقام ہے کہ وہ ہر خاص و عام علم کو اپنے زیرِ عمل رکھتے ہیں۔''

جان لے کہ بعض فقیر جب خاک کا تصور کرتے ہیں تو سر سے لے کر پاؤں تک اُن کا سارا جسم مطلق خاک ہوجاتا ہے، وہ خاک میں مل کر خاک دکھائی دیتے ہیں اور پھر خاک سے باہر آجاتے ہیں۔

بیت:۔ '' خاکسارانِ جہان کو حقارت کی نظر سے مت دیکھ، تمہیں کیا خبر کہ اُس گرد و غبار میں کوئی شہسوار بھی چھپا ہوا ہے؟''

خاکسار فقیر کا ظاہر مردہ لیکن باطن زندہ اور ہوشیار ہوتا ہے اور ہمیشہ مشرفِ دیدار رہتا ہے۔وہ اُس مرتبے پر فائز ہوتا ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے:۔ ''مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ بے شک اولیا اللہ مرتے نہیں۔'' بعض فقیر آگ کا تصور کرتے ہیں تو وہ آگ بن کر آگ میں مل جاتے ہیں اور پھر آگ سے باہر آجاتے ہیں۔ بعض فقیر ہوا کا تصور کرتے ہیں تو ہوا سے مل کر ہوا بن جاتے ہیں اور بعض فقیر پانی کا تصور کرکے پانی میں غوطہ لگاتے ہیں اور پانی بن جاتے ہیں لیکن اربع عناصر کے یہ چاروں مراتبِ تصور مرتبۂ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مرتبۂ معرفتِ توحید سے بہت دور ہیں۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس ۔

بیت:۔ '' مرد وہ ہے جو دین میں استقامت حاصل کرکے قدم بقدم چلتا ہوا مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری تک جا پہنچے ۔

دعوت کلہاڑی کی مثل ہے، دعوت ننگی تلوار کی مثل ہے، دعوت نیزے کی مثل

ہے، دعوت تپِ لرزہ کی مثل ہے، دعوت آگ کی مثل ہے، دعوت بندوق کی مثل ہے، دعوت مرگِ ناگہانی کی مثل ہے، دعوت حاکم وامیر کی مثل ہے اور دعوت ایک روشن ضمیر و فیض بخش فقیر کا تصرف ہے۔

ابیات:۔(۱) ''اہل دعوت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسی دعوت پڑھتے ہیں کہ اگر چاہیں تو اُن کی ایک ہی دم کی دعوت سے کل وجز کی ہر شے فنا ہو کر رہ جائے۔''(۲)'' اور اہل دعوت اللہ تعالیٰ کے حکم سے یوں بھی دعوت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو اُن کے ایک ہی دم کی دعوت سے کل وجز کی ہر شے کو بقا حاصل ہو جائے۔''(۳)''اہل دعوت اللہ تعالیٰ کے حکم سے یوں بھی دعوت پڑھتے ہیں کہ اگر چاہیں تو اُن کی ایک ہی دم کی دعوت سے ہر آدمی باطن صفا عارف بن جائے۔''(۴)''اور اہل دعوت اللہ تعالیٰ کے حکم سے یوں بھی دعوت پڑھتے ہیں کہ اُن کی ایک ہی دم کی دعوت سے ہر آدمی لقائے الٰہی سے مشرف ہو جائے۔''

دعوت کے چار حروف ہیں ''د ع و ت''۔ حرف ''د'' سے دوام صاحبِ مشاہدہ حضور، شہسوارِ اہل القبور۔ حرف ''ع'' سے عیان بین، عیان بخش، عالمِ عین العلم۔ حرف ''و'' سے واردات جو ہر ایک آیت سے بذریعہ الہام ظاہر ہوتی ہیں اور بذریعہ الہام جوابِ باصواب آتا ہے اور حرف ''ت'' سے صاحب توجہ، صاحب تصور، صاحب تصرف، صاحبِ تفکر، صاحبِ تہاون،[۱] صاحبِ تمثل، صاحبِ ترک، صاحبِ توکل، صاحبِ توحید، صاحبِ تجرید، صاحبِ تفرید، صاحبِ تفحص محاسبہ بانفس اور ایسا صاحبِ توفیق کہ

---

[۱]:۔ تہاون کے لغوی معنی ہیں:۔''حقارت، بے توجہی، لاپرواہی۔'' صاحبِ تہاون وہ ہوتا ہے جو دنیا کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اُس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

ہر ایک ''ت'' کا عامل و حامل ہو کر اُس کا پھل کھاتا ہے۔ علمِ دعوت کے خواص بے شمار ہیں جنہیں لکھنے کے لئے بہت زیادہ دفاتر کی ضرورت ہے لیکن یہاں مختصر طور پر تھوڑے سے خواص لکھے گئے ہیں تاکہ پڑھنے والے کو ملال نہ ہو، لیکن وہ انتہائی دعوت کہ جس کے پڑھنے سے پل بھر میں تمام مطالب حاصل ہو جاتے ہیں وہ دعوتِ نور و دعوتِ قبور و دعوتِ بہ نظر اللہ منظور ہے اور یہ دعوت انتہائی کامل دعوت ہے۔ جان لے کہ مرشدِ کامل بننا آسان کام نہیں ہے کیونکہ مرتبۂ کامل کل و جز کی ہر شے کے تصرف سے جمعیت حاصل کر کے ہر علم کا عامل بننا ہے اور یہ بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو اپنے طالبوں اور شاگردوں کو رنج و حساب میں مبتلا کئے بغیر پانچ گنج و پانچ علم عطا کر دے اور علم علومِ رسم رسوم و علم علومِ حیّ قیوم کے پانچ درس دے کر اُن کی تعلیم مکمل کر کے اُن کو فیض و فضل کی توفیق سے نواز دے اور ہر ایک درس اور ہر ایک علم کی تحقیق عملی تجربے و امتحان و مشاہدہ سے کرا دے۔ اوّل کسی لائق عطا طالب صادق و شاگردِ جاں فدا کو علمِ غنایتِ لاشکایت و علمِ حکمت و حکمِ غالب کا درس اور کیمیائے اکسیر کا گنج عطا کرے کہ طالبِ ناقص کو محرم کرنا سراسر غلطی و خطا ہے۔ دوم طالبِ صادق کو ذکرِ حامل کا درس و سبق و علم عطا کرے تاکہ ذاکر مرتبۂ کامل حاصل کر لے اور ذکرِ لازوال و فکرِ فنائے نفس کا مراقبہ کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب و وصال اور مشاہدۂ حضوری پالے۔ سوم طالبِ اللہ کو گنجِ علم میں سے علمِ دعوتِ تکسیر عطا کر کے اہلِ حیات و اہلِ ممات کی تسخیر پر قادر کر دے تاکہ طالب تمام ارواحِ انبیاؑ و اولیا اللہ اور جملہ مؤکلات سے مجلس و ملاقات کر کے اُن کی مدد اور امداد اور برکتِ قبور سے بادشاہ و اُمرا کو مسخر کرے اور اُنہیں اپنا فرمانبردار بنائے۔ چہارم ورد وظائف اور آیاتِ قرآن سے اسمِ اعظم اور اسمِ اللہ ذات کی متبرکات کا حصول طالب اللہ

کو سکھا دے تا کہ طالب اللہ صاحبِ جمعیت ہو کر لایحتاج ہو جائے۔ پنجم مرشد طالب اللہ کو علمِ توجہ، علمِ تصور، علمِ تصرف، علمِ معرفت، علمِ تفکر، علمِ تجلیٔ انوار، علمِ شرفِ دیدار، علمِ فنائے نفس، علمِ بقائے روح، علمِ توفیق اور علمِ تحقیق میں کامل کر دے۔ (اور اس کے لئے طالب اللہ کو " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " کا مصداق بن کر جیتے جی مرنا پڑتا ہے) کہ پہلے موت ہے پھر معرفت، پہلے فنا ہے پھر بقا، پہلے بقا ہے پھر لقا اور پہلے انوار ہیں پھر دیدار۔ یہ مراتبِ یقین واعتبار ہیں۔ یہ جملہ علوم و جملہ مراتبِ ذات وصفات مرشدِ کامل اسمِ اللہ ذات سے اور شریعتِ قرآن سے کھول کر دکھا دیتا ہے، کیونکہ جملہ مراتب قرآن سے حاصل ہوتے ہیں اور قرآن ہی میں پائے جاتے ہیں اور یہ سب مراتبِ حق ہیں کہ ان کا تعلق حق سے ہے اور حق برحق ہے۔ اِسے مطلق توحید کہتے ہیں کہ یہ باطل سے بعید ہے۔ حدیث:۔ ''نہایت ابتدا کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔'' نیز مرشدِ کامل وہ ہے جو تصورِ اسمِ اللہ ذات و باطنی توجہ و متبرک نظر سے طالب اللہ کے دل کو اِس طرح بیدار کر دے کہ طالب اللہ دیدارِ پروردگار میں غرق ہو کر جملہ نامشروعات سے توبہ کر لے۔ یہ مرتبۂ یقین واعتبار ہے۔

ابیات:۔(۱) ''دیدارِ الٰہی سے مانع کوئی دیوار نہیں لیکن مردہ دل و بے خبر آدمی دیدارِ الٰہی کہاں کر سکتا ہے کہ اُسے ہوش ہی کہاں ہوتا ہے؟'' (۲) ''جو شخص اپنی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کر لیتا ہے اُس پر سب کچھ عیاں ہو جاتا ہے اور سارا جہاں اُس کی خاکِ پا کو بوسے دیتا ہے۔'' (۳) ''جو کوئی دیدار کر لیتا ہے وہ خود کو دیدار میں غرق کر دیتا ہے اور یہ مرتبہ بھی درویش کا ابتدائی مرتبہ ہے۔'' (۴) '' اے طالب! ہمت کر کے صاحبِ توفیق ہو جا اور سیم و زر کو تین طلاق دے دے۔''

مرشدِ کامل پر فرض عین ہے کہ وہ سب سے پہلے طالب سے پوچھے کہ اے طالب! تجھے ان پانچ خزانوں اور پانچ درسوں میں سے کون سی چیز پسند ہے؟ مجھے بتا کہ مَیں تجھے عطا کروں۔ طالب اپنا ہر مطلب مرشدِ کامل سے طلب کر کے حاصل کرے تاکہ اُس کے وجود میں افسوس باقی نہ رہے اور وہ جمعیت پا کر لایحتاج ہو جائے۔ا جان لے کہ دنیا میں مرشدِ نام، مرشدِ نان، مرشدِ زبان، مرشدِ قصہ خوان، مرشدِ لاف زن اہلِ زیان، مرشدِ پریشان اور مرشدِ حیوان بکثرت پائے جاتے ہیں، اِسی طرح احمق طالب بھی بے شمار ہیں۔ مرشد اگر کامل ہو تو وہ دونوں جہان میں طالبِ صادق کا بوجھ اُٹھاتا ہے۔ بے اعتقاد طالب دشمنِ جان ہے، وہ ہزار شیطان سے بدتر ہے کہ شیطان تو فقط دشمنِ ایمان ہے۔ نافرمان و بے حیا طالب سے ایک دن کی آشنائی والا کتا بہتر ہے۔ مَیں ایک ہی نظر میں کاذب و صادق طالب و مرشد کو پہچان لیتا ہوں۔ مرشدی و طالبی کا اوّلین مرتبہ نظر سے ناظر کرنا ہے چاہے غیب ہو یا حاضر۔ تُو نہیں جانتا کہ مرتبۂ مرشد ابتدا ہے اور مرتبۂ طالب انتہا ہے اور طالب کی نظر معرفتِ لقا کے شرف پر رہتی ہے۔ مرشد اگر کامل ہو تو اپنی نظر اور توجہ سے طالب کو انتہائی مقام پر اُس کے مطلوب تک پہنچا دیتا ہے ورنہ طالب ہمیشہ شوق کی آگ اور پیاس میں جلتا رہتا ہے اور فرمایا گیا ہے :۔ ’’انتظار موت سے شدید تر حالت ہے۔‘‘ طالبِ انتظار دو حکمت و دو حال و دو احوال سے خالی نہیں ہوتا

ا :۔ دیکھ لیجئے! سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مرشدِ کامل کا معیار کس قدر بلند ہے؟ پھر نوٹ کر لیجئے کہ عام طور پر ایسے موقع پر حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ جب مرشدِ کامل کے اوصاف بیان کرتے ہیں تو وہ اپنی ہی ذات کے حوالے سے اُن کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں ۔

یا تو وہ مرتبۂ مجذوب و مجحوب کا حامل ہوتا ہے یا مرتبۂ محبوب کا۔ مجذوب و مجحوب طالب کا انجام ذلت ورسوائی ہے کہ وہ کسی منزل و مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ دانا بن اور یاد رکھ کہ مرشد کا ابتدائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ طالب کو ابتداً سے چلاتا ہے اور اُسے پہلے ہی روز اسمِ اللہ ذات کا لازوال سبق دیتا ہے لیکن طالب علمِ معرفتِ وصال اور قربِ حضوری چاہتا ہے، مرشد تجلیٔ انوار کا ابتدائی سبق دیتا ہے لیکن طالب شرفِ دیدار کی انتہا چاہتا ہے، مرشد علمِ طریقت کا ابتدائی سبق دیتا ہے لیکن طالب توفیقِ تحقیق سے قربِ حق تعالیٰ کا انتہائی اعلیٰ مرتبہ چاہتا ہے۔ جب مرشدِ کامل طالب اللہ کو اسمِ اللہ ذات میں انتہا کا مشاہدہ کراتا ہے تو اُس کی گردن سے حق مرشدی و طالبی ساقط ہو جاتا ہے بشرطیکہ جب وہ طالب کو اسمِ اللہ ذات کا ابتدائی سبق دے تو حروفِ اسمِ اللہ ذات سے اُسے دیدارِ الٰہی بخش دے۔

بیت:- ’’ اے طالب! اپنی طلب کو خالص رکھ اور ہر حال میں استغراقِ دیدار و وحدت پر نظر رکھ۔‘‘

طالب ہونا آسان کام نہیں ہے، طالبی میں اسرارِ عظیم پائے جاتے ہیں، نفس کو فنا کیا جاتا ہے اور روح کو بقا سے ہمکنار کیا جاتا ہے۔ طالب کو باادب و باحیا اور غرق فنا فی اللہ باخدا ہونا چاہیے۔ ؎۱

ابیات:- (۱) ’’ جسے اللہ تعالیٰ کا دائمی دیدار و وصال نصیب ہو جائے وہ جو کچھ بھی کھائے پیئے اُس پر حلال ہے۔‘‘ (۲) ’’عارف فقیر مالک الملک ہوتا ہے، کل و جز

۱:- سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں طالب کا معیار بھی بہت بلند ہے۔ طالب کو طلب کے لحاظ سے اور استعداد کی بنا پر ہی کچھ حاصل ہوتا ہے ۔ اگر طالب ’’باادب و باحیا‘‘ ہو کر مرشد کامل کے پاس نہیں جائے گا تو محروم رہے گا اور اس میں مرشد کا کچھ قصور نہ ہوگا۔

کی ہر چیز پر اُس کا حق ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر شے پر حاکم و امیر ہوتا ہے۔'' (۳)'' اُس کے حلق میں حرام کا لقمہ کیسے جا سکتا ہے کہ ہر قسم کا کھانا اُس پر حلال ہوتا ہے۔'' (۴)'' عارف باللہ کی نظر حقیقتِ احوال پر رہتی ہے اور یہ مرتبہ وہ بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پاتا ہے۔'' (۵)'' کبھی وہ جذب و غضب کی حالت میں پُر جلال ہوتا ہے اور کبھی غرق فنا فی اللہ و صاحبِ جمال ہوتا ہے۔'' (۶)'' زندگی ہو یا موت وہ ہر حال میں اہلِ نجات ہوتا ہے اور وہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کی ایک ہی توجہ سے مردے کو زندہ کرنے پر قادر ہوتا ہے۔''

سن اے طالب اللہ، سن اے عالم باللہ، سن اے عارف ولی اللہ، سن اے واصل ہدایت اللہ، سن اے صاحبِ تصور باتوفیق، سن اے صاحبِ تصرف باسمِ اللہ ذات تحقیق، سن اے صاحبِ توجہ باسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاص طریق، سن اے صاحبِ مرتبۂ فنا فی اللہ، صاحبِ مرتبۂ فنا فی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صاحبِ مرتبۂ فنا فی الشیخ ولی اللہ! جب تک طالب اللہ سر سے لے کر پاؤں تک غرق فی التوحید نہیں ہو جاتا اور مشاہدۂ تجلیاتِ انوارِ قربِ الٰہی اور مشاہدۂ دیدارِ الٰہی کے علاوہ جس مرتبے پر بھی پہنچتا ہے وہ محض شعبدہ بازی ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ معرفتِ توحیدِ الٰہی سے بہت دور محض اہلِ تقلید ہے۔ علمِ توحید کا عالم لاھوت لامکان کی سیر کرنے والا سر فروش عارف باللہ فنا فی اللہ فقیر ہوتا ہے۔ اِس علمِ توحید کو پڑھنے اور سمجھنے والا عالم کوئی اہل اللہ فقیر ہی ہوتا ہے۔

ابیات:۔ (۱)'' ایسا فقیر اسرارِ الٰہی کا کامل راہنما ہوتا ہے جس کے وجود سے اسرارِ ذات کی آواز آتی رہتی ہے۔'' (۲)'' اُس کے انتقال کے بعد اگر اسرارِ ذات کی یہ

آواز بند ہو جائے تو اُس کی قبر سے اُس آواز کو تلاش کر۔'' (۳) ''اُس جہان سے لے کر اِس جہان تک کا تمام سفر اولیاء اللہ ہمیشہ ڈیڑھ قدم میں طے کرتے ہیں۔'' (۴) ''اہلِ بصیرت ایک ہی نظر میں ماہ سے ماہی تک کی ہر شے کا ظاہر و باطن دیکھ لیتے ہیں۔''

اگر کوئی تمام عمر ریاضت و مجاہدہ و خلوت نشینی و چلہ کشی و ذکر فکر و مراقبہ اور ورد وظائف و تلاوت میں گزارتا ہے، رات کو قیام کرتا ہے، دن کو روزے رکھتا ہے، رزقِ حلال کھاتا ہے، ہمیشہ سچ بولتا ہے اور اسی طرح کی دیگر ریاضت میں سینکڑوں سال گزار دیتا ہے تو کوئی فائدہ نہیں کہ اس سے اُس کے نفس کو لذت و فربہی اور جمعیت و قرار حاصل ہوتا ہے اور خلق میں اُس کے نام کی شہرت کا ڈنکا بجتا ہے، ایسے مرتبے پر پہنچ جانا بہت آسان ہے لیکن توحیدِ الٰہی کی آگ میں جلنا، دم بھر میں غرق فنا فی اللہ ہو کر معراجِ حضوری کرنا، نورِ معرفتِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا اور دیدارِ پروردگار کو برداشت کرنا نفس کے لئے بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ شوق، محبت، معرفت اور مشاہدۂ حضوری ہفت اندامِ وجود کو اِس طرح پاک کر دیتے ہیں کہ وجود میں ذرہ بھر بھی خطرات و وسوسہ و وہماتِ نفسانی اور حادثات و آفاتِ دنیائے پریشانی باقی نہیں رہتے۔ طالبِ صادق کو مرشد کامل سے فضلِ الٰہی کی یہ عطا روزِ اول کی اُس کرم بخش آوازِ الست سے نصیب ہوتی چلی آ رہی ہے کہ جس کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ عرض کی! کیوں نہیں؟''

مثنوی:۔ ''اہلِ نظر دونوں جہان کے معاملات کو بچشمِ عیاں دیکھتے رہتے ہیں لیکن زبان سے اُس کا اظہار نہیں کرتے، جہاں تک ہو سکے خود کو خلقِ خدا کی نظروں سے چھپا کر رکھ کہ خود فروش کبھی عارف نہیں ہو سکتے۔''

اہل دوکان مرشد ہمیشہ اپنے طالبوں اور مریدوں کے معاملات میں پریشان رہتا ہے جبکہ صاحبِ نظر فقیر ہمیشہ مشاہدۂ لاھوت لامکان میں غرق رہتا ہے۔ یہ کتاب اسرار الوحی ہے، اِسے اگر کوئی ناقص پڑھے گا[1] تو مرتبۂ کامل پر پہنچ جائے گا، اگر کوئی کامل پڑھے گا تو عامل کامل بن جائے گا اور اگر کوئی عامل کامل پڑھے گا تو مکمل بن جائے گا، اگر کوئی مکمل پڑھے گا تو اکمل بن جائے گا، اگر کوئی اکمل پڑھے گا تو صاحبِ جمعیت جامع مرشد بن جائے گا اور اگر کوئی جامع پڑھے گا تو سلطان الوہم نورالہدیٰ فقیر بن جائے گا جس کی حکمرانی ہر دو جہان پر ہوتی ہے اور یہ ایسا مرتبہ ہے جو وہم و فہم سے بالا ہے، نہ اِس کی کوئی حد ہے اور نہ شمار۔ اِس مرتبے پر اہلِ بدعت مردود کہاں پہنچ سکتے ہیں؟ یہ کتاب مجموع الجمعیت وکل الکلید ہے، طالب اللہ اِس کلید کو جس مراد کے قفل میں ڈالے گا اُسے کھول لے گا اور ہر متاع و ہر دولت کو پالے گا۔ طالب اللہ پر فرضِ عین بھی ہے اور سنتِ عظیم بھی کہ وہ قلبِ سلیم حاصل کرے اور تسلیم و رضا اختیار کر کے صراطِ مستقیم کی توفیق قدیم سے اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر بنے اور حضورِ حق میں لقائے الٰہی سے مشرف ہو کر غرق فنا فی اللہ بقا باللہ کا مرتبہ پائے۔ طالب اللہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے نفس کو قتل کر دے تا کہ اُس

---

[1]:- یہاں پڑھنے سے مراد محض سرسری طور پر پڑھنا یا کسی آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کرنا نہیں ہے۔ اولیاء اللہ اِس طرح کی کتب تعلیم کے لئے لکھا کرتے ہیں اور اپنے دور میں وہ خود پڑھاتے ہیں یا پھر کسی پیر اُستاد کی نگرانی اور راہنمائی میں پڑھی جاتی ہیں۔ ساتھ ساتھ جس قدر ہدایات عملی سلوک کی دی جا رہی ہوتی ہیں وہ سب زیرِ عمل لائی جاتی ہیں۔ اِس طرح ایسی کتاب کی پڑھائی شروع ہوتی ہے تو سلوک کی ابتدا ہوتی ہے اور جب کتاب ختم ہوتی ہے تو اُس کے اختتام پر فقر و سلوک کی بھی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اِس طرح پڑھنے سے ''پڑھنا'' مقصود و مطلوب ہے۔

کے وجود میں ''انا'' کا فرعونی خدائی دعویٰ باقی نہ رہے اور طالب اللہ پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی خواہشاتِ نفسانی کو اپنے پاؤں کے نیچے مسل ڈالے تاکہ نفس کی ہستی نیست و نابود ہو جائے۔ جب طالب اللہ اپنے وجود سے خود پرستی اور مستی ہوا کے دو خداؤں کو تصورِ اسم اللہ ذات کی تلوار سے قتل کر ڈالتا ہے تو تب کہیں جا کر فقرِ معرفتِ اللہ میں قدم رکھتا ہے۔ ایسے باطن آباد طالب اللہ کو نفس کا قتل کرنا مبارک ہو۔

بیت:۔ '' اگر تُو خدا کو پانا چاہتا ہے تو" قَالُوْا ثَلٰثَةً " کے ارشاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے وجود سے دو خداؤں کو مار دے۔''

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے ہوائے نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟''

مثنوی:۔ ''خود پرستوں کو خدا کبھی نہیں ملتا کہ اُن کا خدا تو ہوائے نفس ہوتا ہے، خدا اُنہیں ملتا ہے جو رضائے الٰہی کی خاطر اپنی جان پر کھیل کر نفس کو قابو میں رکھتے ہیں۔''

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔''اور پھر جو شخص اپنے رب کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑا ہونے سے ڈرا اور خود کو خواہشاتِ نفسانی سے پاک رکھا تو اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔''

شرحِ عین العلم

ہر علم و ہر مطالعہ کا مقصود محبتِ الٰہی ، معرفتِ الٰہی ،مشاہدۂ قربِ حضوری، استغراق فنا فی اللہ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظوری ہے اِس لئے عین العلم کا عالم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر رہتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ظاہری دنیا میں وہ خلق میں گمنام ہو لیکن باطنی دنیا میں وہ مقربین اور ملائکہ میں نامور اور مشہور ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ ہر علم و ہر مطالعہ کا مقصود

تجلیٔ انوار، استغراقِ فنا فی اللہ اور شرفِ دیدارِ پروردگار ہے، جو شخص علم کی اِس حیثیت کا اعتبار نہیں کرتا وہ اہلِ زنار ہے۔ اِسی طرح ہر علم و ہر مطالعہ کا مقصود مجلس و ملاقاتِ انبیاؑ ہے لیکن یہ علم اولیائے اَللّٰہُ ہی کو نصیب ہوتا ہے کہ اولیائے اَللّٰہُ انبیاؑ کے وارث ہیں۔ یہ علم اُن علماؔ کے نصیب میں نہیں جو ریاکار، نفس کے وارث اور ہوا وہوس کے غلام ہیں کیونکہ ہوا و ہوس اُنہیں معرفتِ الٰہی اور مجلسِ انبیاؑ سے دور رکھتی ہے۔ علم کا مقصود اللہ تعالیٰ کی موافقت اور شیطان کی مخالفت ہے۔ ایسا علم اور ایسا عالم اللہ تعالیٰ کا دوست، وسیلۂ نجات اور مجلسِ نبی الحیات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں پہنچانے والا ہوتا ہے۔ جان لو کہ علمِ قرآن، علمِ احادیثِ نبوی، علمِ احادیثِ قدسی اور ہر قسم کے دیگر جملہ علوم علمِ عین [1] سے حاصل ہوتے ہیں اور علمِ عین کا حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔ علمِ عین کا عالم عین سے بولتا ہے، عین کو سنتا ہے، عین کو دیکھتا ہے، عین کو جانتا ہے، عین سے تعلق رکھتا ہے اور عین کے علاوہ ہر چیز کو بھلا دیتا ہے۔ ''ع'' علمِ عین کا ایک حرف ہے، اِسی حرف ''ع'' کی بدولت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بعین شرف حاصل ہے۔ علمِ عین میں مشاہدۂ قربِ اللہ حضوری کی معراج ہے، علمِ عین پڑھنے والا عالم لا یحتاج بن جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول مبارک ہے:۔ ''جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا وہ میرا آقا ہے۔'' حرف ''ع'' عین عبادت ہے، عین ارادت ہے، عین اجازت ہے، عین عنایت ہے اور '' لَا تَحْزَنْ وَلَا تَخَفْ '' کا معافی نامہ ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

---

[1] :۔ علمِ عین = فقیر پر جب حقیقت کھلتی ہے تو یہ علمِ عین ہے، اِسی کو معرفت کہتے ہیں اور علمِ عین کے عالم کو ''کامل عارف فقیر۔''

یاد رکھیے کہ کامل عارف فقیر پانچ قسم کے ہوتے ہیں، (۱) کامل عارفِ ازل، (۲) کامل عارفِ ابد، یہ لوگ شروع سے آخر تک عمر بھر غرق فنافی اللہ ہو کر ہر شے سے بے نیاز رہتے ہیں، (۳) کامل عارفِ دنیا، یہ لوگ دنیائے دون کے طالب اہلِ دوکان ہوتے ہیں جو چون و چرا میں مبتلا، نام و ناموس کے رسیا اور نفس کے ہاتھوں عاجز و رسوا ہوتے ہیں، (۴) کامل عارفِ عقبیٰ، یہ لوگ نفس کو خوشحال رکھنے کے لئے بہشت کے طالب ہوتے ہیں اور اُن کی نظر حور و قصور پر لگی رہتی ہے، اُن کے لئے لازم ہے کہ تقویٰ اختیار کیے رکھیں، (۵) کامل عارف صاحبِ نفس فنا و روح بقا، یہ لوگ دیدار و لقائے الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں، یہ ایک دم کے لئے بھی قربِ خدا کی حضوری سے جدا نہیں ہوتے، یہ نہ خدا ہوتے ہیں اور نہ خدا سے جدا، یہ ہمیشہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہم مجلس ہوتے ہیں۔ یہ مراتب ہیں کامل عارفِ حکیم و عارفِ کامل قدیم صاحبِ صراطِ مستقیم کے، مردہ دل جاہل سے خدا پناہ دے۔ مَیں شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ''تصورِ اسمِ اللہ ذات سے دل میں انوار پیدا ہوتے ہیں جو سر سے لے کر قدم تک سارے وجود کو منور کر دیتے ہیں۔ یہ مرتبہ ہے تصورِ اسم اللہ ذات کا کہ صاحبِ تصور مشرف دیدار ہوتا ہے۔ ذکر فکر ورد وظائف اور رجوعاتِ خلق سے نفس موٹا ہوتا ہے اور وسوسہ و وہمات و خیالات متشکل ہو کر تجلیات برساتے ہیں جن میں مجلس دکھائی دیتی ہے اور احمق اُسے حضور و وصال سمجھتا ہے، خبردار! برتن سے وہی کچھ برآمد ہوتا ہے جو اُس کے اندر ہوتا ہے۔ اپنے وجود میں ان چیزوں کی پہچان پیدا کر۔ جان لے کہ اہل ہدایت و عنایت وصاحبِ ولایت ولی اللہ لا یحتاج ہوتا ہے، دفترِ اولیا میں اُسے ازلی غنی، صاحبِ فیض و فضل، صاحبِ عنایت اولوالامر اور روشن ضمیر مالک الملکی فقیر کا نام دیا جاتا ہے۔ مطلب

یہ ہے کہ فقیر کی نظر میں بادشاہِ دنیا محض غریب و عاجز و مفلس و بے جمعیت و پریشان و مستحق گدائے حقیر ہوتا ہے اِس لئے کہ فقیر کو ظاہر و باطن کے تمام خزانوں پر تصرف کی کامل توفیق حاصل ہوتی ہے اور وہ صاحبِ نظر و صاحبِ تحقیق ہوتا ہے۔ ایسے ہی صاحبِ توفیق، صاحبِ تصرف اور صاحبِ تحقیق کو فقیر ولی اللہ صاحبِ کل کہا جاتا ہے اور ایسا صاحبِ کل ولی اللہ لایحتاج ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی سے غرض نہیں رکھتا، ہر چیز اُس کی محتاج ہوتی ہے کہ جز محتاج ہے کل کی اور اللہ تعالیٰ کا ولی اُسے کہتے ہیں جو خلقِ خدا کے لئے نفع بخش ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:۔ ''لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو نفع پہنچائے۔''

فرد:۔ '' فقیر لایحتاج ہوتا ہے کہ وہ مقربِ خدا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اُسے ولی اللہ کا خطاب دیا گیا ہے۔''

صاحبِ توفیق ولی اللہ فقیر کی نظر میں ہر دو جہان کی وقعت اسپند کے دانے کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ صاحبِ توفیق فقیر کو ''وجودِ حق پسند'' بھی کہا جاتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور مجھے یہ توفیق صرف اللہ ہی نے دی ہے۔'' نیز فقیر ولی اللہ اُسے کہتے ہیں جو تصورِ اسمِ اللہ ذات کی توجہ سے کونین کا ہر مرتبہ و ہر درجہ کھول کر اپنے تصرف میں لاسکتا ہے اور تفکر کے ذریعے کل و جز کے اٹھارہ ہزار عالم کو اپنے سامنے حاضر کر کے ہر عالم کو فیض و فضل سے بہرہ ور کر سکتا ہے۔ ایسے مرتبہ کے حامل فقیر کو بھی ولی اللہ فقیر کہتے ہیں۔ جو شخص اسمِ اللہ ذات کے تصور سے، تحقیق کی توجہ سے اور کلمہ طیب " لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کے تصرف سے انبیا و اولیا کی ہر ایک روح کو اپنے پاس حاضر کر سکتا ہے یا خود کو اُن کی مجلس میں پہنچا کر اُن سے قسمت و نصیب و مرتبہ حاصل کر سکتا ہے تو

ایسے شخص کو صاحبِ قوت العلوم و صاحبِ حیّ قیوم فقیر ولی اللہ کہتے ہیں۔ ایسا فقیر اسمِ اللہ ذات کے تصور و تصرف و تفکر کے ذریعے تمام فرشتوں کو حاضر کر کے اور اُن کو اپنے تصرف میں لا کر ہر ایک فرشتے اور موکل سے اپنی قسمت اور اپنا نصیب حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ بعض فرشتے اور موکل اُسے سنگِ پارس کا پتہ بتا دیتے ہیں جسے وہ حاصل کر کے جونہی کسی لوہے کے ٹکڑے کے ساتھ لگاتا ہے تو لوہا فوراً خالص سونا بن جاتا ہے۔ بعض فرشتے اور موکل اُسے وحی جبرائیل علیہ السلام کی طرح آیاتِ قرآن و احادیث کی شانِ نزول، وقتِ نزول اور مقامِ نزول اور اُن کی تفسیر اور اُن میں پنہاں ابتدا سے انتہا تک کے تمام علوم کی تعلیم اِس طرح دیتے ہیں جس طرح کہ پیغمبروں کو دیا کرتے تھے۔ ایسے فقیر کو لا یحتاج فقیر ولی اللہ کہتے ہیں۔ ایسے ولی اللہ فقیر سے یا اُس کی تلقین سے یا اُس کی توجہ سے طالب اللہ پہلے ہی روز ایسا کامل لایحتاج فقیر ولی اللہ بن جاتا ہے کہ اُسے ریاضت کی حاجت رہتی ہے نہ مجاہدے کی کیونکہ ایک ہفتہ یا پانچ دن کے اندر اندر تمام خزائن الٰہی اُس کے عمل و نصیب میں آجاتے ہیں۔ یہ مراتب کامل قادری فقیر کے ہیں کہ مجرب کھانے کھاتا ہے، تن پر اطلس و زرکسوف کا لباس پہنتا ہے اور شیریں شربت پیتا ہے لیکن نگاہ سے طالبوں کو حضوری بخشتا ہے اور اُسے کسی قسم کی حاجت نہیں ہوتی، یہ بھی کاملین کا ابتدائی مرتبہ ہے۔ بعض لوگوں کو مراقبۂ توفیق سے معراج حاصل ہوتا ہے، بعض کو مراقبۂ درجات سے سیرِ طبقات حاصل ہوتی ہے، بعض کو مراقبۂ الہام سے قرآنی آیات سنائی دیتی ہیں اور بعض کو مراقبۂ حضور سے استغراق فنا فی اللہ نصیب ہوتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جس پر حضوری عیاں منکشف ہو جائے اُسے علمِ بیان کے مطالعہ اور تقریر سے شرم آتی ہے؟ جیسا کہ فرمایا گیا ہے:۔ ”جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، بے شک اُس کی

زبان گونگی ہوگئی۔'' کہ وہ ہمیشہ دیدارِ الٰہی میں غرق رہتا ہے۔ مرشد پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز اس مرتبہ پر ضرور پہنچائے۔ باطنی تحقیق کی یہ قوتِ توفیق مرشدِ کامل قادری سے حاصل ہوتی ہے۔ تزکیۂ نفس سے نفس زیر ہوتا ہے، تصفیۂ قلب سے دل روشن ہوتا ہے، تجلیۂ روح سے معرفتِ توحید حاصل ہوتی ہے اور تجلیۂ سرّ سے استغراق فنا فی اللہ نصیب ہوتا ہے۔ جو شخص اس طرح اپنے وجود کو قربِ حضور میں نورِ توحید سے پختہ کر لیتا ہے وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ مزارات پر علمِ دعوتِ قبور پڑھے۔ جب کوئی عامل دعوتِ قبور و کامل صاحبِ حضور و اکمل مدِ نظر اللہ منظور کسی مزار پر دعوت پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے یا زیارتِ مزار کی نیت سے روانہ ہوتا ہے تو ابھی وہ گھر سے باہر قدم بھی نہیں رکھتا کہ اہل مزار روحانی اُس کے استقبال کے لئے حاضر ہو کر اُس سے ہم کلام ہو جاتا ہے اور قبر تک پہنچنے سے پہلے ہی دلیل یا وہم یا خیال یا فہم یا دل یا جثۂ نورِ ایمان یا جثۂ شہادتِ جان سے الہام دیتا ہے اور ماضی و حال و مستقبل کے حالات بتلا دیتا ہے۔ ابھی اہل دعوت قبر تک بھی نہیں پہنچتا کہ اُس کے تمام دینی و دنیوی معاملات حل ہو جاتے ہیں۔ جو شخص کسی قبر پر علمِ دعوت پڑھنے کی نیت سے جاتا ہے اور قبر تک پہنچنے سے پہلے اہل قبر روحانی استقبال کے لئے حاضر نہیں ہوتا تو سمجھے کہ روحانی غصے، غضب اور جلالیت میں ہے اور اپنی قبر کی سواری پر سوار ہو کر خلوتِ خانۂ قبر میں جنگ و جدال کے لئے تیار و ہوشیار ہے۔ اگر اہل دعوت صاحبِ حضور اور عامل کامل علمِ دعوتِ قبور ہو تو قبر پر پہنچ کر پہلے فاتحہ پڑھتا ہے اور پھر تصورِ اسم اللہ ذات کی توجہ توفیق سے رفیقِ حق ہو کر نوری جثے کے ساتھ قبر میں داخل ہو جاتا ہے اور توجہ تحقیق اور قوتِ تصورِ اسم اللہ ذات سے روحانی کے درجات پر قبضہ کر لیتا ہے اور تصورِ اسم اللہ ذات کے غلبہ سے روحانی اُس سے ہم کلام

ہوجاتا ہے اور اُس کے تمام دینی و دنیوی مسائل حل کر دیتا ہے۔ اگر صاحبِ دعوتِ قبور عامل دیکھے کہ روحانی قہر و جلالیت میں ہے اور اُسے اپنی قبر کے نزدیک نہیں آنے دیتا تو عامل اہلِ دعوت کو چاہیے کہ آبِ نجس اور عمل نجاست کے ذریعے روحانی کے مراتب چھین لے اور اُسے مرتبہ سے بے مرتبہ، منصب سے بے منصب اور ولایت سے بے ولایت کر دے اور اُس کے درجاتِ غوثی و قطبی و مرتبۂ شہادت سلب کر لے، اِس پر روحانی تائب ہو کر فرمانبردار ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لے کر عاجزی سے زبان کھول دیتا ہے اور جب اپنا مطلب حاصل کر لے تو تصورِ اسمِ اللہ ذات کی توجہ سے روحانی کے مراتب ولایت و درجات بحال کر دے۔ ایسی دعوت کو ننگی تلوار کہا جاتا ہے۔ اِس دعوت کا پڑھنے والا صاحبِ شجاعت شہسوار، اہلِ ذوالفقار اور قاتلِ موذی کفار ہوتا ہے جو ہر وقت مجلسِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر رہتا ہے اور دین میں عامل کامل مردِ خدا ہوتا ہے۔ تصورِ اسمِ اللہ ذات کی حضوری سے کشف القلوب اور کشف القبور کا مرتبہ کھلتا ہے لیکن کشف القلوب اور کشف القبور کے علم سے مرتبۂ حضوری ہرگز نہیں کھلتا کیونکہ علمِ الف سے ہزار الہام، ہزار مقام اور ہزار علوم مفصل طور پر کھلتے ہیں۔ جو طالب کشف القلوب، کشف القبور اور حضوری کے تمام مراتب ایک ہی دم میں طے نہیں کر لیتا وہ فقر اور معرفت کے مرتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا چاہے زندگی بھر ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا پھرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ’’جب تم اپنے معاملات میں حیران ہو جایا کرو تو اہلِ قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔‘‘ اگر مردہ دل اور بے باطن آدمی تمام عمر علمِ دعوتِ اہلِ قبور پڑھتا رہے وہ ہرگز اہلِ قبر روحانی سے جواب باصواب نہیں پا سکے گا بلکہ الٹا رجعت کھا کر حیرت و عبرت کا شکار ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ علمِ کیمیائے اکسیر کا خزانہ،

سنگِ پارس کا خزانہ، اسمِ اعظم کا خزانہ اور نگاہِ عظیم کا خزانہ، یہ سب خزانے باطنی قوت اور باطنی توفیق سے اہلِ دعوتِ قبور کے تصرف میں ہوتے ہیں کیونکہ ہر موکل و ہر روحانی اہلِ دعوت کا محتاج ہوتا ہے اِس لئے یہ سب خزانے وہ دعوت پڑھنے والے کی خدمت میں حاضر کر دیتا ہے۔ اہلِ دعوتِ قبور لا یحتاج ہوتا ہے کیونکہ اُسے دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ مرشد پر فرضِ عین ہے کہ وہ پہلے ہی دن طالب اللہ کو اِس مرتبے پر ضرور پہنچائے۔

ابیات:- (۱) ''سب سے پہلے مرشد سے مالِ دنیا طلب کرتا کہ تُو ایک سخی عارف خدا ہو سکے۔'' (۲) ''سب سے پہلے مرشد سے انتہائی عظمت طلب کرتا کہ تیرے وجود میں کسی قسم کی کوئی حسرت باقی نہ رہے۔'' (۳) ''سب سے پہلے مرشد سے توفیق قدرت حاصل کرتا کہ تیری نگاہ سے خاک بھی سونا بن جایا کرے۔'' (۴) ''سب سے پہلے مرشد سے دیدارِ الٰہی کی التجا کر اور بعد میں رازِ کن کا سوال کر۔'' (۵) ''آنکھ وہ ہے جو دیدارِ الٰہی کا نظارہ کرے کیونکہ جسے دیدارِ الٰہی حاصل نہیں وہ راندۂ درگاہ ہے۔''

انتہائی دعوت وہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے عرش و کرسی، لوح و قلم، کعبۃ اللہ و مدینہ منورہ اور ماہ سے ماہی تک ساری کائنات میں جنبش آجاتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا قیامت قائم ہو رہی ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کی جان حیرت و عبرت کا نمونہ بن جاتی ہے۔ جب تک اہلِ دعوت اُس دعوت سے فارغ نہیں ہو جاتا یہی حالت رہتی ہے۔ وہ دعوت یہ ہے، قبر ہو، قرآن ہو اور پڑھنے والا زندہ دل صاحبِ قرب ہو۔ یہ ہے مرتبۂ

لے:- دعوت پڑھنے کے لئے ان تین امور کا ہونا ضروری ہے۔ (۱) کسی صاحبِ روحانیت ولی اللہ کی قبر، عاملِ دعوت کشف القبور کے ذریعے جان لیتا ہے کہ یہ کس مرتبے کے ولی کی قبر ہے۔ (۲) توجہ کے ساتھ قرآن خوانی۔ قرآن کا کوئی بھی حصہ پڑھا جا سکتا ہے۔ (۳) زندہ دل اور صاحبِ قرب پڑھنے والا یعنی فقیر روشن ضمیر۔

دائرۂ دل بادم۔

شرحِ وجودیہ

آدمی کے وجود میں چند باطنی جسم ہیں اور ہر باطنی جسم کی کئی قسمیں ہیں اور ہر قسم کا الگ نام ہے، اِس طرح آدمی کا وجود ایک طلسم کدہ ہے۔ جسم واسم کے اِس طلسمی معمہ کو جب کوئی صاحبِ طلسم وصاحبِ اسم وصاحبِ جسم حکمت سے کھولتا ہے تو عین بعین مشاہدہ کرتا ہے۔ یاد رہے کہ آدمی کے بعض جسم روحانیوں کی مانند ہوتے ہیں، بعض جسم زندہ قلب وحیاتِ جاودانی کے مالک ہوتے ہیں، بعض جسم غرق فنافی اللہ صاحبِ قربِ اولیا اللہ ہوتے ہیں، بعض جسم دائمی طور پر علومِ معرفت کا مطالعہ دل کی کتابِ حیّ قیوم کے اوراق سے انوارِ دیدار اور تجلیاتِ رحمت کے مشاہدہ سے کرتے رہتے ہیں، بعض جسم عقل وحکمت وشعورِ انسانی کے حامل ہوتے ہیں، بعض جسم مقامِ ناسوت میں رہ کر مردہ دل نفسانی بنے رہتے ہیں، بعض جسم خطرات ووسوسہ ووہمات وخناس وخرطوم اور شرِ شیطانی سے بھرے رہتے ہیں۔ بعض جسم صرف کھانے پینے اور تکمیلِ شہوات میں کوشاں رہتے ہیں، یہ احمق لوگ بیل گدھوں سے بدتر حیوان ہوتے ہیں۔ بعض جسم مشرفِ دیدار، شرک وکفر سے بیزار، شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عامل صاحبِ نظر عارف ہوتے ہیں اور بعض جسم بدخصلت ہوتے ہیں، اُن کی عادات مرتے دم تک نہیں بدلتیں، یہ لوگ بچوں کی طرح ناسمجھ ہوتے ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک جسم وجثہ کے ساتوں اندام اپنی اپنی مکمل شرح رکھتے ہیں، ہر جسم کی نیک وبد کی اپنی الگ راہ ہے اور اُس کے ہر عمل کی تحقیق وحساب ہے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ بے حساب و بے حجاب ہو کر جملہ ثواب ایک ہی

عمل سے حاصل کر لے اور اُس کے وجود میں نورِ ایمان جگمگاتا رہے اور وہ بلا روک ٹوک بہشت میں داخل ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کو اُس کی کنہ سے پڑھ لے۔ بعض لوگوں کے جسم جلال و جمال کے مظہر ہوتے ہیں اور وہ دونوں جہان سے باخبر رہتے ہیں۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ سن اے عالمِ حکیم عارفِ عاقل! سن اے عالمِ احمق جاہل! حکمت کی باتیں جاہلوں کے سامنے نہ کیا کر۔

ابیات:- (۱) ''ظاہری آنکھوں سے خدا کو کسی نے نہیں دیکھا مگر جیتے جی مر کر خدا کو دیکھا جا سکتا ہے۔'' (۲) ''دیدارِ الٰہی کے لائق چشمِ خلق کہاں ہو سکتی ہے؟ لائق دیدار تو صرف چشمِ توحید ہی ہوتی ہے کہ معرفت قرب اُسے ہی حاصل ہوتی ہے۔'' (۳) ''جو کوئی اُسے دیکھ لیتا ہے وہ رازِ حق کو پا لیتا ہے لیکن یہ مراتب جانباز عارفوں ہی کو نصیب ہوتے ہیں۔'' (۴) ''ایسے صاحبِ راز کے جسم سے نو (۹) مزید جسم نمودار ہوتے ہیں جو عشقِ الٰہی کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، پھر اُن نو (۹) جسموں سے مزید بے شمار جسم نمودار ہوتے ہیں۔''

یہی " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " کا مرتبہ ہے اور یہی وہ مرتبۂ ارادت ہے کہ جس سے شرفِ سعادت نصیب ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ علمِ عین العبادت اور اکمل الکامل اجازت سے حاصل ہوتا ہے۔ اِس مرتبے کو موتِ انتقال بھی کہتے ہیں، موتِ معرفت حیات الوصل بھی کہتے ہیں اور موتِ حیات القرب، مشاہدۃ الانوار اور شرفِ دیدار بھی کہتے ہیں۔ اہل ناسوت کی موت اُسے مرنے کے بعد قبر کے عذاب میں مبتلا کر کے خراب کرتی ہے جس سے اہل ناسوت کا وجود خاک و خاکستر ہو کر نیست و نابود ہو جاتا ہے لیکن اہل لاھوت لامکان کو جب موت آتی ہے تو قبر میں اُس کے جسم کے ساتوں اندام صحیح

سلامت رہتے ہیں کیونکہ تصورِ اسم اللہ ذات کی وجہ سے اُس کا جسم نور بن جاتا ہے، قلب زندہ ہو جاتا ہے، روح مقدس ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ انبیا و اولیا اللہ کی مجالس میں حاضر رہتا ہے۔ ایسی موت کو "قرب المعبود" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دونوں جہان اہل نظر اولیا اللہ کی نگاہ میں رہتے ہیں اور زندگی و موت اُن کے لئے ایک جیسی ہو جاتی ہے بلکہ عالمِ حیات کی نسبت عالمِ ممات میں اُن کے مراتبِ قربِ حق تعالیٰ بڑھ جاتے ہیں اور اُن کی قوتِ توفیق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "بے شک اولیائے "اَللّٰہُ" مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔" جو شخص پورے یقین و اعتبار کے ساتھ جیتے جی مراتبِ موت طے کر جاتا ہے وہ واصل باللہ فقیر درویش ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

اشرف انسان دیدارِ الٰہی میں محو رہنے والا عارف باللہ ہوتا ہے۔ فرمایا گیا ہے:۔ "مکان کا شرف مکین سے ہوتا ہے۔" اے جانِ عزیز! اگر تو جانے تو حقیقتِ حق تعالیٰ ایسے ہے جیسے کہ پستہ کے اندر مغز ہوتا ہے۔ ہر چیز کے مغز و پوست یعنی ظاہر و باطن میں وہی ایک ذات جلوہ گر ہے مگر اُس کا مشاہدہ جن اعمال سے ہوتا ہے وہ یہ ہیں، تصورِ اسم اللہ ذات کی انتہائی تاثیر سے باتوفیق قربِ حضور پانا، عمل دعوتِ قبور سے شہسواری قبور پر تصرف حاصل کرنا، اعتبار و توجہ و اخلاص کے ساتھ تلاوتِ قرآن کر کے باطن کو آباد کرنا، تجود نماز کے ذریعے وجود کو مغفور بنانا، کنہ کن سے کلمہ طیب " لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " پڑھ کر شوق و سرور سے بہرہ ور ہونا یا تفکر کی مشق سے ننانوے اسمائے باری تعالیٰ کو مرقوم کر کے کونین کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانا، اِن میں سے ہر عمل قبولیتِ وصال کا حامل ہے۔ جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے اُسی طرح عارف باللہ کے

ہر ایک جثّے سے بیک وقت نو(۹) جثّے نکلتے ہیں، چار جثّے نفس کے یعنی جثۂ نفسِ امارہ، جثۂ نفسِ ملہمہ، جثۂ نفسِ لوامہ اور جثۂ نفسِ مطمئنہ، تین جثّے قلب کے یعنی جثۂ قلبِ سلیم، جثۂ قلبِ غیب اور جثۂ قلبِ شہید اور دو جثّے روح کے یعنی جثۂ روحِ جمادی اور جثۂ روحِ نباتاتی۔ جب یہ تمام جثّے اہل جثہ سے ہم صحبت ہوتے ہیں تو ایک غیب الغیب جثہ پیدا ہوتا ہے۔ جو برق نور سے پیدا ہونے والی تجلیٔ انوار کی طرح ہوتا ہے، اُس کا نام جثۂ توفیقِ الٰہی ہے۔ یہ جثہ حکم دیتا ہے اور جثہ ہائے نفس جثہ ہائے قلب سے بغل گیر ہو جاتے ہیں جس سے قلب زندہ ہو جاتا ہے اور جثۂ ہائے نفس مر جاتے ہیں۔ پھر وہ حکم دیتا ہے اور جثہ ہائے قلب جثہ ہائے روح سے بغل گیر ہو جاتے ہیں جس سے قلب مر جاتا ہے اور روح زندہ ہو جاتی ہے، پھر وہ حکم دیتا ہے اور جثہ ہائے روحِ سلطان الفقر توفیقِ الٰہی سے بغل گیر ہو جاتے ہیں جس سے روح مر جاتی ہے اور جثۂ سِرّ زندہ ہو جاتا ہے۔ اِس مرتبے پر سر سے پاؤں تک طالب اللہ کے ہفت اندام نور ہی نور ہو جاتے ہیں اور اُسے دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ مرشد پر فرضِ عین ہے کہ وہ پہلے ہی روز طالب اللہ کو اِس مرتبے پر ضرور پہنچائے۔

بیت:۔ ''نفس وقلب وروح سے جب جدائی اختیار کر لی تو جثہ نورِ وحدت میں ڈھل کر نور ہی نور ہو گیا۔''

جو شخص اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اُس کے لئے زندگی وموت ایک ہو جاتی ہے اور وہ فقر کے اُس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔ '' فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔'' اہلِ نور کے وجود میں نفس وقلب وروح وسِرّ سب نور ہوتے ہیں اور اُس کے تمام اعمال بھی نور ہوتے ہیں۔ اہلِ نور

مکمل طور پر صاحبِ حضور ہوتا ہے۔ یہ راہ لاف زنی سے تعلق نہیں رکھتی۔

شرحِ عشق

ایک عاشق کامل مکمل اکمل جامع فقیر اللہ تعالیٰ کا معشوق ہوتا ہے۔ عاشق فقیر ابتدائی مرتبے پر بھی مشرفِ دیدار ہوتا ہے اور انتہائی مرتبے پر بھی مشرفِ دیدار ہوتا ہے۔

ابیات:۔ (۱) ''مَیں نے اللہ تعالیٰ کو اپنی شہ رگ سے نزدیک تر پایا بھی ہے اور دیکھا بھی ہے۔'' (۲) ''وہاں کوئی مکان ہے نہ نشان بلکہ کون و مکان سے الگ ایک اور ہی جہان ہے۔'' (۳) ''اگر کوئی مجھ سے دیدارِ الٰہی کے لئے سوال کرے تو مَیں کہوں گا کہ اگر تُو آئے تو تجھے بارگاہِ خداوندی میں حاضر کر دوں گا۔''

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور مَیں اُس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں۔'' اِس آیت کی ابتدائی مرتبہ فقر ہے اور فقر کا طالب حضرت بی بی رابعہؒ و حضرت سلطان بایزیدؒ کے مرتبے پر ہوتا ہے۔ جو فقیر خدا کا عاشق ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معشوق ہے۔ فقیر کی یہ بات من گھڑت نہیں بلکہ اِس آیت مبارکہ کے عین مطابق ہے:۔ ''محبوب آپ اُن لوگوں کی معیت میں رہا کریں جو رات دن اپنے رب کی بارگاہ میں دیدارِ الٰہی کی خاطر ملتجی رہتے ہیں، اُن کو چھوڑ کر آپ کی آنکھیں زینتِ دنیا کی تلاش میں نہ پھرا کریں، اور اُس کا کہنا نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا، وہ تو خواہشِ نفس کا غلام ہے اور اُس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔'' عاشق و معشوق و محبوبِ ربانی و عاشق جانی فقیر کو زندگیٔ قلب حاصل ہوتی ہے جس سے وہ دیدارِ الٰہی میں محو رہتا ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ زندہ دل حضرات کے بارے میں وارد ہوئی ہے:۔ ''اور جب ابراہیم

علیہ السلام نے التجا کی کہ الٰہی! مجھے مشاہدہ کراوے کہ تُو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ فرمایا! کیا تیرا اس پر ایمان نہیں؟ عرض کی! کیوں نہیں؟ لیکن میں اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں- فرمایا! چار پرندے پکڑو، اُنہیں اپنے ساتھ مانوس کرو، پھر اُنہیں ذبح کرکے اُن کے ٹکڑے پہاڑ پر بکھیر دو، پھر اُنہیں اپنے پاس بلاؤ، وہ تمہارے پاس دوڑے چلے آئیں گے، جان لے کہ بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے-'' اور یہ حدیثِ قدسی بھی عاشق و معشوق فقیر کے بارے میں ہے:- ''بے شک اولادِ آدمؑ کے جسم میں ایک مضغہ ہے جس میں قلب ہے، قلب میں روح ہے، روح میں سرّ ہے، سرّ میں خفی ہے، خفی میں یخفیٰ ہے، یخفیٰ میں اخفیٰ ہے اور اخفیٰ میں انا ہے-'' فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- '' میں تمہارے جی میں ہوں، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟ ''

ابیات:-(۱) ''اے طالب! اگر تُو نفس سے چھٹکارا پالے تو تُو خدا کو دیکھ لے گا کیونکہ نفس و ہوا تیرے لئے حجاب بنے ہوئے ہیں-'' (۲) '' نفس سے خلاصی پانے کا عمل یہ ہے کہ تو ہر وقت غرقِ توحید (محوِ تصور اسم اللہ ذات) رہا کر-''

یہ حدیثِ قدسی بھی عاشق فقیر کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- '' جو میرا طالب بنتا ہے، بے شک وہ مجھے پالیتا ہے، جو مجھے پالیتا ہے وہ مجھے پہچان لیتا ہے، جو مجھے پہچان لیتا ہے وہ مجھ سے محبت کرنے لگتا ہے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرا عاشق بن جاتا ہے، جو مجھ سے عشق کرتا ہے میں اُسے مار دیتا ہوں، جسے میں مار دیتا ہوں اُس کی دیت میرے ذمے ہو جاتی ہے اور اُس کی دیت میں خود ہوں-'' عاشق میں چند صفات پائی جاتی ہیں، اول یہ کہ عاشق صاحبِ نظر ہوتا ہے، وہ ہر وقت مشرفِ دیدار رہتا ہے جس کی وجہ سے دنیا و عقبیٰ اُس کی نگاہ میں بے وقعت و خوار ہوتے ہیں- فرمانِ حق

تعالیٰ ہے:۔ ''نہیں بہکی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔'' دوم یہ کہ عاشق ہوشیار رہتا ہے، سوم یہ کہ عاشق اپنی آنکھیں بیدار رکھتا ہے، چہارم یہ کہ عاشق جان فدا ہو کر اپنے اختیارات سے دست بردار ہوتا ہے۔ پنجم یہ کہ عاشق ہمیشہ منتظر رہتا ہے۔ عاشق کی دولت نفس و ہوا سے خلاصی ہے۔

ابیات:۔(۱)'' دیدارِ خداوندی ہی میرا خون بہا ہے اِس لئے دیت میں مَیں نے لقائے الٰہی پایا ہے۔''(۲)'' مَیں اُسے آنکھوں کے بغیر دیکھتا ہوں اور زبان کے بغیر اُس سے ہم کلام ہوتا ہوں کہ اِس جہان میں عاشقوں کا چلن یہی رہا ہے۔''(۳)'' اگر تُو عشقِ حق کا طالب ہے تو سر کٹا کے آ تا کہ معرفت و لقائے الٰہی سے ہمکنار ہو سکے۔'' (۴)''تکمیل معرفتِ توحید یہ ہے کہ صاحبِ معرفت کی ہر بات اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی بات ہو۔''(۵)'' عاشقانِ مذکور کے مراتب یہ ہیں کہ اُن کی ابتدا بھی نور اور انتہا بھی نور ہوتی ہے۔''

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''نور پر نور چڑھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے نور سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔''

مثنوی:۔ '' جو شخص چاہتا ہے کہ دیدارِ خدا سے مشرف ہو جائے اُسے چاہیے کہ غرق فی التوحید ہو کر فنا فی اللہ ہو جائے بلکہ مرتبہ غرق بھی کم ہے اِس لئے اُسے چاہیے کہ روشن ضمیر ہو جائے کیونکہ کامل فقیر ہمیشہ روشن ضمیر ہو کر ہی دیدارِ پروردگار سے مشرف ہوتا ہے۔

قاضیٔ عشق مشرف دیدار عاشق سے دو گواہ طلب کرتا ہے، ایک یہ کہ وہ

دنیائے مردار کی گندگی سے بیزار ہو جائے اور دوسرے یہ کہ وہ شرک و کفر و بدعت سے ہزار بار استغفار کرے۔ اِن دو باتوں سے اُسے دو مراتب حاصل ہوتے ہیں، ایک ذوقِ لازوال اور دوسرے شوقِ باوصال۔

مثنوی :- '' مَیں ایک صاحبِ کرمِ لایزالی عاشق ہوں، یہ بت پرست ایسے عاشق کہاں ہو سکتے ہیں؟ اے طالب! حسنِ ظاہر کو چھوڑ اور حسنِ راز کے جلوے دیکھ تاکہ تُو محرمِ اسرار ہو کر صاحبِ یقین ہو جائے۔''

یہ راہ ثابت قدمی اور اعتقاد کی راہ ہے، یہ راہ ذکرِ مذکور سے ہاتھ نہیں آتی۔ اِس راہ میں تو مرتے دم تک جمعیت اور حضوری میں رہنا پڑتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- '' اور حدِ یقین تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔''

شرحِ غرق وطے

ابیات :- (۱) '' علماً طلبِ کیمیاً میں پریشان رہتے ہیں جب کہ عارفوں کی نظر قربِ خدا پر ہوتی ہے۔'' (۲) '' طلبِ کیمیاً نے جہان بھر کو خراب کر رکھا ہے لیکن عارف غرق فی اللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کو بلا حجاب دیکھتے رہتے ہیں۔'' (۳) '' زاہد تقویٰ اختیار کر کے اجر و ثواب کے امیدوار ہیں، ہر کوئی اپنے مطلب کا یار ہے۔'' لیکن (۴) '' عاشقوں کی قوت و غذا اپنی جان کو کباب بنائے رکھنا ہے اِس لئے فقیر فنا فی اللہ عنقا کی طرح اجر و ثواب اور حساب و کتاب سے پاک رہتا ہے۔''

جان لے کہ معرفتِ الٰہی کے پیاسے طالب اللہ کو اگر سارا دریائے معرفت دے دیا جائے تو وہ اُسے ایک ہی دم میں پی جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ مرشدِ کامل طالب

اللہ کو ایک ہی دن میں یا ایک ہی ہفتہ میں یا ایک ہی ماہ و سال میں یا ہر ساعت و ہر لحظہ میں یا پل بھر میں دیدارِ الٰہی سے مشرف کر سکتا ہے لیکن طالبِ دیدار کو ایامِ ماہ و سال شمار کرنے سے کیا کام؟ اُس کا کام تو جان بلب رہنا اور صاحبِ یقین و اعتبار ہو کر خود کو قبر کے حوالے کرنا ہے۔ دنیا میں تجھے چند روزہ زندگی عطا کی گئی ہے، یہ زندگی دائمی بندگی کے لئے ہے اور بندگی اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت کا نام ہے، یعنی جثۂ نفس سے نکل کر جثۂ قلب و روح میں اِس طرح آنا ہے کہ زندگی و موت کا فرق ہی مٹ جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- '' موت ایک پل ہے جو محبّ کو محبوب سے ملاتا ہے۔ '' فقیر کے لئے موت خوابِ دلہن کی طرح وصال کی نیند ہوتی ہے جس میں فقیر نوری جثّے کے ساتھ مشاہدۂ حضور میں محو رہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- '' نیند موت کی بہن ہے۔'' مرشدِ کامل ہر طریق و ہر توفیق سے تصورِ اسم اللہ ذات کی تحقیق کے ذریعے طالبِ صادق کو مشاہدۂ دیدار اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری بخشتا ہے۔ مرشدِ کامل سے طالبِ صادق کو ظاہر و باطن میں ایک توفیق و مرتبہ وقوت وقُوت نصیب ہوتی ہے جسے جمعیتِ کل کہتے ہیں اور جمعیتِ کل اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ مرشدِ کامل طالب اللہ کو سات روز کے اندر سات علوم عطا نہیں کر دیتا۔ اول کیمیائے اکسیر جس کے قبضہ و تصرف میں تمام دنیا ہے، علمِ کیمیائے اکسیر علمِ سنگِ پارس تاثیر میں پایا جاتا ہے، علمِ سنگِ پارس تاثیر علمِ تفسیر میں بند ہے، علمِ تفسیر علمِ لوحِ محفوظ روشن ضمیر کی قید میں ہے اور علمِ روشن ضمیر علم العیان ناظر نظیر کا عالم فنا فی اللہ فقیر ہوتا ہے جو دونوں جہان پر غالب و امیر ہوتا ہے۔ جو مرشد پہلے ہی روز یہ تمام علوم طالب اللہ کو نہیں سکھاتا اور تکرار سے پڑھا نہیں دیتا اُسے مرشد کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ وہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہے

کہ راہِ مرشدی جانتا ہی نہیں۔ ہر علم کا عالم، ہر احوال سے واقف اور صاحبِ قرب و وصالِ لازوال عارف فقیر طریقۂ قادری میں پایا جاتا ہے، اگر کوئی اور اِس کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا اور لاف زن ہے۔

مثنوی :۔ ''طالبِ صادق عنقا کی طرح کم یاب ہوتا ہے، '' قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ '' کہہ کر مردے کو زندہ کرنے والا عیسیٰ صفت مرشد بھلا کہاں ملتا ہے؟ مرد طالب کے لئے کوئی مردِ مرشد ہی ہو سکتا ہے، یہ ہوا و ہوس کے مارے ہوئے لوگ بھلا مرشد کہاں ہو سکتے ہیں۔''

شرحِ مستی

نفس کی مستی خودی سے ہے، قلب کی مستی خدا پرستی سے ہے، روح کی مستی شرفِ دیدار اور استغراقِ فنا فی اللہ سے ہے، فیض فضل اللہ کی یہ مستی روزِ الست سے جاری ہے۔

بیت: ۔'' مست کو چشمِ بینا حاصل ہوتی ہے جس سے وہ لقائے الٰہی کا لطف اُٹھاتا رہتا ہے اور عالم جانکاری کے علم میں غرق رہتا ہے۔''

مست فقیر کا مرتبہ دریافت (حصول یابی) کا مرتبہ ہے۔

بیت: ۔'' مَیں نے اُسے پالیا، پہچان لیا اور ہر وقت اُسے دیکھتا رہتا ہوں، یہی دیدارِ کامل ہے۔''

ناشناسوں کا مرتبہ بے عقلی کا مرتبہ ہے، جو شخص اُسے شناخت کر لیتا ہے وہ اُس کی حضوری میں پہنچ جاتا ہے، جسے حضوری حاصل ہو جاتی ہے وہ عقلِ کل اور شعورِ کامل کا

مالک بن جاتا ہے اور ہمیشہ ذکر مذکور میں محو رہتا ہے۔

ابیات:-(۱) ''راہِ فقر میں گامزن ہو کر میں اِس شان سے کمالِ فقر تک پہنچا ہوں کہ ایک ہی دم میں ہر خاص و عام مقام سے گزر گیا۔''(۲)''جس نے خود کو اسمِ اللہ ذات میں غرق کر کے چشمِ بینا حاصل کر لی وہ بارگاہِ حق میں حق یافتہ ہو کر جملہ خلق پر غالب آ گیا۔''(۳)''مجھے کسی قسم کی حاجت نہیں رہی اور نہ ہی مجھے کسی سے کچھ مانگنے کی ضرورت ہے کہ میں غرق فی التوحید (تصورِ اسم اللہ ذات میں غرق) ہو کر فنا فی اللہ ہو چکا ہوں اور یہی میرے لئے کافی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی یہ عطا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا یہ فیض مرشدِ کامل محبوب سے حاصل ہوتا ہے۔ مجذوب طالب کی عاقبت مردود ہے کیونکہ وہ سراسر شریعت کے خلاف چلتا ہے اور جو شریعت کا مخالف ہے وہ کسی منزل و مقام پر نہیں پہنچ سکتا، وہ جو دعویٰ بھی کرے گا محض لاف زنی ہو گا۔

شرحِ طے

جان لے کہ اسمِ اللہ ذات کی طے سے طالب اللہ کے مردہ قلب و قالب کے ساتوں اندام زندہ ہو کر نجات یافتہ ہو جاتے ہیں۔

بیت:- ''جو شخص اسمِ اللہ ذات کی طے جان لیتا ہے اُس کی غذا دیدارِ کامل ہو جاتی ہے اور وہ دائمی طور پر دیدارِ الٰہی میں محو رہتا ہے۔''

جان لے کہ توریت، انجیل، زبور اور فرقانِ حمید چاروں کتابوں کے تمام علوم، کل مخلوق جن و انس و فرشتہ کی تسخیر اور جملہ طبقات و مقاماتِ ذات و صفات کا تصرف اسمِ

اللہ ذات اور کلمہ طیب " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "کی طے میں پایا جاتا ہے۔

بیت:۔ ’’اے طالب! تُو اپنا ہر مطلب اسمِ اللہ ذات کی طے میں تلاش کر کہ اسمِ اللہ ذات کی طے سے ہر مطلب پل بھر میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔‘‘

غرقِ توحید کی طے کئی قسم کی ہوتی ہے، اُس کے کئی نام اور کئی رنگ ڈھنگ ہیں مثلاً غرقِ توفیق، غرقِ تحقیق، غرقِ طریق، غرقِ دریائے عمیق، غرقِ خطراتِ نفسانی و شیطانی و دنیائے پریشانی وجنونیت زندیق اور غرقِ طیر سیرِ فرشتگان وغیرہ الگ چیز ہے اور غرقِ مجلسِ انبیا و اولیا اللہ روحانی لاھوت لامکانی الگ چیز ہے۔ بعض لوگوں کو غرقِ ظاہر توفیق و باطن تحقیق کی طے حاصل ہوتی ہے، بعض کو غرقِ ظاہر تحقیق و باطن توفیق کی طے حاصل ہوتی ہے اور بعض ظاہر و باطن میں اپنے وہم و خیال میں غرق راہزن و بدطریق ہوتے ہیں۔ کونین پر وہ فقیرِ کامل حاکم و امیر ہوتا ہے جسے حروفِ اسمِ اللہ ذات ایک ہی پل میں قربِ حضور میں پہنچا کر غرق فنا فی اللہ کر دیتے ہیں اور وہ اسمِ اللہ ذات کی طے میں اِس شان سے غرق فنا فی اللہ ہو جاتا ہے کہ اُسے ایک ہی دم اور ایک ہی قدم پر صورِ اسرافیل اور قیامِ قیامت کا شور سنائی دینے لگتا ہے اور پھر اُسی دم میں وہ استغراق سے باہر بھی آ جاتا ہے بلکہ جو شخص تصورِ اسمِ اللہ ذات کی طے کا سبق پڑھ لیتا ہے وہ ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم پر اِس شان سے غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے کہ اُسے قیامِ قیامت اور حسابگاہِ روزِ حشر کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ اُس کا سارا وجود اسمِ اللہ ذات کے نور میں لپٹ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے دنیا و آخرت میں زندہ و جاوید کر دیتا ہے۔

بیت:۔ ’’اولیا اللہ کو پہلے ہی روز یہ مراتب حاصل ہو جاتے ہیں کہ پہلے وہ فنا فی اللہ ہوتے ہیں پھر بقا باللہ ہوتے ہیں اور آخر میں لقائے الٰہی سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔‘‘

فقیر کو ایسی قوت قربِ حضور سے میسر ہونے والی توفیق و تحقیق سے حاصل ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مَیں ہر حال میں اِس قدر خبردار اور ہوشیار رہتا ہوں کہ کبھی کوئی فرضِ خدا مجھ سے نہیں چھوٹا اور نہ کبھی نمازِ باجماعت کی سنت مجھ سے قضا ہوئی کیونکہ خدا و رسول کی رضا مندی پنجگانہ نماز میں پائی جاتی ہے۔جو شخص نمازِ دائمی [1] اور نمازِ وقتی دونوں سے دوستی رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو کر لازوال مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کیونکہ رازِ نماز کے اندر ہے اور نماز راز کے اندر ہے۔نماز و رازہی عارف باللہ فقیر کے دو بال و پر ہیں۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔

شرحِ مراقبہ واستغراق

اگر طالبِ قرب قہر و جذب کا شکار ہو کر اپنے مرتبے سے گر جائے یا رجعت خوردہ ہو جائے یا بھوک و افلاس میں گھر کر ہر وقت مفلسی کا رونا روتا رہے اور ہدایتِ معرفتِ الٰہی سے محروم ہو جائے یا مردود ہو کر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور معرفتِ الٰہی کا منکر ہو جائے یا اپنے مرشد سے دشمنی و منافقت پر اُتر آئے یا مقامِ حیرت وعبرت میں آکر دیوانگی اور جہولیت کا شکار ہو جائے اور رات دن بے آرام و بے قرار رہنے لگے یا علمِ دعوتِ تکسیر اُس پر نہ کھل سکے یا علم پڑھنے میں اُس کا جی نہ لگے یا علم پڑھنے سے اُس کے ذہن و فہم کی صلاحیتیں اُجاگر نہ ہوسکیں یا یہ کہ طالب قوتِ اسم اللہ ذات کی توفیق اور تصرف تحقیق سے کل و جز کی تمام مخلوق و روحانیت اور ذات وصفات کے جملہ درجات و مقامات کو اپنے زیرِ تصرف لانا چاہے یا طالب یہ چاہے کہ بظاہر ہر خاص و عام سے ہم

---

[1] :- نمازِ دائمی یہ ہے کہ فقیر اپنے باطن کے اندر ہر وقت تصورِ اسم اللہ ذات میں غرق رہتا ہے۔

کلام رہے لیکن بباطن انبیاؑ و اولیاؒ کا ہم مجلس ہو کر اُن سے ہم کلام رہے یا ماضی، حال و مستقبل کے حالات سے باخبر رہے یا پورے طور پر واصل حق ہو جائے تو اُس کا علاج یہ ہے کہ سب سے پہلے مرشدِ کامل اُسے مرتبہ ءعلمِ کیمیائے اکسیر و علمِ دعوتِ تکسیر عطا کر دے تاکہ وہ غرق فنا فی اللہ ہو کر مشاہدۂ معراج میں قدم رکھے، اس کے بعد مرشد پر طالب اللہ کو تلقین کرنا لازم ہے۔

ابیات:-(۱) ''جو طالب مرشد کی تلاش میں صعوبتیں اُٹھاتا ہے وہ قبر میں بھی بادشاہی کرتا ہے۔'' (۲) ''اگرچہ پیری و مریدی بہت مشکل کام ہے تاہم طالب اللہ کو قبر میں بھی بادشاہی سے نوازنا میرے دائرۂ عمل و اختیار میں ہے۔'' (۳) ''طالب اللہ کو باتوفیق و صاحبِ طریق اور مرشد کو غرقِ توحید اور صاحبِ تحقیق ہونا چاہیے۔''

طلبِ مولیٰ میں اگر طالب با خلاص و جان نثار ہے، تو مرشد باھُو قادری کے لئے اُسے تصورِ اسمِ اللہ ذات کی توجہ سے ایک ہی دم میں بامراد کر دینا کون سا مشکل و دشوار ہے۔

مثنوی :- ''اے طالبِ حق! تجھے حق پسندی مبارک، اِدھر آ حق کی طرف کہ دنیا چند روزہ ہے، اُسے چھوڑ دے، مَیں دنیا کی اِس حقیقت کو جانتا ہوں اِس لئے مَیں نے اُسے خدا کی خاطر چھوڑ دیا ہے۔''

جان لے کہ تصورِ توفیق و تصرفِ تحقیق ایسے ہے جیسے کہ عصائے موسیٰ علیہ السلام یا جیسے کہ جامِ جہاں نما یا جیسے کہ آئینۂ سکندری، یا جیسے کہ گلزارِ آتش حضرت ابراہیم علیہ السلام یا جیسے کہ قربانیٔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یا جیسے کہ دمِ عیسیٰ علیہ السلام یا جیسے کہ مہرِ سلیمان علیہ السلام یا جیسے کہ معراجِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔''

ابیات:-(۱)''مرشدِ کامل طالب اللہ کو کیمیائے اکسیر کا علم عطا کر کے خزائن الٰہی بخش دیتا ہے۔''(۲)''کامل کی نظر پارے کو کشتہ بنا دیتی ہے کیونکہ کامل کی نظر خضر کی نظر سے بڑھ کر مؤثر ہوتی ہے۔''(۳)''یہ ہوا و ہوس کے غلام لوگ بھلا صاحبِ کیمیا کہاں ہو سکتے ہیں؟ کہ علم کیمیائے اکسیر جاننے والے تو بس خاموش ہی رہتے ہیں۔''(۴)''اگر تُو کیمیائے اکسیر کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو کسی عارف باللہ مرشد سے حاصل کر۔''(۵)''مرشدِ کامل علمِ کیمیائے اکسیر کا خزانہ کسی لائق طالب کو یا تو خود عطا کر دیتا ہے یا بارگاہِ الٰہی سے دلوا دیتا ہے۔''(۶)''کم حوصلہ طالب کو علمِ کیمیائے اکسیر سے آگاہ کرنا بہت بڑی خطا ہے کیوں کہ صرف وسیع حوصلہ طالب ہی اِس عطا کا سزاوار ہوتا ہے۔''

نعتِ حضرت شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی وصفتِ طریقۂ قادری

سن! اگر تُو عاقل ہے تو ہشیار ہو جا، اگر غافل ہے تو غفلت کا پردہ اپنے کانوں سے ہٹا کر خبردار ہو جا، اگر عامل ہے تو صاحبِ اعتبار ہو جا اور اگر کامل ہے تو اِس حقیقت کو سو بار و ہزار بار بلکہ ہمیشہ یاد رکھ کہ حضرت شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا طریقۂ قادری اسرارِ الٰہی کے خزانے بانٹنے والا اور ناقصوں کے وجود سے ریاضت کا بوجھ اُتارنے والا طریقہ ہے۔ قادری طریقہ تیز دھار ننگی تلوار کی مانند ہے، جو شخص حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کے کسی طالب مرید سے دشمنی کا دم بھرتا ہے تو اُس کا سر گردن سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ اگر حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کی اولاد میں سے

کوئی طالب مرید صالح ہوتو وہ آپ کی آستین میں رہتا ہے اور اگر طالح ہوتو آپ اُس کی آستین میں ہوتے ہیں، جب کوئی اُسے آزار پہنچاتا ہے تو حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز آستین جھاڑ کر اُسے سات پشتوں تک تباہ حال کر دیتے ہیں۔جان لے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کی رات کو قربِ الٰہی کی طرف بڑھے تو حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز نے اپنی گردن آپ کے قدموں میں رکھ دی جس پر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اب آپ کا قدم جملہ اولیاً اللہ کی گردن پر ہوگا۔ہر طریقہ خرقہ پوش ہے لیکن قادری طریقہ محبت و معرفت توحید الٰہی کا دریا نوش ہے، ہر طریقہ میں سجادگی ہے لیکن قادری طریقہ میں غرق فنا فی اللہ ہوکر نفس سے آزادگی ہے، ہر طریقہ میں قائم مقام ہے لیکن قادری طریقہ میں ہدایتِ معرفت و فقر تمام ہے، ہر طریقہ میں جبہ و دستار ہے لیکن قادری طریقہ میں مشاہدہ جمالِ حضور اور شرف دیدار ہے، ہر طریقہ میں ورد و تسبیح ہے لیکن قاری طریقہ میں غرقِ وحدت و نفس ذبح ہے، ہر طریقہ میں تقلیدی طور پر حجام کی طرح قینچی سے طالب مرید کے بال کاٹے جاتے ہیں لیکن قادری طریقہ میں توجہ دے کر بعین توحید کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔

قطعہ:۔ ’’ہر طریقہ مفلس و در در کا سوالی ہے مگر قادری غنی و با وصال ہوتا ہے، مَیں قادری فقیر ہوں، ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں حاضر رہتا ہوں اور طالبوں کو مجلسِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچاتا رہتا ہوں۔‘‘

فقیر نے جو کچھ کہا ہے حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہا ہے۔

حضرت پیر دستگیر محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا قول ہے:۔

’’میرا یہ قدم کل اولیاً اللہ کی گردنوں پر ہے۔‘‘ جب حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ نور

وآلہٖ وسلم براق پر سوار ہو کر جبرائیل علیہ السلام کی پیادہ پیشوائی میں معراج کی غرض سے روانہ ہوئے اور کونین کی شش جہات سے نکل کر عرش سے اوپر لاہوت لامکان میں فنافی اللہ ہو کر قربِ حق تعالیٰ کے مقام قابَ قوسین پر پہنچے تو وہاں آپ نے ایک نہایت حسین و جمیل نور الہدیٰ صورتِ فقر کو دیکھا تو پوچھا کہ الٰہی! یہ صورتِ فقر کون ہے جو تیری بارگاہ میں معشوق کا درجہ رکھتی ہے، فرمانِ الٰہی ہوا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کے لئے مژدہ ہے کہ یہ صورتِ فقر محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی کی ہے جو آپ کی آل اور حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی حسنی و حسینی اولاد ہے، اِس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:- ''فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے-'' کیونکہ شاہ محی الدین میرے فقر میں سے ہیں اور مجھے شاہ محی الدین پر فخر ہے- تُو جان لے کہ جب کوئی اُن کی زندگی میں حضرت شاہ محی الدین کا نام وضو کے بغیر زبان پر لاتا تو اُس کا سر گردن سے اُڑ جاتا تھا، یہ ایک آزمائش تھی، کیوں کہ آپ سر سے قدم تک انوارِ قربِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے تھے اور ابتدا سے انتہا تک فقر کا بارِ گرانی اُٹھائے ہوئے تھے- خبردار! دانائی سے کام لے (اور یاد رکھ) کہ حجام کی طرح مریدوں کے بال کاٹنے والے اہلِ تقلید وزن مرید مرشد بہت زیادہ ہیں لیکن مرشد قادری فقیر کی طرح ہونا چاہیے کہ ایک ہی نظر میں حضوری میں پہنچا دے- اے طالبِ حق! صاحبِ نظر عارف بن اور نجاست بھری مردار دنیا کی محبت کو دل سے نکال دے- دورانِ معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روحِ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کو حضورِ حق ہی میں دست بیعت فرما کر تعلیمِ علم وتلقین وحلم وارشادِ معرفت سے نوازا اور اپنا قائم مقام بنا کر افتخار و سربلندی سے شاد فرمایا اور شاہ عبدالقادر کا خطاب عطا فرمایا- حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز مادر زاد

ولی اللہ تھے جنہیں خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دست بیعت فرمایا۔ آپؒ جب کبھی ظاہری دست بیعت کرنے کی غرض سے کسی مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلتے اور مرشدوں کو طلبِ ناقص میں گرفتار پاتے تو اپنی باطنی توجہ سے انہیں طلبِ ناقص سے نکال کر مرشدی کے انتہائی مرتبے پر پہنچا دیتے۔ دوسرے پیر لوگوں کو صرف طالب مرید کرتے تھے لیکن حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز اپنے طالبوں کو مرتبہ مرشدی عطا فرمایا کرتے تھے۔ ظاہر میں تو دوسرے بہت سے پیر تھے لیکن حقیقت میں وہ سب حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کے طالب مرید تھے، حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز نے کسی کو بھی اپنے مرتبے کا نہ پایا۔ جیسا اُس وقت تھا ویسا ہی اب ہے۔ جان لے کہ قادری طریقہ بادشاہ ہے اور دوسرے تمام طریقے اُس کی فرمانبردار و محکوم رعیت ہیں۔ راہِ طریقت میں ہر طریقے کی پیشوا ریاضت ہے لیکن کامل قادری طریقے میں پہلے ہی روز شرفِ دیدار، حضوریٔ انوار اور قربِ الٰہی ہے۔

مثنوی:۔ ''طریقۂ سہروردی کو راہِ فقر سے آگاہی نہیں، طریقۂ نقشبندی کو راہِ فقر کی خبر نہیں اور طریقۂ چشتی کی راہبر ریاضت ہے جس سے دنیوی عزّ و جاہ اور مال و دولت کا تصرف ہاتھ آتا ہے جب کہ طریقۂ قادری کی ابتدا لقائے الٰہی ہے اور اُس کی انتہا مجلسِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی حضوری ہے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔ '' جو شخص حق بات کہنے سے چپ رہا وہ گونگا شیطان ہے۔'' اِس لئے فقیر جو کچھ کہتا ہے حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہتا ہے کہ مرتبۂ قادری کسی کے وہم و فہم میں نہیں سما سکتا کہ اُس کی حد ہے نہ حساب۔ طریقۂ قادری کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اوّل رافضی و خارجی، دوم ناقص و کاذب و حاسد اور سوم مردود و منافق۔

اے جانِ عزیز! عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ دانش و تمیز سے کام لیا جائے ،لہٰذا معرفت و فقر میں وہ شخص قدم رکھے جو سب پہلے طریقے کی ابتدا و انتہا کے ہر مقام پر حق و باطل کی تمیز اور باطنی تحقیق کی توفیق سے پیر و مرشد کی پرکھ کر لے اور توفیق بھی چار قسم کی ہے، (۱) توفیقِ علم کہ جس کا تعلق انسانی شعور سے ہے، (۲) توفیقِ تصورِ اسمِ اللہ ذات جو اہلِ حضور اولیا اللہ کا نصیبہ ہے، (۳) توفیقِ تصدیقِ دل جو ذکرِ قلبی سے حاصل ہونے والے مشاہدہ انوارِ توحید اور شرفِ دیدارِ پروردگار سے نصیب ہوتی ہے اور جس سے باطن آباد رہتا ہے، (۴) وہ توفیق کہ جس سے بذریعہ تصور نفس فنا ہو جاتا ہے اور بذریعہ تصرف روح بقا حاصل کر لیتی ہے اور طالب عارف باللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے۔ طریقہ قادری میں مرشدِ کامل پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالب اللہ کو تلقین کے ذریعے چاروں قسم کی توفیق ضرور عطا کرے۔ یاد رہے کہ دوسرے ہر طریقے میں رنج ریاضت کی آفات ہیں لیکن طریقہ قادری میں تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے پہلے ہی روز غرق فنا فی اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے، قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے اور دوسرے طریقے چراغ کی مثل ہیں۔ اکثر وساوسِ شیطانی اور خطراتِ نفسانی میں گھرے ہوئے جاسوس قسم کے طالب حیلے بہانے سے قادری طریقے کی خلافت حاصل کر لیتے ہیں جس سے وہ ظاہر میں با مقصود نظر آتے ہیں لیکن باطن میں مردود ہوتے ہیں، وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں ہر طریقہ کی خلافت حاصل ہے لیکن قادری کو ایسا دعویٰ کرنے سے صد حیا اور ہزار شرم آتی ہے۔ طریقہ قادری کا طالب مرید کسی دوسرے طریقے سے التجا کرتا ہے نہ کوئی غرض رکھتا ہے۔ قادری طریقے کا طالب مرید نر شیر کی مثل ہوتا ہے وہ لومڑیوں کو ہرگز منہ نہیں لگاتا۔ طالب مرید قادری بلند پرواز شہبازِ قدس کی مثل ہوتا ہے جو چیل کا ہم

نشین کبھی نہیں ہوتا۔ طالب مرید قادری مست اونٹ کی مثل ہوتا ہے، جو کھاتا خار ہے اور اُٹھاتا بار ہے۔ یاد رہے کہ جو شخص پورے یقین واعتقاد اور اخلاصِ خاص کے ساتھ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰهِ اُمْدُ دْ نِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" کہہ دیتا ہے، اُس پر ابتدا و انتہا کی حقیقت روشن ہو جاتی ہے اور وہ ہدایتِ معرفت اور ولایتِ فقر کے اُس کامل مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ جس کے متعلق فرمایا گیا ہے:۔ "جب فقر اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی کے نامِ معظم کی تاثیر سے حضوری معراج کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور جسے شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی کا نام لینے سے حضوریٔ معراج کا مشاہدہ حاصل ہو جائے اُسے ریاضت و چلہ کشی کی کیا حاجت؟ یاد رہے کہ ہر طریقے میں طالب مرید کو ذکر فکر و مراقبہ میں کوشش اور مرشد کو باطنی توجہ سے کشش کی حاجت ہوتی ہے لیکن قادری طریقے میں کوشش کی حاجت ہے نہ کشش کی بلکہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کی ایک ہی توجہ سے طالب مرید کو حضوری میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

مثنوی :۔"طریقۂ قادری میں کشش کی حاجت ہے نہ ثواب کی خاطر کوشش کی بلکہ غرق فی التوحید فی اللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کو بلا حجاب دیکھا جاتا ہے۔ نفس و قلب و روح و ہوا سے میری جان چھوٹی اور میں غرق فی التوحید ہو کر جمالِ خداوندی کا مشاہدہ کرتا رہتا ہوں۔"

غرق کسے کہتے ہیں اور توحید کسے کہتے ہیں؟ غرق و توحید غیر مخلوق ہے جو تصورِ اسم اللہ ذات سے کھلتی ہے اور حروفِ اسم اللہ ذات سے ظاہر ہوتی ہے۔ غرق و توحید کا مرتبہ برحق ہے کہ اِس کا ظہور حق سے ہے اور یہ حق سے پیوست ہے۔ جب کسی شک و شبہ کے بغیر طالب اللہ تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے حضوری میں پہنچتا ہے تو اُس کا باطن

معمور اور وجود مغفور ہو جاتا ہے۔فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-" تا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔"(یعنی آپ پر لگائے گئے اگلے پچھلے الزامات کا ازالہ کر دیا جائے۔) پس جس شخص کا وجود تصورِ اسم اللہ ذات کی قید میں آ کر مغفور ہو جاتا ہے وہ وصالِ لازوال سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ سو معلوم ہوا کہ تصورِ اسمِ اللہ ذات میں غرق رہنے والے شخص کا مرتبہ صغیرہ وکبیرہ گناہ کی زد میں آ کر سلب نہیں ہوتا کہ اُسے تصورِ اسمِ اللہ ذات کی لازوال تقویت حاصل ہوتی ہے۔اسمِ اللہ ذات جس شخص کو سر سے قدم تک اپنے تصرف میں لے لیتا ہے اُس کا سارا وجود نور ہو جاتا ہے اور وہ علمِ نور پڑھتا ہے، اُس کا نفس نور، قلب نور، روح نور اور سِرّ نور ہو جاتا ہے، اُس کا دیکھنا نور، سننا نور، بولنا نور، گفتگو و افعال نور، اعمال و احوال نور، وصال و جمال نور، کھانا پینا نور، سونا جاگنا نور، شرفِ دیدار نور، تصور و تصرف نور، تفکر نور، توجہ نور، معرفت وقرب نور اور جمعیت با ایمان نور،غرض اُس کے تمام اعضا نور ہو جاتے ہیں۔یہ ابتدا ہے صاحبِ ایمان و باطن معمور طالب مرید قادری کی۔ حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا فرمان ہے :-"یقیناً میرا مرید صاحبِ ایمان ہو کر ہی مرے گا۔" کیونکہ مرتے وقت اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز کی رفاقت سے بے شک اُس کی زبان پر کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ "جاری ہو جاتا ہے۔

شرحِ نور

پس نور کسے کہتے ہیں اور نور کیا چیز ہے؟ جو نور اسمِ اللہ ذات کے حروف سے ظاہر ہوتا ہے وہ نور وسیلۂ دیدارِ پروردگار ہے۔ یہ نور ہوشیار ولی اللہ کو نصیب ہوتا ہے۔

دنیا ظلمات ہے کہ یہ مطلق جیفۂ مردار ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-''اَللّٰہُ (اسم اللہ ذات) مومنوں کا ایسا دوست ہے جو انہیں ظلمات سے نکال کر نور میں لے آتا ہے۔'' قادری طریقے کا اہلِ نور طالب ولی اللہ ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے۔ جو طالب اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ قربِ الٰہی کی قید میں آجاتا ہے اور وہ خود کو اِس شان سے خدا کے سپرد کرتا ہے کہ اپنی ہستی کو درمیان میں کبھی نہیں لاتا۔ جو شخص مطالعۂ علمِ معرفت و تصوف اور قربِ اللہ حیؔ قیوم کو نظر انداز کر دیتا ہے وہ سیاہ دل و شرمندہ احوال ہو کر حال و وصالِ تصوف سے بے خبر رہتا ہے حالانکہ تصوف توفیقِ حضور سے حروف و صوتِ نور پر مشتمل اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ اعلام و کلام ہے جس سے اب اُن اسرار و رموز کا اظہار کیا جاتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ میں ظہور پذیر ہونے سے رہ گئے تھے۔ یہ تصنیف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُنہی باقی ماندہ معجزات کے بارے میں ہے جن کا علم فقیر نے باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں پہنچ کر حاصل کیا۔ یہ تصنیف علمِ معجزات سے منور ہے اور پورے یقین و اعتبار کے ساتھ اُن باقی ماندہ اسرار سے پردہ ہٹاتی ہے۔ اکثر بزرگوں اور مصنفوں کی تصانیف الہامی ہوتی ہیں لیکن اِس فقیر کی تصنیف سراسر قربِ الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے کلام پر مشتمل ہے۔ اِس کتاب کا مطالعہ کم بخت و بدکار کو نیک بخت و نیکوکار بنا دے گا بشرطیکہ کوئی اِسے ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اِس کتاب کا تعلق علمِ واردات سے ہے نہ کہ ابتدائے نفی اثبات سے بلکہ اِس کا تعلق ذات سے ہے کہ یہ اُس کا ذاتی کلام ہے۔ یہ کتاب حیات بخش ہے کہ اِس کے مطالعہ سے دائمی حیات نصیب ہوتی ہے۔ یہ کتاب نجات بخش ہے کہ اِس

کے مطالعہ سے نجاتِ ابدی نصیب ہوتی ہے۔ اِس کتاب میں آیاتِ قرآنی کا وہ علم سمویا ہوا ہے کہ جس سے ابتدا ہی میں قربِ الٰہی کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہو جاتا ہے لیکن مراتبِ فنا فی اللہ کی یہ نعمت وسعادت عاشقوں وواصلوں ہی کا نصیبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے مراتب فنا فی اللہ ہر کسی کو نصیب کرے۔ آمین!

ابیات:۔(۱)" اگر کوئی مجھ سے قربِ الٰہی کا سوال کرتا ہے تو مَیں اُسے جواب دیتا ہوں کہ تُو اپنے دل سے مقامِ خلق کے جملہ طبقات کی طلب نکال دے۔"(۲)" اگر تُو اہلِ نظر ہے تو اِن مقامات کی طرف مت دیکھ اور اگر تُو دیکھتا ہے تو تُو حاسد وکینہ پرور ہے۔"

مَیں جو کچھ کہتا ہوں حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہتا ہوں کہ بعض طریقوں میں ریاضت سے اکثر دولتِ دنیائے مردار بکثرت ہاتھ آتی ہے اور بعض طریقوں میں ریاضتِ تقویٰ سے نعمائے بہشت حاصل ہوتی ہیں لیکن قادری طریقے میں نعمتِ معرفتِ دیدارِ پروردگار ہے اور فرمایا گیا ہے :۔" جسے اللہ مل گیا وہ مالکِ کل ہو گیا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے :۔" کلمۂ حق کہنے سے چپ رہنے والا آدمی گونگا شیطان ہے۔" طالبِ دنیا مخنث ہے، طالبِ عقبیٰ مؤنث ہے اور طالبِ مولیٰ مذکر ہے۔ دوسرے ہر طریقے کا طالب مرید دنیا کی خاطر پریشان رہتا ہے لیکن قادری طریقے کا طالب مرید دنیا سے تارک فارغ مرد مذکر ہوتا ہے کیونکہ وہ معرفت وتوحید میں اِتنا کامل ہوتا ہے کہ ایک ہی توجہ سے خلق کی ہر منزل اور ہر خاص وعام مقام سے گزر جاتا ہے اور توحید کے ایک ہی حرف سے دونوں جہان طے کر جاتا ہے۔ راہِ معرفت اور تجرید وتفرید کی یہ انتہا ہے کہ اِس میں ابتدائی سبق کے طور پر بے محنت محبت، بے طاعت طلب، بے

ریاضت راز، بے مجاہدہ مشاہدہ، بے مراقبہ معرفت، بے رنج گنج، بے طریق توفیق، با قوت قرب، بنظر نگاہ آگاہی، بافکر ذکر، بے فنا بقا، بے جفا لقا، بہ قلب بیدار دیدار، بے استدراج معراج، بہ جسم نور حضور، باحلم علم، باحکم حکمت، بے غم دم، با کرم جود، بانفاس پاس، باتصدیق اقرار، باصدیق صدق، باتوکل ترک، باروح رحمت، بہ قلب زندگی، بچشم عیاں نظارہ، بنفس امارہ تزکیہ، باسرار سرّ، بہ اعتبار مجلس، بدیدار یقین، باجمال جمعیت، باوصال وحدت، لازوال وصال، بہ احوال قال، بہ تصور تصرف، بہ تفکر توجہ، بامشاہدہ حضور غرق، بہ اہل القبور کشف کرامات، بامات حیات، باگرسنگی سیری، باعنایت غنایت، بانہایت ہدایت، باحیا ادب، باقضا رضا، بااصل وصل اور بہ علم دقیق توفیق بخشی جاتی ہے ۔ یہ جملہ مراتب وقرب الٰہی اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری بھی طریقۂ قادری کا ابتدائی مرتبہ ہے، اس پر مغرور نہ ہو کہ راہ فقر اس سے بہت آگے ہے، چنانچہ مَیں اُس فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے فیض فضل سے قادری طالب کو عطا کیا جاتا ہے۔ سن اے طالبِ جاں فدا، سن اے مرشدِ فیض فقر نما کہ ایک فرمان کے مطابق فقر کی انتہا ایک تو صبر میں ہے اور دوسرے رضا میں لیکن اس پر بھی غرور نہ کر بلکہ اس سے آگے بڑھ ۔ فقر کی انتہا کیا ہے؟ فقر کے چار مراتب ہیں۔ اوّل یہ کہ فقیر ہمیشہ تصورِ اسمِ اللہ ذات میں غرق رہتا ہے، کونین و دونوں جہان اُس کے زیرِ قدم ہوتے ہیں اور جملہ فرشتے اُس کے تابع فرمان غلام ہوتے ہیں، یہ بہت بڑا درجہ ہے لیکن یہ بھی خام مرتبہ ہے اس پر بھی مغرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سے آگے بڑھنا ضروری اور فرضِ عین ہے۔ فقر کا ایک درجہ یہ بھی ہے کہ فقیر ایک ہی نظر میں عرش سے تحت الثریٰ تک کے تمام مقامات طے کر جاتا ہے، ایک ہی

نگاہ سے قبروں کے مردوں کو زندہ کرسکتا ہے، لوحِ محفوظ کو ہمیشہ اپنے زیرِ مطالعہ رکھتا ہے اور لوگوں کو اُن کے نیک و بد احوال سے آگاہ کرسکتا ہے، ہمیشہ نمازِ پنج گانہ حرم کعبہ میں ادا کرتا ہے، حلال کھاتا ہے اور حرام سے بچتا ہے، یہ بھی فقر کا بہت بڑا درجہ ہے لیکن ہے یہ بھی خام مرتبہ ہے اس پر بھی مغرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ اِس سے آگے بڑھنا ضروری اور فرضِ عین ہے کہ یہ تمام مراتب ناسوتی ہیں، اِس درجہ کا فقیر محتاج ہوتا ہے جب کہ کامل فقیر لایحتاج ہوتا ہے اور لایحتاج فقیر وہ ہے جسے سات قسم کے خزانے اور سات قسم کے معراج کا مشاہدہ حاصل ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ '' فقر سوائے اللہ کے کسی کا محتاج نہیں۔'' سات خزانوں کا تعلق اِن سات معراجوں سے ہے، ایک معراجِ علم، دوسرا معراجِ حلم، تیسرا معراجِ محبت، چوتھا معراجِ معرفت، پانچواں معراجِ مشاہدہِ قربِ حضور، چھٹا معراجِ مجلسِ انبیا و اولیا اللہ، ساتواں معراجِ فقر۔ یہ ہیں مراتبِ فقر کہ جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔ '' فقر جب اپنے کمال پر پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔'' فقیر کی پہچان یہ ہے کہ وہ کمالِ فقر پر پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ فقیر کا طالب بھی فقیر کی تلقین سے پہلے ہی روز کمالِ فقر پر پہنچ کر کونین کا امیر بن جاتا ہے۔ ایسا فقر اور ایسا فقیر صرف طریقۂ قادری میں پایا جاتا ہے۔ قادری طالب مرید کا مرتبہ کسی دوسرے سے ہرگز سلب نہیں ہوسکتا کہ قادری طالب مرید دوسرے تمام طریقوں پر غالب ہوتا ہے کیونکہ طریقۂ قادری اور فقرِ قادری امورِ خداوندی میں سے ایک امر ہے اور اللہ کا امر ہر چیز پر غالب ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور اللہ غالب ہے اپنے امر پر۔'' سن! قادری جب سات قسم کی پارسائی سے سات گنج پارس حاصل کرلیتا ہے تو وہ مرتبۂ فقر پر پہنچ جاتا ہے، اُسے غنی فقیر کہتے ہیں اور وہ ہر وقت مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

حاضر رہنے والا لایحتاج فقیر ہوتا ہے، جو فقیر اس وصف سے خالی ہو وہ اہل شکایت ہو کر روٹی کا سوالی بنا رہتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے قسمت کا گلہ کرتا رہتا ہے، ایسے فقیر کو بد بخت وشقی فقیر کہا جاتا ہے۔ جان لے کہ کامل مکمل اکمل جامع نورالہدیٰ فقیر خدا کا معشوق اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق ہوتا ہے۔ اِن تمام مراتب کے حامل فقیر کو کامل کل فقیر کہا جاتا ہے کیونکہ کامل مکمل اکمل جامع نورالہدیٰ عاشق ومعشوق کے جملہ مراتب مرتبۂ کامل کل میں آجاتے ہیں اور اُسے کامل کل اہل توحید اس لئے کہا جاتا ہے کہ اُس کی نظر اور توجہ کنجی کی مثل ہوتی ہے جس سے وہ ہر مشکل کے قفل کو کھول کر مطالب حاصل کرلیتا ہے۔ کامل کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض کامل اہل تقلید ہوتے ہیں، بعض اہل توحید، بعض اہل زندیق خلق پسند اور بعض کامل پسندِ خالق ہوتے ہیں۔ ایسے کامل بے شمار ہیں جو ہوتے تو ناقص ہیں لیکن ناقص لوگ اُنہیں کامل سمجھتے ہیں۔ اصل کامل تین قسم کے ہوتے ہیں، (۱) کامل حیات اہل نفسانی، (۲) کامل ممات اہل روحانی، (۳) کامل ذات صاحبِ قربِ ربانی جیسے کہ سلطان عبدالقادر جیلانی (قدس سرہ العزیز) - کامل حیات کسے کہتے ہیں؟ کامل ممات کسے کہتے ہیں؟ اور کامل ذات کسے کہتے ہیں؟ کامل حیات وہ ہے جو اپنی زندگی میں طالبوں اور مریدوں کو تلقین سے فیض پہنچاتا ہے اور فضل سے بہرہ ور کر کے بامراد کرتا ہے، اُسے صاحبِ توجہ کامل توفیق کہتے ہیں، کامل ممات وہ ہے جو زندگی میں تو کسی کو طالب مرید نہیں کرتا لیکن جب وفات پا جاتا ہے تو بعد از وفات خواب میں لوگوں کو طالب مرید کر کے فیض پہنچاتا ہے اور باطن میں طالبوں مریدوں کو جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ ظاہر میں بھی عطا فرماتا ہے، اُسے کامل تصدیق کہا جاتا ہے۔ کامل ذات وہ ہے جس کے لئے زندگی وموت برابر ہوتی ہے اور وہ ظاہر باطن میں طالبوں اور

مریدوں کو اُن کے ہر مرغوب و مطلوب مرتبے و درجے پر پہنچاتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ’’ جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے جائیں اُنہیں مردہ مت کہو، وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں۔‘‘ یہ کامل قاتلِ نفس، شہیدِ نفس، شہیدِ قلب، شہیدِ اکبر روح اور شہیدِ اکبر کبارِ سِرّ ہوتے ہیں۔ فقیر صاحبِ اسرار ہوتا ہے کہ وہ غرقِ مشاہدۂ دیدار ہوتا ہے، ایسے کامل فقیر کو جب اُس کے طالب مرید یا دوست آشنا اخلاص و اعتقاد کے ساتھ یاد کرتے ہیں تو وہ روحانی توفیق سے اُسی وقت ظاہری جثّے یا قلبی جثّے یا روحی جثّے یا سِرّی جثّے یا نوری جثّے کے ساتھ حاضر ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی کامل کا نام لے کر اُسے پکارتا ہے تو بے شک وہ کامل فوراً حاضر ہو جاتا ہے بلکہ طالب مرید سے یا تو ہم کلام ہو جاتا ہے یا وہم یا دلیل یا الہام یا خیال یا آواز سے اُسے جواب باصواب دیتا ہے یا خوشبوئے روحانی ریح و تسبیح سے اپنی موجودگی کی خبر دیتا ہے یا واضح طور پر اپنے جمال کا نظارہ کرا دیتا ہے لیکن دیکھنے والا صاحبِ معرفت اور صاحبِ مراتبِ قرب و وصال ہو۔ جو مرشد ظاہر و باطن اور باطن و ظاہر میں اِس وصف کا مالک نہ ہو اور اُس کا وجود اِس طرح کا عظیم و طاہر نہ ہو اور وہ ظاہر میں طالب مرید سے ہم کلام نہ ہو سکتا ہو وہ زن سیرت و مخنث صورت مرشد کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ تو مردہ دل ہے اور مردہ دل آدمی جانوروں سے بدتر ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کا غلام اور ظالم ہوتا ہے۔ پیری و مرشدی اور طالبی و مریدی آسان کام نہیں کہ یہ مشاہدۂ اسرارِ الٰہی کا نام ہے۔ ایسا کامل فقیر انتہائی مرتبے کا مالک ہوتا ہے۔ جس فقیر کے لئے زندگی اور موت برابر ہو جائے اور وہ معرفتِ الٰہی کے نور سے آبِ حیات کا جام پی لے وہ کامل فقیر ہے اور اُس کے لئے فقر باعثِ فخر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ’’ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔‘‘

فقر جب تمام ہو جاتا ہے تو لازوال ہو جاتا ہے، کسی بھی گناہ سے سلب نہیں ہوتا کیونکہ اُس کا مرتبہ خوف وغم سے پاک ہے۔ تمامیتِ فقر، کاملیتِ فقر، معرفتِ فقر، قربِ حضوریٔ فقر اور مشاہدۂ انوارِ دیدارِ فقر طریقۂ قادری میں پایا جاتا ہے، اگر کوئی اور طریقہ اِس کا دعویٰ کرے تو لاف زن ہے، جھوٹا ہے، مردہ دل اور اہلِ حجاب ہے لیکن کامل قادری جہان میں بہت کم ہی ملتا ہے، کامل قادری آفتاب کی طرح روشن وفیض بخش ہوتا ہے۔ کامل قادری کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے طالب مرید کو محض زبانی تعلیم وتلقین وارشاد نہیں کرتا بلکہ باطنی توجہ سے حاضراتِ اسم اللہ ذات اور کنہ کلمہ طیب " لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ " کے ذریعے مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل کر دیتا ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلیم وتلقین، منصبِ ہدایت وولایت اور حکم واجازت سے سرفراز کرا دیتا ہے اور خود کو درمیان میں لائے بغیر اپنے طالب مرید کو خدا اور رسولِ خدا کے سپرد کر دیتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے، بے شک اللہ اپنے بندوں کی نگہبانی فرماتا ہے۔" جو آدمی خود کو کامل قادری کہلواتا ہے لیکن باطن میں طالب مرید کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچانے کا طریق باتوفیق نہیں جانتا اور اُسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فیض نہیں دلا سکتا تو وہ نہ تو راہِ کامل قادری جانتا ہے اور نہ ہی قربِ حقیقی سے واقف ہے۔ تلقینِ کامل سے طالب کا مطلب تمام ہو جاتا ہے لیکن ناقص سے تلقین حاصل کرنا طالب پر حرام ہے۔

بیت :۔" میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صاحبِ قرب کامل قادری فقیر ہوں، دنیوی مال ودولت قادری فقیر کی دشمن ہے۔"

الغرض طریقۂ قادری کو بارگاہِ رحمٰن سے قدرت وقرب وتوفیق وتحقیق وجمعیت

حاصل ہے اور شریعتِ نص وحدیث اور تفسیرِ قرآن سے برکتِ روشن ضمیری حاصل ہے۔ خبردار! دنیا کا جمع کرنا خصلتِ فرعون اور متاعِ شیطان ہے، جو شخص کہتا ہے کہ مجھ پر دین و دنیا دونوں کی بخشش وعطا ہے تو یہ سراسر حیلۂ شیطانی و بہانۂ نفس وہوا ہے۔ قادری پر لازم ہے کہ پہلے وہ تمام دنیا کا تصرف حاصل کرے اور بعد میں اُسے ترک کردے۔ دنیا کو اپنے عمل وتصرف میں اِس لئے لائے تاکہ اُس کا دل دنیا سے سرد ہوجائے اور دنیا کی یاد اُس کے دل میں باقی نہ رہے ورنہ "مکارہ جب کچھ نہ پاسکی تو پارسا بن بیٹھی" والا معاملہ بن جاتا ہے۔

شرحِ ذکر

ذاکر کی جان اور جسم فرحتِ روح سے سرشار ہوکر غم والم سے محفوظ ہوجاتے ہیں لیکن ایسے ذاکر جہان میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔

بیت:۔ "اِس جہان کی زندگی محض ایک دم ہے جسے بہرحال فنا ہونا ہے لیکن واصل باللہ ذاکر ہمیشہ زندہ رہے گا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "تمام فرائض میں سے پہلا فرض ذکر اللہ ہے یعنی کلمہ طیب " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " کا ذکر ہے۔"

ابیات:۔(۱) "کلمہ طیب کے ہر ایک حرف میں ہزارہا اذکار کا نور مستور ہے اور اس کے ہر ایک حرف سے انوارِ وحدت کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔" (۲) "ذکر اللہ دیدارِ پروردگار تک پہنچاتا ہے، جس ذکر کا ثمرہ دیدارِ خداوندی نہ ہو وہ ذکر ہی کیا؟" (۳) "صوت وآواز کے بغیر خفیہ ذکر سراسر نور ہے، ایسا نوری ذکر کسی جانباز عاشق ہی کو نصیب

ہوتا ہے۔" (۴) "خفیہ ذاکروں کی نظر دیدارِ الٰہی پر ہوتی ہے کیونکہ خفیہ ذاکر ہمیشہ غرق فنا فی اللہ ہو کر دیدارِ الٰہی میں محو رہتا ہے۔"

"فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اور اپنے رب کی یاد میں اِس طرح غرق ہو جا کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے۔" ذکر اللہ ذاکر کو سب سے پہلے حضوریٔ حق میں پہنچا کر مشاہدۂ انوارِ توحید سے سرفراز کرتا ہے جس سے ذاکر غرقِ توحید ہو کر خود کو فراموش کر دیتا ہے۔

ابیات:۔(۱) "ذکر اللہ ایک نور ہے جو حضورِ حق میں پہنچاتا ہے، یہ مغرور لوگ ذاکر کہاں ہو سکتے ہیں؟" (۲) "ذکر اللہ ایک لازوال ذوق ہے جو ذاکروں کو وصالِ الٰہی سے ہمکنار کرتا ہے۔" (۳) "ذکر اللہ ایک موت ہے جس سے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے، ذاکر اُس موت سے عیسیٰؑ صفت ہو کر مردوں کو زندہ کرتا ہے۔" (۴) "ذکر حبس دم سے ہوائے نفس کا خاتمہ نہیں ہوتا، حبس دم کرنے والے بھلا ذاکر کہاں ہو سکتے ہیں؟" (۵) "ذکرِ عین ہی وہ ذکر ہے کہ جس سے ذاکر دیدہ ور ہوتا ہے، ذکرِ عین سے ذاکروں کو وہ موت حاصل ہوتی ہے کہ جس سے وہ لامکان میں جا پہنچتے ہیں۔" (۶) "تفکر سے کیا جانے والا ذکر اللہ ہی فیض و فضل کا حامل ہوتا ہے، یہ ذکر روزِ ازل ہی سے ذاکروں کو نصیب ہوتا چلا آ رہا ہے۔" (۷) "ذکر اللہ وہ نہیں کہ جسے تُو سمجھتا ہے اور ذاکر وہ ہے جسے دیدارِ الٰہی حاصل ہو۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اور جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

ابیات:۔ (۱) "ذاکر کا چہرہ تو محبوب کا چہرہ ہوتا ہے، یہ نرے حیوان صفت لوگ بھلا ذاکر کہاں ہوتے ہیں؟" (۲) "یہ لوگ تو بس اندھوں کی طرح اپنی آنکھیں بند

کئے رکھتے ہیں اور مَیں ہوں کہ لقائے وحدت کے مزے لوٹتا رہتا ہوں۔'' (۳) ''ذکر اللہ کی مدد سے دیدارِ الٰہی حاصل کرنے والا صرف قادری ہی ہوتا ہے کہ وہ عامل و کامل ہو کر ہر وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔'' (۴) ''جو شخص توفیقِ الٰہی سے ہر وقت ذکر اللہ میں غرق رہتا ہے، ساری مخلوق اُس کی قدم بوسی کرتی ہے۔'' (۵) ''باحضوری ذکر اللہ سے ذاکر کو یہ خاص انعام حاصل ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بلا حجاب دیکھ کر حق الیقین کا مرتبہ پاتا ہے۔'' (۶) ''سرفروش ذاکر صاحبِ اسرار ہوتے ہیں، پہلے وہ دیدارِ الٰہی کرتے ہیں پھر وہ اعتبار کرتے ہیں۔'' (۷) '' میرا پیر محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہے جو بہت نیک نام ہے اور عربی و عجمی و ہندی سب اُس کے غلام ہیں۔''

یاد رہے کہ پیر طالب اللہ کے لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے پیغام رسانی کرنے والا، ذکرِ لازوال بخشنے والا اور معرفتِ الٰہی سے فیض یاب کرنے والا ہوتا ہے۔''

ابیات:۔(۱) ''ذکر بارگاہِ الٰہی سے حاصل ہونے والی توفیق و تحقیق اور مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے عطا ہونے والی تلقین کا نام ہے۔'' (۲) ''جو شخص ذکر اللہ میں مشغول رہتا ہے وہ ثانی خضر ہو جاتا ہے اور جو شخص ذکر اللہ سے غافل رہتا ہے وہ مردود تر ہو جاتا ہے۔'' (۳) ''بے پیرو بے مرشد آدمی شیطان ہوتا ہے وہ راہِ معرفت میں طالبوں کی راہزنی کرتا ہے۔''

شرحِ ذکر اللہ

ذکر اللہ میں ذاکر کا ابتدائی مرتبہ یہ ہے کہ جب وہ ذکر اللہ کی مدد سے مجلس انبیاؑ و اولیا میں پہنچتا ہے اور اُن کی صف میں شامل ہو جاتا ہے تو اُس کے وجود کا ہر بال اور سر سے پاؤں تک ساتوں اندام "یَا اَللّٰہُ ،یَااَللّٰہُ" پکارنے لگتے ہیں۔ ذاکر کا متوسط مرتبہ فنا فی اللہ اور انتہائی مرتبہ بقا باللہ ہے اور اُسے قربِ حضور میں دیدارِ پروردگار حاصل ہوتا ہے۔ وجود کے ہر بال کی جنبش اور مضغۂ دل کی جنبش ذکر اللہ نہیں بلکہ ہوائے نفس کی بدولت ناسوتی جسم و دل کی حرکتِ حیات ہے۔ تصورِ اسم اللہ ذات کی صورت میں کئے جانے والے ذکر اللہ سے آدمی کے وجود میں قربِ اللہ حضور سے انوارِ دیدار کی چودہ تجلیات نمودار ہوتی ہیں۔ یہ تجلیات بارگاہِ پروردگار کی عنایتِ ہدایت و ولایت کے شریف ترین چودہ لطائف ہیں جو ایک اشرف الانسان ذاکر کو نصیب ہوتے ہیں۔ ذکر اللہ سے ذاکر کا وجود سر سے قدم تک خطرات و وسوسہ و وہمات سے پاک ہو جاتا ہے۔ جس ذکر سے مشاہدۂ حضور کھلتا ہے وہ ذکر قربِ الٰہی کا راز ہے۔ ذکر کا تعلق آواز سے نہیں کیونکہ ذکر کا تعلق اگر آواز سے ہوتا تو آواز کے ساتھ ذکرِ "یَاھُوْ" کبوتر بھی کرتے ہیں، فاختہ و طوطی و دیگر پرندے بھی کرتے ہیں۔

بیت:۔" دل کو ذکر اللہ میں محو کر ورنہ حروف و آواز سے تو طوطی بھی خدا کو کریم کہہ کر پکارتی ہے۔"

انسان جب مراقبہ میں قلبی ذکر اللہ کرتا ہے تو ظاہر میں اُس کا جسم فنا ہو کر مردے کی طرح دکھائی دیتا ہے لیکن باطن میں وہ لاہوت لامکان میں پہنچ کر وہاں کا باسی ہو جاتا

ہے- ذکر اللہ سے روح کو جمعیت حاصل ہوتی ہے- ذکر زبانی قیل وقال کا نام نہیں- وہ بہ اخلاص ذکرِ خاص کہ جس سے ذاکر مشرفِ دیدار ہو کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے صرف طریقہ کامل قادری سروری میں پایا جاتا ہے، اگر کوئی اور اِس کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا، اہلِ حجاب اور ناموسِ نفس کا پجاری ہے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''اپنے رب کو عاجزی اور خفیہ طریقے سے پکارو-''

بیت :- '' ابتدائے ذکر میں مجلس انبیاؑ کی حضوری حاصل ہوتی ہے اور انتہائے ذکر میں قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے-''

اے جانِ عزیز عالم باللہ صاحبِ تمیز! یاد رکھ کہ ہر دو جہان کے جنوں اور انسانوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں جیسا کہ فرمان حق تعالیٰ ہے :-''اور نہیں پیدا کیا مَیں نے جنوں اور انسانوں کو مگر اپنی عبادت کے لئے-'' یعنی اپنی معرفت و پہچان کے لئے- تمام عابدوں اور تمام عارفوں کی عبادت گھڑی بھر کے تفکر سے کامل ہو جاتی ہے جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے :- '' گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے- '' تفکر بھی تین قسم کا ہوتا ہے- مبتدی عالمِ عام کا تفکر سال بھر کی عبادت کے برابر ہے، متوسط عالمِ خاص کا تفکر ستر سال کی عبادت کے برابر ہے اور منتہی عالمِ خاص الخاص صاحبِ مشاہدہ ووصال کا تفکر جہان بھر کے تمام جنوں اور انسانوں کی مجموعی عبادت سے بڑھ کر ہے- یاد رہے کہ تفکرِ منتہی کا تعلق نہ تو ذکر و فکر سے ہے اور نہ ہی الہام مذکور سے ہے بلکہ تفکرِ منتہی تو واصل باللہ، فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہونے کا نام ہے-

بیت :- '' جو کوئی اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے وہ خدا کو پا لیتا ہے اور حقیقی طور پر لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے-''

پس معلوم ہوا کہ اُس منتہی صاحبِ تصور کا تفکر دونوں جہانوں کی عبادت سے افضل ہے کہ جس کا تفکر قربِ تصرف سے ہو، تصرف قربِ توجہ سے ہو اور توجہ قربِ توحید سے ہو۔ سات روز کے تصور سے اہلِ توحید کا وجود سر سے قدم تک نور ہو کر پارسا بن جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے مقرب پارسا فقیر کی زبان و روح و نظر و توجہ و تصور و تصرف سب کے سب پارس بن جاتے ہیں۔ ایسے فقیر کا وجود یک رنگے سنگِ پارس سے بہتر ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

ذکرِ اَللّٰہُ ایمان کا جھنڈا ہے، شیطان سے حفاظت کا قلعہ ہے اور نارِ جہنم سے خلاصی کا ذریعہ ہے۔

بیت:۔ ''اے ذاکر! اگر تُو چاہتا ہے کہ تجھے ذکرِ لازوال حاصل ہو جائے تو کسی قادری فقیر سے اُس کا قرب و وصال تلاش کر۔''

مرتبۂ ذکر حاصل کرنا اور ذکر سے بحضور واصل ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ ذکر اصلِ عبادت ہے، ذکر اساسِ وصل ہے، ذکر مغزِ معرفت ہے اور ذکر مشاہدۂ معراج ہے اور تصورِ اسم اللہ ذات ہی وہ ذکر ہے کہ جس سے مشاہدۂ حضوری اور مشاہدۂ انوارِ دیدارِ پروردگار نصیب ہوتا ہے۔ ذکرِ حبسِ دم اور ذکرِ دم شماری کولہو کے بیل جیسے احمق اور بے شعور لوگوں کا مشغلہ ہے۔ ذکرِ حیوانی اور ذکرِ ناسوتی نفسانی کو ہر کوئی جانتا ہے اور جملہ جن و انس اور درندے پرندے یہ ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ ''زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ عزیز و حکیم ہے۔'' کوشش و ریاضت سے ذکر فکر کرنا اہلِ تقلید عوام کا مرتبہ ہے کہ وہ ذکرِ خاص سے بے خبر اور دور ہوتے ہیں۔ ذکرِ خاص وہ ذکر ہے کہ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ

ذاکرین کو جذب و کشش سے اپنی جانب کھینچ کر ایسی ہدایت بخشتا ہے کہ وہ بصارت و سماعت و دید و ہدایت و عنایت و فیض و فضل و نعم البدل میں یکتا ہو جاتے ہیں اور جملہ اذکار مثلاً ذکرِ جانی، ذکرِ سلطانی، ذکرِ قربانی، ذکرِ عیانی، ذکرِ لاھوت لامکانی، ذکرِ قلب امان الامانی (کہ جس سے ذاکر قبر میں محض سویا رہتا ہے اور اُس کا جسم زندگی اور موت کی دونوں حالتوں میں اللہ کی امان میں رہتا ہے)، ذکرِ مشاہدۂ قربِ دیدارِ ربانی، ذکرِ وحدت وجدانی، ذکرِ کہ بتوجہِ مطلق نفس فانی، ذکرِ بقا، ذکرِ لقا، ذکرِ دوام صحبتِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ذکرِ محمود، ذکرِ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا، ذکرِ جہر، ذکرِ حاضر، ذکرِ ورد، ذکرِ معرفت، ذکرِ مقصود، ذکرِ وصول، ذکرِ منطق، ذکرِ معانی، ذکرِ جلال، ذکرِ جمال، ذکرِ کمال، ذکرِ حال، ذکرِ احوال، ذکرِ حیّ اور ذکرِ قیوم اِسی ایک ذکرِ خاص میں آجاتے ہیں۔ الغرض جب فقیرِ کامل تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے غرق فنا فی اللہ ہو کر مشاہدۂ انوارِ دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے اور توجہ و تفکر و تصرف سے جان فدا کر کے واصل بخدا ہو جاتا ہے تو اُس کے وجود کے ہر ایک بال کی زبان پر اسمِ اللہ ذات کا ورد جاری ہو جاتا ہے۔ ایسا ذاکر ایک ہی دم میں تین کروڑ ستر ہزار پچھتر مرتبہ اللہ کا نام لیتا ہے، اُس کا قلب زندہ ہو جاتا ہے اور نفس بالکل مر جاتا ہے۔ یہ مرتبہ قادری سروری و سروری قادری فقیر کے پہلے ہی روز کا ابتدائی سبق ہے۔ ایسے ذاکر کو اسرار العظمت، کرامت المعظم، تعظیم المکرّم اور فیض بخش سلطان الذاکرین کہا جاتا ہے۔ یہ مرتبہ اُس شاکروشکر گزار اور مشرفِ دیدار ذاکر کا ہے جسے سلطان الفقر کی دائمی صحبت نصیب ہوتی ہے۔

ابیات:۔(۱) ''ایک ذکر کا نام ذکرِ کوشش ہے جو سراسر وہم و خیال میں مبتلا کرتا ہے اور ایک ذکر کا نام ذکرِ کشش ہے جو لازوال حضوری سے ہمکنار کرتا ہے۔'' (۲) ''

جو شخص ذاکرِ خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ ہمیشہ ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہ کر حضورِ حق میں لقائے الٰہی سے مشرف رہے۔" (۳) "ذکر ایک دریا ہے جو ہر دم موجزن رہتا ہے، اگر ملاح باخبر ہو تو اُس میں رواں کشتی کو کوئی غم نہیں۔" (۴) "مَیں کشتی پر سوار ایک ملاح ہوں جو کشتی کو موجوں کی تباہ کاری سے بچائے رکھتا ہے۔" (۵) "مَیں ایک دریا ہوں اور مَیں ہی اُس کے اندر ایک موتی ہوں کہ مَیں نے اپنی ذات کے اندر عین اُس ذات کو پایا ہے۔" (۶) "تُو حضوری کا طالب بن کر ذکرِ حضوری اختیار کر کہ جو اِس راہ سے واقف نہیں وہ اہلِ غرور ہے۔"

بارگاہِ الٰہی میں ذاکر کا وہم قبول، فہم قبول، نگاہ قبول، آگاہی قبول، نظر قبول، منظوری قبول، حضوری قبول، وکیل قبول، قال قبول، افعال قبول، اعمال قبول، احوال قبول، مستیٔ حال قبول، سکر صحو قبول، قبض و بسط قبول، تصور قبول، تصرف قبول، جلالیت و جمالیت قبول، علمیت و معرفت قبول، کھانا پینا قبول اور لباسِ خاص قبول ہوتا ہے۔ ذاکر کے ظاہری حواس تصرفِ فنا فی اللہ میں آ کر بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس بقا باللہ میں آ کر کھل جاتے ہیں۔ ایسے ذاکر کو "سوختۂ محبت و جان کباب" کا خطاب دیا جاتا ہے، اُس کا کھانا مجاہدہ اور خواب حضوری و مشاہدہ ہوتا ہے اور وہ ہر مقام کو علیحدہ علیحدہ دیکھتا ہے۔ یہ ہے ذکرِ قبول و ذاکرِ مقبول اور ذاکرِ ختم الذاکرین اہل الوصول۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا قول ہے:۔ "جس نے حصولِ وصال کے بعد عبادت کا ارادہ بھی کیا تو بے شک اُس نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔"

احوالاتِ حاضراتِ نقشِ دائرہِ وجودیہ

جان لے کہ نقشِ دائرہِ وجودیہ اور مشق اسمِ اللہ ذات سے ہر مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے اور مشق وجودیہ مرقوم سے کل و جز کی ہر شے کی حاضرات کے حالات معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ آدمی کا وجود ایک طلسم کدہ ہے جس میں بے شمار خزائن الٰہی موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص اس طلسم کدہ کا محرم ہو تو وہ تمیں حروفِ تہجی کی حاضرات سے اس طلسم کدہ کو کھول کر محبت و معرفت و مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور معرفتِ ''اِلَّا اللّٰہُ'' کا شرف حاصل کرسکتا ہے اور وہ مرشدِ کامل باتوفیق اور طالبِ حق و باطل کو تحقیق کرسکتا ہے۔ حاضرات سمیت تمیں حروفِ تہجی کا بالکل صحیح دائرہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصرف ا حاضرات	تصرف ب حاضرات	تصرف ت حاضرات	تصرف ث حاضرات	تصرف ج حاضرات	تصرف ح حاضرات
تصرف خ حاضرات	تصرف د حاضرات	تصرف ذ حاضرات	تصرف ر حاضرات	تصرف ز حاضرات	تصرف س حاضرات
تصرف ش حاضرات	تصرف ص حاضرات	تصرف ض حاضرات	تصرف ط حاضرات	تصرف ظ حاضرات	تصرف ع حاضرات
تصرف غ حاضرات	تصرف ف حاضرات	تصرف ق حاضرات	تصرف ک حاضرات	تصرف ل حاضرات	تصرف م حاضرات
تصرف ن حاضرات	تصرف و حاضرات	تصرف ہ حاضرات	تصرف لا حاضرات	تصرف ء حاضرات	تصرف ی حاضرات

اس نقش کے ہر ایک حرف کا دائرہ روشن آئینہ ہے جس میں معرفتِ قربِ خدا کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور ہر ایک حرف سے علمِ بیان، علمِ عیان، روشن ضمیری اور معرفتِ الٰہی منکشف ہوتی ہے، ہر ایک حرف کے دائرے میں خزائنِ الٰہی کی دائمی دولت اور علمِ کیمیائے اکسیر کے عمل کا اتمام ہے اور ہر موکل ان حروف کی حاضرات میں قید و غلام ہے۔ ننانوے اسمائے باری تعالیٰ سے نعم البدل کو پہنچانے اور اسمِ اعظم کو اپنے تصرف میں لانے کا نقش یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دعوت تصور یا اللہ تفکر توجہ	دعوت تصور یا رحمن تفکر توجہ	دعوت تصور یا رحیم تفکر توجہ	دعوت تصور یا مالک تفکر توجہ
دعوت تصور یا قدوس تفکر توجہ	دعوت تصور یا صبوح تفکر توجہ	دعوت تصور یا سلام تفکر توجہ	دعوت تصور یا مومن تفکر توجہ
دعوت تصور یا مھیمن تفکر توجہ	دعوت تصور یا عزیز تفکر توجہ	دعوت تصور یا جبار تفکر توجہ	دعوت تصور یا متکبر تفکر توجہ
دعوت تصور یا خالق تفکر توجہ	دعوت تصور یا باری تفکر توجہ	دعوت تصور یا مصور تفکر توجہ	دعوت تصور یا غفار تفکر توجہ
دعوت تصور یا وھاب تفکر توجہ	دعوت تصور یا رزاق تفکر توجہ	دعوت تصور یا شکور تفکر توجہ	دعوت تصور یا علی تفکر توجہ

یا کبیر	یا حافظ	یا مقیت	یا حسیب
یا جلیل	یا کریم	یا رقیب	یا مجیب
یا واسع	یا ودود	یا مجید	یا باعث
یا شهید	یا حق	یا وکیل	یا قوی
یا فتاح	یا عالم	یا قابض	یا باسط
یا خافض	یا رب	یا رافع	یا معز
یا مذل	یا سمیع	یا بصیر	یا حکیم
یا عادل	یا خبیر	یا حلیم	یا عظیم
یا علیم	یا غفور	یا محمد	فقر

تصرف تصور ھو توجہ تفکر	تصرف تصور جمعیت توجہ تفکر	تصرف تصور کل توجہ تفکر	تصرف تصور یا متین توجہ تفکر
تصرف تصور یا ولی توجہ تفکر	تصرف تصور یا حمید توجہ تفکر	تصرف تصور یا خفی توجہ تفکر	تصرف تصور یا بدیع توجہ تفکر
تصرف تصور یا محیی توجہ تفکر	تصرف تصور یا ممیت توجہ تفکر	تصرف تصور یا حی توجہ تفکر	تصرف تصور یا قیوم توجہ تفکر
تصرف تصور یا واحد توجہ تفکر	تصرف تصور یا احد توجہ تفکر	تصرف تصور یا صمد توجہ تفکر	تصرف تصور یا قادر توجہ تفکر
تصرف تصور یا مقتدر توجہ تفکر	تصرف تصور یا مقدم توجہ تفکر	تصرف تصور یا موخر توجہ تفکر	تصرف تصور یا اول توجہ تفکر
تصرف تصور یا اخر توجہ تفکر	تصرف تصور یا ظاھر توجہ تفکر	تصرف تصور یا باطن توجہ تفکر	تصرف تصور یا والی توجہ تفکر
تصرف تصور یامتعالی توجہ تفکر	تصرف تصور یا بر توجہ تفکر	تصرف تصور یا تواب توجہ تفکر	تصرف تصور یا منعم توجہ تفکر
تصرف تصور یا منتقم توجہ تفکر	تصرف تصور یا عفو توجہ تفکر	تصرف تصور یا رؤف توجہ تفکر	تصرف تصور یا ملک الملک توجہ تفکر
تصرف تصور یا ذوالجلال والاکرام توجہ تفکر		تصرف تصور یا جامع توجہ تفکر	تصرف تصور یا غنی توجہ تفکر

یا مغنی	یا معطی	یا مانع	یا ضار
یا نافع	یا نور	یا ھادی	فنا فی اللہ بقا باللہ
یاستار	یا باقی	یارشید	یا صبور
لیس کمثلہ شیء		وھوالسمیع العلیم	
وعداللہ الحق		انک لا تخلف المیعاد	
اللہ بس ما سویٰ اللہ ھوس			

سن! آدمی کو چاہیے کہ عالمِ ناسوت میں ہو یا عالمِ لاہوت لامکان میں، غرق فنا فی اللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو یا جثۂ نور کے ساتھ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں مرتبۂ عین القرب پر ہو، ہر حال میں علم وشعور سے کام لے اور ذکرِ مذکور سے حق و باطل کی تحقیق کرے لہٰذا طالبِ مبتدی صاحبِ حاضرات، اہلِ مراقبہ، اہلِ عیان اور اہلِ خواب کو چاہیے کہ جب وہ اشتغال اللہ کی مدد سے تصرف وتصور وتوجہ وتفکر کے ذریعے مجلسِ حضور میں پہنچے تو درود شریف یا لاحول یا کلمہ شہادت یا کلمہ طیب " لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ " پڑھے۔ ایسا کرنے پر اگر وہ مجلس حقیقی ہوگی تو برحال رہے گی اور اگر وہ احوالاتِ شیطانی ونفسانی اور جنونیت کی پیداوار ہوگی تو غائب ودفع ہو جائے گی۔ وہ کون سا طریقہ ہے کہ جس میں تصورِ اسم اللہ ذات اور تصورِ تبرکات صاحبِ تصور کو سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے اور صاحبِ تصور پر اسمِ اللہ ذات اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاثیر اس طرح اثر انداز ہوتی ہے کہ وہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت اور اسمِ اللہ ذات کی گرمی سے بے ہوش ہو کر مردے کی طرح ہو جاتا ہے اور اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر وہ دیکھتا ہے تو جان جاتی ہے اور نہیں دیکھتا تو حیرت و پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس حالت کو پہنچ جاتا ہے اُس کے جسم کے ساتوں اندام نور ہو جاتے ہیں اور وہ لائقِ حضور ہو جاتا ہے۔ یہ نقش اُس صاحبِ تصور کا ہے جس کے ہفت اندام نور ہو جاتے ہیں اور وہ لائق حضور ہو جاتا ہے۔

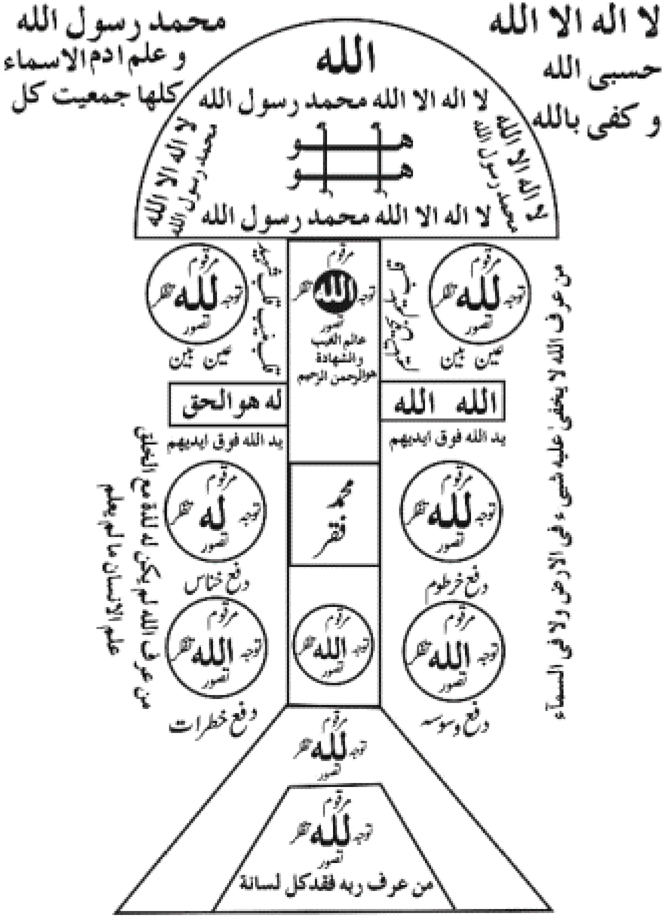

مثنوی:- ''تصورِ اسمِ اللہ ذات سے صاحبِ تصور کا جسم نور، باطن مغفور اور جان معمور ہو جاتی ہے۔ قادری کو یہ مراتب بارگاہِ الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں جس کی بدولت اُسے بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔''

صحیح مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہچان یہ ہے کہ اُس میں نص وحدیث کا تذکرہ، تیغ قاتل کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا ذکر اور درود شریف کا ورد ہوتا ہے اور دیدۂ یقین وچشمِ اعتبار کے ساتھ نبی کریم، پیشوائے اُمت، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار ہوتا ہے، یہ دیدار محض خیالِ خام سے نہیں ہوتا بلکہ مشروحاً جواب باصواب ووصالِ عین جمال ہوتا ہے جو کسی عارف باللہ ہی کو نصیب ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حلیہ مبارک یوں ہے:۔ " آپ کے جسم مبارک کی رنگت گندمی، پیشانی کشادہ، بینی بلند، وندان کشادہ، چہرہ ملیح (خوبصورت)، آنکھیں سیاہ، ہاتھ لمبے اور داڑھی مبارک گھنی تھی۔ آپ کے بدن پر کوئی بال نہ تھا مگر سینہ سے ناف تک ہلکے ہلکے بالوں کا خط کھنچا ہوا تھا اور آپ کی پشت مبارک پر یہ مہر نبوت ثبت تھی۔

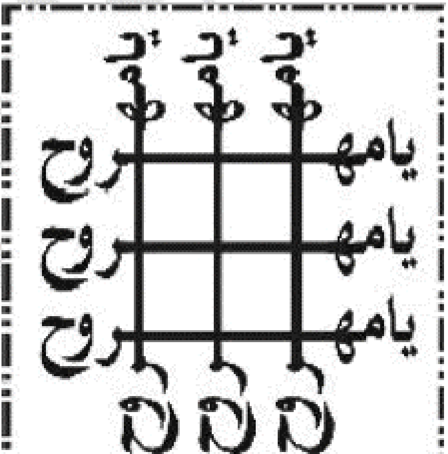

بیت:۔ ” جس کو چہرۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے وہ عالم وعارف وصاحبِ قربِ اِلٰہ ہو جاتا ہے۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔ ”جس نے مجھے دیکھا اُس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا، یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا۔“ کیونکہ شیطان کو یہ قدرت حاصل ہی نہیں کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت اختیار کر سکے، نہ وہ شیخ اکمل کی صورت اختیار کر سکتا ہے اور نہ ہی کعبۃ اللہ کی۔ جس نے حلیہ مبارک کے مطابق رویتِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا، بے شک اُس نے حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کیا، جس نے حدیثِ نبوی کا انکار کیا بے شک اُس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا، جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا بے شک وہ کافر ہے۔

ابیات:۔(۱) ” مَیں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے اور مَیں ہر وقت محوِ دیدار رہتا ہوں۔ میرا تو صبح وشام وظیفہ ہی دیدارِ الٰہی ہے۔“(۲) ”جو (دیدارِ) مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرتا ہے وہ روسیاہ کاذب ومردود ہے۔“

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔ ” میرے وہ بندے بھی ہیں کہ جن کے دل عرشی ہیں، بدن وحشی ہیں، ہمت آسمانی ہے، محبت کے پھل اُن کے دلوں میں لگے ہوئے ہیں، اُن کے دل جاسوس ہیں، آسمان اُن کی چھت اور زمین اُن کا فرش ہے، ذکر اللہ اُن کا انیس اور رب اُن کا جلیس ہے۔“ ایک اور حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے:۔” میرے بندے وہ بھی ہیں کہ جن کا وجود دنیا میں بارانِ رحمت کی طرح ہے جو خشکی پر برستی ہے تو سبزہ اُگ آتا ہے اور جب سمندر پر برستی ہے تو موتی پیدا ہوتے ہیں۔“ فرمانِ حق

تعالیٰ ہے:- ''رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو۔'' فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- '' تُو جو نعمت بھی میری طرف بھیجے مَیں اُس کا حاجت مند ہوں۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''اگر فقراء نہ ہوتے تو اغنیا ہلاک ہو جاتے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''اگر فقراء نہ ہوتے تو اغنیا کوڑھی ہو جاتے ۔'' اگر فقراء نہ ہوتے تو اہل دنیا زحمتوں کا شکار ہو کر ہلاک ہو جاتے۔ فقیر وہ ہے جو غرق فی التوحید ہو کر مشاہدہ انوارِ دیدار میں محو ہو۔

فرد:- ''اگر اُسے دیکھتا ہوں تو جان جاتی ہے اور اگر جان جاتی ہے تو اُسے دیکھ سکتا ہوں، حیران ہوں کہ اُسے دیکھوں یا جان دے دوں۔''

قطعہ:- ''جو اُس کا دیدار کر لیتا ہے وہ کامل و مکمل ہو جاتا ہے اور دنیا و عقبیٰ اُس کے نزدیک غلام کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ ہر مرتبے سے دیدار کی لذت بڑھ کر ہے۔ الٰہی! تُو نے رخصتِ دیدار عطا کی ہے تو طاقتِ دیدار بھی عطا فرما دے۔''

اگر تُو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزار مبارک پر دعوت پڑھنے کی شرح

جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزار مبارک پر دعوت پڑھنا چاہتا ہو تو اُسے چاہیے کہ کسی بیابان میں زمین پر پاک ریت بچھائے اور اُس پر

ترتیب وار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار کا نقش بنائے اور اپنی انگلی سے قبر مبارک پر "محمد ابن عبداللہ" لکھے اور اُس کے بعد قبر مبارک کے گرد بگرد "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا " لکھے اور تین بار پڑھے بھی، پھر دعوت پڑھے اور تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر مراقبہ کرے تو بے شک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روحانی جسم کے ساتھ اصحابِ کبارؓ، جملہ اصحاب، امام حسنؓ، امام حسینؓ اور حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ارواحِ مقدسہ کی معیت میں حاضر ہو کر مہربانی فرماتے ہیں اور صاحبِ دعوت کو اُس کے مقصود سے متفخر و سرفراز فرماتے ہیں۔صاحبِ دعوت ابھی دعوت پڑھنے سے فارغ بھی نہیں ہوتا کہ اُس کا کام ہو جاتا ہے۔اِس کے بعد نمازِ دوگانہ پڑھے اور پھر سورۃ ملک اور سورۃ فاتحہ کا ختم پڑھ کر خاتم النبیین رسولِ ربِ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل تمام اصحابِ کرام اور جملہ مسلمانوں کی ارواح کو بخش دے تاکہ اُس کے لئے علمِ دعوت کا عمل روز بروز ترقی کرے اور قیامت تک نہ رکے چاہے کسی کو محروم کردے یا کسی کو نواز دے، چاہے کسی ملک کو آباد کردے یا ویران و برباد کردے۔روضہ مبارک وحرم کی ترتیب یہ ہے۔

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ . اللہ . للہ . لہ . ھو

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لیس فی الدارین الا ھو. ھو الحق

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی

یایھا الذین

قبر محمد بن عبداللہ
صلی اللہ علیہ و الہ وسلم

امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

احضروا بملک الارواح المقدس والحی الحق

یا سیدی یا رسول اللہ امددنی فی سبیل اللہ
یا حیات النبی اللہ فریاد رس یا خاتم النبیین یا
شفیع المذنبین صلی اللہ علیک وسلم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ . یا اللہ . اللہ اکبر . اللہ اکبر . اللہ اکبر

یا رب روضۃ المبارک محمد رسول اللہ   اللہ اکبر یا رب روضۃ المبارک محمد رسول اللہ
باب الحرام

علمِ دعوت پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ علمِ دعوت میں عامل و کامل، پاکباز اور صاحبِ یقین ہو۔ اگر طالب چاہے کہ وہ ہر وقت قربِ حضور میں دیدارِ الٰہی سے مشرف رہے یا مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہے یا جملہ انبیاؑ واولیاؒ اللہ کی ارواح سے مجلس و ملاقات کرے تو اُسے چاہیے کہ وہ علمِ معرفت وقربِ انوارِ دیدار کی راہ اختیار کرے کہ اُس راہ میں کسی قسم کی غلطی، سلب اور رجعت کا خطرہ نہیں، اُس راہ میں حضوری کئی طرح سے حاصل ہوتی ہے، اوّل خواب میں توفیقِ حضوری حاصل

ہوتی ہے، وہ خواب کہ جس میں غفلت کا شائبہ تک نہ ہو۔ ایسا خواب خلوت گاہِ معرفت ووصال ہے نہ کہ محض خواب وخیال۔ دوم حضوری الہام ہے جو ذکر و تسبیح کے ذریعے مقامِ معرفت وقربِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے، اِس کی توفیق تصورِ اسمِ اللہ ذات کی تحقیق سے ہوتی ہے اور اِس کا تعلق خاص قربِ اللہ وصال سے ہے نہ کہ خیالِ خام سے۔ سوم وہ حضوری کی جو مراقبہ معرفت سے حاصل ہوتی ہے، اِس سے طالب روشن ضمیر ہو کر نفس پر امیر ہو جاتا ہے۔ اِس کی توفیق بھی تصورِ اسمِ اللہ ذات کی تحقیق سے ہوتی ہے اور اِس کا تعلق عین جمال سے ہے نہ کہ خیال خام سے۔ چہارم وہ حضوری کہ جو بالکل عیاں ہوتی ہے، یہ حضوری اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب نفس مر جاتا ہے، قلب زندہ ہو جاتا ہے اور روح مشاہدۂ حضور سے بہرہ ور ہو جاتی ہے۔ اِس کی توفیق بھی تصورِ اسمِ اللہ ذات کی تحقیق سے ہوتی ہے اور اِس کا تعلق فنا فی اللہ بقا باللہ وصال سے ہے نہ کہ خیال خام سے۔ پنجم حضوری باتصدیق ہے جو جیتے جی مر کر حاصل ہوتی ہے، اِس کی توفیق بھی تصورِ اسمِ اللہ ذات کی تحقیق سے ہوتی ہے اور اِس کا تعلق باجمعیت وصال سے ہے نہ کہ خیال خام سے۔

مثنوی:۔ ''اے طالب! تُو جو چاہے باھُو سے مانگ لے، چاہے دین مانگ چاہے دنیا، تُو جو کچھ مانگے گا مَیں تجھے دے دوں گا۔ مَیں نے دین کو توحید میں تلاش کیا تو لقائے الٰہی پا گیا اور طلبِ خدا میں دنیا کو ترک کر دیا۔''

یہاں نیچے ایک نقش دیا گیا ہے جس کے ہر دائرہ میں اسمِ اللہ ذات کے گرد بگرد ہر طرف اور ہر مقام پر حاضرات و ناظرات و توفیق و تحقیق کو واضح کیا گیا ہے۔ اِس نقش کے ہر دائرہ کے اسمِ اللہ ذات کی حاضرات سے ذات وصفات کے ہر درجہ و ہر مقام پر

پہنچا جا سکتا ہے، لہٰذا ذات وصفات کے ہر درجہ و ہر مقام پر پہنچانے کے لیے اسمِ اللہ ذات کی حاضرات کا نقش یہ ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقر	محمد	ھو	لہ	للہ	اللہ
انوار	معرفت	عقبےٰ	دنیا	ابد	ازل
ایمان	جمعیت	نور	حضور	قرب	دیدار
ہویدا	سویدا	سودا	توحید	خوف	رجا
لامکان	لاھوت	سِرّ	روح	قلب	نفس
جز	کل	قفل	کلید	غرق	عیان

نیچے ایک اور نقش وجودیہ ہے جو ذکرِ قربانی سے حاصل ہونے والے مرتبۂ غوث وقطب سے متعلق ہے۔ ذکرِ قربانی وہ ذکر ہے کہ جس سے ذاکر کی جان فنا ہو جاتی ہے اور اُس کے وجود کا جوڑ جوڑ علیحدہ ہو جاتا ہے اور ہر ایک جوڑ سے ایک الگ جسم ظاہر ہوتا ہے۔ جب ذاکر ذکرِ قربانی سے فارغ ہوتا ہے تو اُس کے جوڑ جوڑ سے پیدا ہونے والے تمام جسم دوبارہ اُسی ایک جسم میں واپس آ کر ایک ہی جسم اختیار کر لیتے ہیں۔ اِس

مرتبے کو مرتبہ قرب وجدانی کہتے ہیں۔ فقیر کے لئے یہ مرتبہ بھی بچوں کے ابتدائی قاعدے کی مانند ہے کہ اس مرتبے پر طالب عرش کے اوپر کے اُن تمیں ہزار مقامات کی طلب میں رہتا ہے جہاں بارگاہِ حق سے الہامات آتے ہیں اور لوحِ محفوظ کا دائمی مطالعہ نصیب ہوتا ہے، حالانکہ اُن مقامات کا تعلق سراسر ہوائے نفس سے ہے۔ وہ نقشِ وجود یہ ہے۔

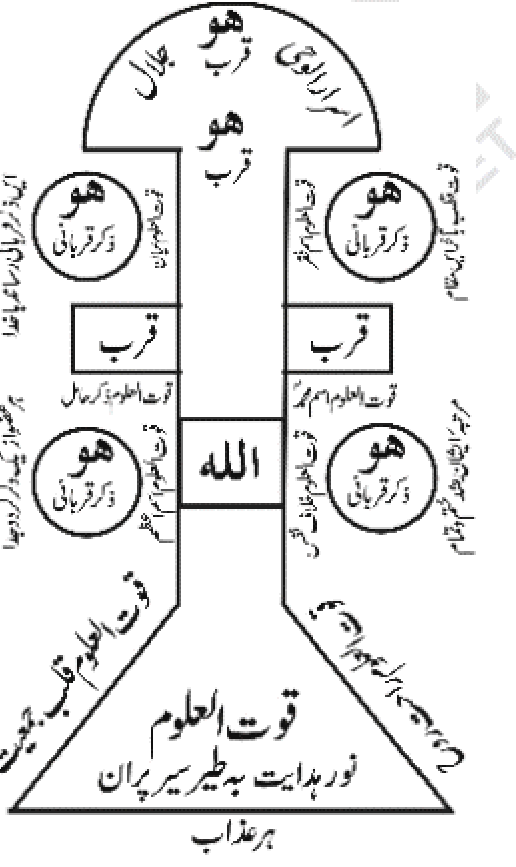

ہر عذاب نفس کا حصہ ہے، ہر ثواب روح کا حصہ ہے اور ثواب بے حجاب قلب کا حصہ ہے، یہ سب کچھ قرآن سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مرتبہ کہ جس میں ذکرِ قربانی سے ذاکر کے وجود کا بند بند ایک دوسرے سے جدا ہو جاتا ہے غوث و قطب و حقانی کا نفسانی مرتبہ ہے۔ عارفِ خدا فقرا کے نزدیک یہ مرتبہ محض بازی گری ہے جو معرفتِ اللہ توحید سے بہت دور ہے۔ اگر کسی کو لوحِ محفوظ کے مطالعہ سے حالاتِ نیک و بد کے مشاہدہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو فقرا اُسے نجومی کا مرتبہ کہتے ہیں جو معرفتِ اللہ توحید سے بہت دور ہے۔ اگر کسی کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ہوا میں اُڑتا ہے، آسمانوں کے طبقات اور ستاروں پر پہنچ جاتا ہے اور عرش سے بھی اُوپر نکل جاتا ہے تو فقرا اُسے بھی مکھی اور پروانے کا مرتبہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص جوتوں سمیت قعرِ دریا میں اُتر جاتا ہے اور پانی پر چلتے ہوئے اُس کے پاؤں بھی خشک رہتے ہیں تو فقرا کے نزدیک یہ مرتبہ بھی تنکے کا مرتبہ ہے جو معرفتِ اللہ توحید سے بہت دور ہے۔ اگر کوئی شخص صاحبِ کشف و کرامات ہو جاتا ہے اور انائے نفس سے "قُمْ بِاِذْنِیْ" (اُٹھ میرے حکم سے) کہہ کر مردے کو زندہ کر دیتا ہے تو فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک وہ کافر ہے۔ یہ مرتبہ بھی معرفتِ اللہ توحید سے بہت دور ہے۔ جو شخص لوگوں کے دلوں کو اپنا مطیع کر لیتا ہے تو فقرا کے نزدیک وہ بھی خام ہے اور جو شخص بیک نظر لوگوں کے دلوں کو زندہ کر دیتا ہے تو فقرا کے نزدیک وہ بھی ناقص و ناتمام ہے۔ پھر فقر کیا چیز ہے؟ فقر کسے کہتے ہیں؟ فقر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور کس عمل سے فقر حاصل ہوتا ہے؟ ابتدا سے انتہا تک فقر کی طے کلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی حاضرات سے ہوتی ہے۔

بیت:۔ "اگر میں فقر کی مکمل شرح بیان کروں تو وہ یوں ہے کہ فقر کو کسی مقام و

منزل کی حاجت ہی نہیں۔‘‘

کیونکہ کسی درجہ ومنزل ومقام پر ٹک کر مطمئن ہو جانا فقراُ کے دلوں پر حرام ہے۔

مثنوی :۔ ’’عشق ہمیشہ بے مرتبہ و بے قرار رہتا ہے،مرے بغیر اُسے سکون نہیں ملتا، عاشقوں نے عشق کا ایسا جام پی رکھا ہے کہ مر کر بھی اُنہیں آرام لے نہیں ملتا۔‘‘

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔’’اولیائے اَللّٰہُ کے دلوں پر سکون حرام ہے۔‘‘ ۲ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ ’’نظر نہ بہکی نہ حد سے بڑھی۔‘‘ فقیر ابتدا میں بلند ہمت،حق پسند اور صاحبِ توفیقِ الٰہی ہوتا ہے اور انتہا پر صاحبِ تحقیق اسرار ناعتنا ہی ہوتا ہے۔ مرتبۂ فقر حاصل کر لینا دونوں جہان کی بادشاہی ہے، اس مرتبے کا فقیر دونوں جہان پر غالب و حاکم و امیر ہوتا ہے۔ تو جان لے کہ فقیر کے تین مراتب ہوتے ہیں۔ پہلا مرتبہ ’’اَطِیْعُوا اللّٰہَ ‘‘ ہے یعنی فقیر طاعتِ الٰہی اختیار کر لیتا ہے اور جملہ ماسویٰ اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ فقیر کے اس مرتبے کو فنا فی اللہ کا مرتبہ کہا جاتا ہے۔ فقیر کا دوسرا مرتبہ ’’ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ‘‘ ہے یعنی فقیر سنتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اختیار کر لیتا ہے اور رات دن دیدارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف رہتا ہے۔ فقیر کے اس مرتبے کو فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ کہا جاتا ہے اور فقیر کا تیسرا مرتبہ ’’ وَاُولِی الْاَمْرِ ‘‘ ہے اور یہ مرتبہ

لے :۔ موت کے بعد بھی اُن کے روحانی مراتب بڑھتے رہتے ہیں۔ مرزا غالب نے فرمایا ہے :۔

موجیم کہ آسودگیٔ ما عدم است ماز ندہ وازاں ایم کہ آرام نگیریم

(ہم لہریں ہیں، ہمارا ٹھہر جانا ہماری موت ہے۔ہم زندہ اس لئے ہیں کہ ہم آرام نہیں کرتے۔)

۲ :۔ یہاں سکون سے مراد کسی ایک منزل ومقام پر ٹک جانا ہے۔

فنا فی الشیخ کا مرتبہ ہے۔ اِن مراتب کی بدولت طالب باطنی نظر اور توجہ سے ہر ایک پر غالب و حاکم ہوتا ہے اور کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کی برکت سے مراتبِ حیات و ممات کو طے کر لیتا ہے۔ پس فقراہی وہ علما ہیں کہ جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے :۔ ''علما وارثِ انبیا ہیں'' اور یہ وہ علما ہیں جو اپنے نفس کو حرص، طمع، عجب، کبر اور ہوا سے پاک رکھتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جو ابتدا میں عالم ہے وہ انتہا میں ولی اللہ ہے اور جو ابتدا میں عالمِ عامل ہے وہ انتہا میں فقیرِ کامل ہے۔ پس جو عالم سچی طلب لے کر طالب بنتا ہے وہ فقیر کا حلقہ بگوش غلام بن جاتا ہے کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ نفس کو قتل کرنا ہدایت کی بنیاد ہے۔ اِس مرتبے کے صاحبِ روایت عالم کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔ ''نہایت بدایت کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔'' علم کا مرتبہ نہایت ہے اور ہدایتِ معرفتِ فقر کا مرتبہ بدایت ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ ''اور سلامتی ہے اُس کے لئے جو ہدایت کی راہ چلا۔'' اگر کوئی چاہے کہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز مرتبۂ فقر بخش دے اور لطفِ فیض و فضل عطا کر دے تو یہ کس طرح ممکن ہے؟ طالب انسان ہوتا ہے نہ کہ چوپایہ حیوان۔ مرشدِ کامل حاضراتِ اسمِ اللہ ذات، حاضراتِ اسمِ محمد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حاضراتِ کلمہ طیبات ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی توجہ سے طالب کو باطن میں لے جاتا ہے جہاں اُسے ہاتفِ غیبی سے الہامی آواز آتی ہے کہ اے طالب! اگر تُو سچا طالبِ مولیٰ ہے تو موت کو اختیار کر لے اور پھر اُسے موت کا پیالہ دکھا کر کہا جاتا ہے کہ اِس پیالے کو پی لے۔ جونہی طالبِ مولیٰ موت کا پیالہ پیتا ہے اُس کا نفس مرجاتا ہے، قلب زندہ ہو جاتا ہے اور روح نفس سے خلاصی پا کر نجات یافتہ ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان

ہے:-"مرنے سے پہلے مرجاؤ۔"(اور مرنے سے پہلے مرجانے کا مرتبہ یہی ہے-)

موت کا پیالہ یہ ہے-

طالب اللہ جب اِس مرتبے سے گزر کر قدم آگے بڑھاتا ہے تو اُسے ایک دروازہ نظر آتا ہے جس کے دائیں بائیں دو شیر کھڑے نظر آتے ہیں- یہاں پھر اُسے ہاتفِ غیبی کی الہامی آواز سنائی دیتی ہے کہ اے طالب! اگر تُو اِن دو شیروں کے درمیان سے گزر جائے تو تُو مرتبہ فقر پر پہنچ جائے گا- شیروں کا نقش یہ ہے-

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی　　کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

طالب اللہ جب شیروں کے درمیان سے بخیر و عافیت گزر جاتا ہے تو دروازے کے دوسری جانب دائیں بائیں دو موکل ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے اُس کی گردن اُڑانے کے لئے کھڑے نظر آتے ہیں یہاں پھر اُسے ہاتفِ غیبی کی الہامی آواز سنائی دیتی ہے کہ اے طالب! اگر تُو فقر چاہتا ہے تو سر کی طمع نہ کر، سر کو تن سے جدا کر دے اور بے سر ہو کر آگے بڑھ کہ جب تک تُو بے سر نہیں ہو جاتا فقر خدا کو نہیں پا سکتا۔ یہ دروازۂ فقر کا نقش ہے جس کے دونوں جانب دائیں بائیں دو موکل ننگی تلواریں لئے کھڑے ہوئے ہیں۔

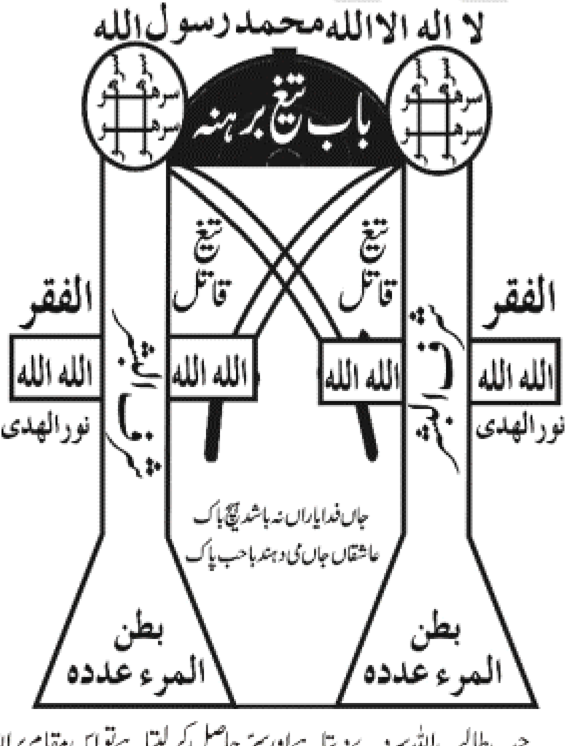

جب طالب اللہ سر دے دیتا ہے اور سرّ حاصل کر لیتا ہے تو اس مقام پر اللہ سے

واصل ہو جاتا ہے۔ ہزاروں طالبوں میں سے کوئی ایک آدھ عاشق جاں فدا ہی اِس مقام پر پہنچتا ہے۔ اِس سے آگے طالب اللہ نوری آنکھوں سے نور کے چار چشمے دیکھتا ہے۔ ایک چشمۂ ذوق، دوسرا چشمۂ شوق، تیسرا چشمۂ صبر اور چوتھا چشمۂ شکر ہے۔ اِن چشموں سے وہ آبِ رحمت، آبِ جمعیت، آبِ آبرو اور آبِ کرم پیتا ہے۔ وہ چار چشمے یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

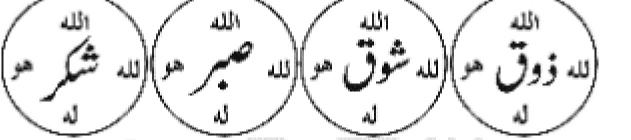

جب طالب اللہ ان چار نوری چشموں سے سیراب ہو جاتا ہے تو اُس کے وجود سے جملہ اوصافِ ذمیمہ اور خصائل ناشائستہ کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔ جب وہ اِن مقامات سے بھی گزر جاتا ہے تو کرمِ پروردگار سے دو اور چشمے نور کے سامنے آتے ہیں جن کے نام یہ ہیں، (۱) چشمۂ رضا اور (۲) چشمۂ قضا۔ وہ دو چشمے یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرضاء فوق القضاء

جب طالب مراتبِ رضا و قضا سے آگے بڑھ کر وحدتِ کبریا و لقائے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو قربِ اللہ حضور سے ایک صورتِ نور ظاہر ہوتی ہے جو حوران

بہشت سے زیادہ حسین، انوارِ الٰہی سے منور اور مشاہدۂ انوارِ دیدار اور معرفت و محبت میں سوختہ ہوتی ہے، اُس کا نام سلطان الفقر ہے۔ یہ صورت عاشق ہوشیار سے بغل گیر ہو کر ملتی ہے جس سے طالب اللہ سر سے قدم تک لایحتاج ہو جاتا ہے اور اُس کے وجود میں دنیا و عقبیٰ کا کوئی بھی غم باقی نہیں رہتا۔ صورت سلطان الفقر یہ ہے۔

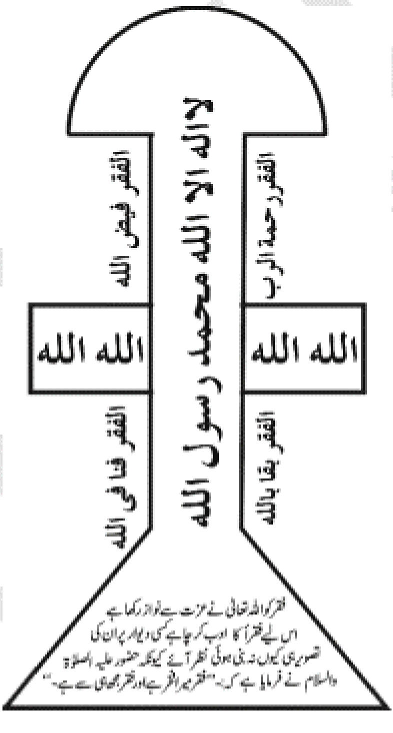

جب طالب اللہ نوازشِ سلطان الفقر سے سیراب ہو کر آگے بڑھتا ہے تو اپنے سامنے انوارِ توحید کا دریائے ژرف پاتا ہے جس میں غیر مخلوق نور اِس طرح موج زن

ہوتا ہے کہ جس کی مثال نہیں دی جا سکتی، اِس مقام پر جس طالب اللہ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گردن سے پکڑ کر دریائے ژرف میں غوطہ دیتے ہیں وہ ترک وتوکل، تجرید وتفرید اور فقر کے انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔دریائے ژرف یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

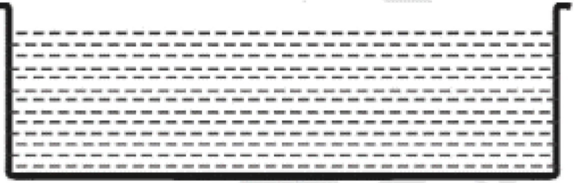

بیت:۔"عاشقوں کو یہ مراتب نصیب ہیں کہ ابتدا میں وہ لاھُوت میں ہوتے ہیں اور انتہا میں لامکان میں۔"

جو شخص توحید کے دریائے ژرف میں غوطہ زن ہوکر پاک وصاف ہو جاتا ہے وہ فقر کے اُس کامل پر مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جس کی حد ہے نہ شمار اور نہ وہ کسی کے وہم وفہم میں آسکتا ہے، اُس کی ابتدا برکتِ تعلیم علم سے ہے اور انتہا علمِ لدنی کی تلقین سے ہے۔ علم لدنی کی تختی یہ ہے۔

جب عارف فقیر اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے تو ایک دن یا ایک ہی دم میں تحصیلِ علمِ توحید و تفسیر کر کے تمامیتِ فقر کو پہنچ جاتا ہے اور طالبِ صادق کے لئے مرشد کامل بن جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''جب فقر تمام ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔'' فقیر جب اس سے آگے بڑھتا ہے تو اُسے سیاہی کا ایک چشمہ دکھائی دیتا ہے جس میں قدرتِ الٰہی کی وہ سیاہی بھری ہوئی ہے جو ''کُنْ فَیَکُوْنَ'' لکھنے کے بعد جفِ قلم سے بچ گئی تھی۔ یہاں ہاتفِ غیبی سے آواز آتی ہے کہ اے طالب اللہ! اپنی زبان پر تھوڑی سی سیاہیِ ازل لگا لے، جب طالب اللہ یہ سیاہی اپنی زبان پر لگاتا ہے تو اُس کی زبان سیاہ ہو جاتی ہے جس سے وہ صاحبِ لفظ اور صاحبِ سخن ہو جاتا ہے اور اُس کی زبان اللہ کی تلوار بن جاتی ہے اور وہ قاتل قتال کا خطاب پاجاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''فقرا کی زبان رحمٰن کی تلوار ہے۔'' بشرطیکہ اُن کا ہر قول شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کے مطابق اور نفس و شیطان کے مخالف ہو۔ جب طالب اللہ اِس مقام سے آگے بڑھتا ہے تو اپنے سامنے خون سے بھرے ہوئے ایک چشمے کو دیکھتا ہے، ہاتفِ غیبی سے آواز آتی ہے کہ اے طالب! یہ چشمہ عاشقوں کے خونِ جگر سے بھرا ہوا ہے کیونکہ عاشقوں کی قُوت وقوت و زندگی کا دارومدار اِسی خونِ جگر کے پینے پر ہے۔ تمہیں بھی ہمیشہ خونِ جگر پینا چاہیے۔ جو شخص ہمیشہ خونِ جگر پیتا ہے وہ عاشق فقیر ہو جاتا ہے، اُسے خلوت و ریاضت و چالیس روزہ چلے کی حاجت نہیں رہتی۔ مندرجہ بالا ادنیٰ و اعلیٰ تمام مراتبِ فقر ناقص و ناتمام ہیں کہ یہ فقرِ بیان ہے یعنی اِسے قیل وقال سے بیان کیا جا سکتا ہے جب کہ انتہائے فقر کا مرتبہ عیاں ہے یعنی مشاہدہِ حضوری اور قرب و وصال ہے۔ تمامیت و کمالیتِ فقر، جمعیتِ فقر اور انتہائے فقر مرتبۂ عیاں میں

پنہاں ہے۔ عیاں کسے کہتے ہیں؟ عیاں یہ ہے کہ فقر مرتبۂ قال و بیان سے گزر جائے، مرتبۂ عیاں ایک توفیق ہے جس کے ذریعے فقیر چشمِ عیاں سے حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اِس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ ابھی مخلوق کا نام ونشان بھی نہ تھا کہ خدا فرماتا ہے:۔ ''میں ایک مخفی خزانہ تھا'' بھلا اُس وقت خدا کہاں تھا؟ مَیں کہاں تھا؟ مَیں خدا کے ساتھ تھا اور خدا میرے ساتھ تھا، اِس آیت کریمہ کے مطابق:۔ ''تم جہاں بھی ہوتے ہو مَیں تمہارے ساتھ ہوتا ہوں۔'' اُس مقام کا نام کیا ہے جہاں خدا تو تھا مگر کوئی مخلوق نہ تھی؟ اُس مقام کا نام ''نورِ توحید قربِ اللہ حضور'' ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ خود کو ظاہر کرے تو اپنی زبانِ قدرت سے فرمایا! ''کُــنْ'' اِس امرِ کن سے کل مخلوق پیدا ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگئی۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف نگاہِ رحمت و جمالیت کر کے بہشت کو اُس کی متعلقہ زینت سے آراستہ کیا اور بائیں طرف نگاہِ قہر و غضب و جلالیت سے دنیا کو اُس کی متعلقہ چیزوں اور نفس و شیطان سے آراستہ کیا، اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے فرمایا:۔ ''کیا مَیں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' اِس فرمان کو کل و جز کی تمام ارواح نے سنا اور جواب دیا:۔ ''ہاں! کیوں نہیں؟'' پھر تمام ارواح دوڑیں، کچھ دائیں طرف آ کر بہشت میں داخل ہوگئیں اور صاحبِ تقویٰ و صاحبِ فتویٰ عالم بن گئیں اور کچھ بائیں طرف آ کر دنیا میں داخل ہوگئیں اور اہلِ دنیا کاذب و کافر و منافق بن گئیں اور کچھ ارواح اللہ تعالیٰ کے رُو برو کھڑی رہیں اور اللہ تعالیٰ کی منظورِ نظر بن کر مشرفِ حضور ہوئیں اور فقرِ حضوری کو اپنا رفیق بنا کے فقیر کا خطاب حاصل کیا۔ اُس وقت اُن فقرا نے نہ تو بہشت کی خواہش کی اور نہ ہی دنیا سے کوئی غرض رکھی بلکہ دنیا و عقبیٰ کی خبر تک نہ رکھی اور شوق و اشتیاق سے ''اَللّٰہُ، اَللّٰہُ'' کا ورد کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات خاموشی سے خونِ جگر

پیتے رہتے ہیں۔ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :۔ ’’جس نے اپنے رب کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان پر خاموشی چھا گئی۔‘‘ جیسا اُس وقت ہوا تھا ویسا ہی اب ہو رہا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کا فرمان ہے :۔ ’’دنیا تمہیں مبارک ہو، عقبیٰ بھی تمہیں ہی مبارک ہو، میرے لئے تو میرا مولیٰ ہی کافی ہے۔‘‘ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا ہے :۔ ’’جس نے دنیا کو چاہا اُسے دنیا ملی، جس نے عقبیٰ کو چاہا اُسے عقبیٰ ملی اور جس نے اللہ کو چاہا اُسے اللہ ملا اور وہ مالکِ کل ہو گیا۔‘‘ بیت :۔

’’ہر مقام عارفوں کی نظر میں رہتا ہے البتہ عارف جہان میں کم ہی ہوتے ہیں۔‘‘

سن! ظاہری آنکھیں تو ہر ایک کے پاس ہیں چنانچہ، کتے، ریچھ، خنزیر اور گدھوں کے پاس بھی ہیں لیکن باطنی آنکھیں صرف انسانِ کامل ہی کے پاس ہوتی ہیں جن سے وہ صاحبِ نظر ہو کر باعیاں عالم باللہ بنتا ہے۔ بیت :۔

’’نفس و شہوت کو پاؤں تلے روند ڈال تا کہ ایک ہی بار تو آدمی بن جائے۔‘‘

صاحبِ عیاں عارف فقیر اُسے کہتے ہیں جو حقیقتِ احوالِ کُنْ فَیَکُوْنَ، حقیقتِ احوالِ ازل، حقیقتِ احوالِ ابد، حقیقتِ احوالِ دنیا، حقیقتِ احوالِ موت و حیات و ارواحِ اہلِ قبور، حقیقتِ احوالِ حسابگاہِ حشر، حقیقتِ احوالِ پلِ صراط، حقیقتِ احوالِ دوزخ و بہشت، حقیقتِ احوالِ شراباً طہوراً کہ اُس کا جام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک سے پیتا ہے اور حقیقتِ احوالِ حضوری مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باعیاں شرفِ دیدارِ ربِّ العالمین پر ابتدا سے انتہا تک نظر رکھتا ہے اور توفیقِ الٰہی سے اِن احوال کی تحقیق بھی رکھتا ہے، وہ اِن تمام احوال کا علم پڑھتا ہے اور پھر انہیں بھلا دیتا ہے۔ صاحبِ عیاں مرشد طالبوں کو باطنی توجہ سے حضور

میں پہنچا دیتا ہے اور طالبوں کے حالات اُس سے مخفی و پوشیدہ نہیں رہتے۔ یہ ہے تمامیتِ فقر کا مرتبہ جو اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ’’فقر جب تمام ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔‘‘ صاحبِ عیاں مرشد اور اُس کے طالب مرید مرتبۂ لایحتاج کے مالک ہوتے ہیں کہ خزائن الٰہی اُن کی چشمِ عیاں کے سامنے رہتے ہیں جب کہ اہل بیان ہمیشہ رنج و ریاضت کی سردردی میں مبتلا رہتے ہیں۔ صاحبِ عیاں کو یہ علم کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ اُسے تصور، حاضرات، توجہ اور تفکر کی دولت تصورِ اسمِ اللہ ذات، مجلس حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کنہ کلمہ طیبات ’’لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ‘‘ سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اِن تصورات سے صاحبِ عیاں پر فقر کی ابتدا و انتہا کھل جاتی ہے اور وہ اُسے عین عیاں دیکھتا ہے۔

بیت:۔ ’’اگر تُو چاہتا ہے کہ ذاتِ حق تعالیٰ کو عین عیان دیکھے تو لامکان میں پہنچ کر غرق فی التوحید ہو جا۔‘‘

صاحبِ عیاں کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی کہ وہ جس طرف بھی متوجہ ہوتا ہے اٹھارہ ہزار عالم کی تمام مخلوق اُس کے سامنے حاضر ہو جاتی ہے اور وہ اِس دائرہ کی برکت

سے روشن ضمیر ہو کر کونین کا حاکم و امیر بن جاتا ہے۔ وہ نقش دائرہ یہ ہے۔

الله	لله	له
هو	محمد	فقر
فيض	فضل	جامع

مرشدِ کامل پر فرضِ عین ہے کہ وہ سب سے پہلے طالب اللہ کو مقامِ خوف و رجا ، مقامِ کشف القبور اور مقامِ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دکھائے اور اس کے بعد اُسے علمِ معرفت کی تلقین کرے۔ جو مرشد وعظ و نصیحت تو کرے لیکن دکھائے کچھ بھی نہیں وہ خام و ناتمام مرشد ہے۔[1] مرشدِ کامل طالبِ صادق کو ذکر اذکار میں مشغول نہیں کرتا، نہ اُسے مراقبہ و محاسبہ کی راہ دکھاتا ہے اور نہ ہی اُسے ورد وظائف سکھاتا ہے بلکہ تصور و تصرفِ اسمِ اللہ ذات سے قربِ اللہ کی حضوری بخشتا ہے، اللہ کا منظورِ نظر بناتا ہے اور اسمِ اللہ ذات کی توجہ و ذکر فکر سے اُس کا باطن آباد کرتا ہے۔ مرشدِ کامل خوشخط اسمِ اللہ ذات لکھ کر طالب اللہ کو دیتا ہے اور اُسے کہتا ہے کہ اے طالب! اِسے اپنے دل پر لکھ، جب طالب

---

[1] :- مرشد کا کام ہے دکھانا اور چلا دینا۔ محض نظری علم فائدہ نہیں دیتا۔ مرشد کے لئے ضروری ہے کہ ہر علم پر بات کرتے ہوئے اس امر کا خصوصی طور پر مظاہرہ کرے کہ وہ قابلِ عمل اور قابلِ مشاہدہ ہے۔

اللہ اپنے دل پر اسمِ اللہ ذات لکھتا ہے اور دل پر اسمِ اللہ ذات نقش ہو جاتا ہے تو توجہ دے کر اُسے کہتا ہے کہ اے طالب! اب اسمِ اللہ ذات کو دیکھ، چنانچہ اُس وقت اسمِ اللہ ذات سے سورج کی طرح روشن تجلی نور ظاہر ہوتی ہے جس کی روشنی میں طالب اللہ کو دل کے اردگرد چودہ طبق سے وسیع تر میدان دکھائی دیتا ہے جس میں دونوں جہان اسپند کے دانے کی طرح ایک کونے میں پڑے نظر آتے ہیں۔ اِس میدان میں طالب اللہ کو ایک گنبددار روضہ نظر آتا ہے جس کے دروازے پر کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا قفل لگا ہوتا ہے، اُس قفل کی چابی اسمِ اللہ ذات ہے۔ جب طالب اللہ اسمِ اللہ ذات پڑھتا ہے تو قفل کلمہ طیب کھل جاتا ہے اور طالب اللہ روضہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے جہاں اُسے سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم مجلس دکھائی دیتی ہے جس میں اصحابِ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہوتے ہیں۔ طالب اللہ صراطِ مستقیم سے اُس مجلسِ اعلیٰ میں داخل ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہم مجلس ہو جاتا ہے۔[1] یہ قربِ حبیب طالبِ صادق کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رفاقتِ مرشدِ کامل کی توفیق سے نصیب ہوتا ہے۔ صاف دل و باشعور طالب اللہ کو حضورِ حق سے عقلِ کل عطا کی جاتی ہے جس کی مدد سے وہ مجلسِ حق و باطل یعنی مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مجلسِ شیطانی کی پرکھ و تحقیق کرتا ہے ورنہ اُسے پریشانی لاحق ہو سکتی ہے۔ اِس غرض سے وہ درود شریف، لاحول، سبحان اللہ اور کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھتا ہے۔ اگر وہ

---

[1]:- یہ ایک سلسلۂ مراقبات ہے جسے حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے یکبارگی بیان فرما دیا ہے۔ اِن کا عمل اپنے نتائج کے لحاظ سے ایک مدت کا متقاضی ہے، پھر کہیں جا کر طالب " ہم مجلسِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے۔ "

مجلس خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس ہے یا انبیاؑ و اولیا اللہ کی ہے تو ان کلمات کے پڑھنے پر لازوال و برحال و باجمعیت و برقرار رہتی ہے اور اگر وہ مجلس باطل شیطانی ہے تو کلمہ طیب سن کر فرار ہو جاتی ہے۔ جب طالب اللہ باطن میں توفیقِ الٰہی سے مجلسِ حقیقی میں پہنچ جاتا ہے تو حق رسیدہ ہو جاتا ہے کیونکہ اُس مجلس میں باطل کا ذکر نہیں ہوتا اور وہ حق و باطل کو اچھی طرح جان لیتا ہے۔ اِس کے بعد اُسے لاحول وغیرہ پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ اُس کا باطن حق سے آراستہ ہو جاتا ہے اور وہ جو کچھ باطن سے دیکھتا ہے اُسے ظاہر میں بھی واضح طور پر ظہور پذیر پاتا ہے۔ فرمایا گیا ہے:۔ ’’جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔‘‘ اِس طرح جب طالب کے وجود کا ظاہر باطن یکساں طور پر پاک ہو جاتا ہے تو پھر وہ جس وقت چاہتا ہے مجلسِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری سے مشرف ہو کر باادب ملازمِ حضور ہو جاتا ہے۔ یہ مرتبہ ہے اُس صاحبِ نظر باعیاں ولی اللہ کا جو ہمیشہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔ ایسا ولی اللہ ظاہر میں صاحبِ ذکر مذکور باتوفیق ہوتا ہے اور باطن میں صاحبِ تحقیق و بحق رفیق ہوتا ہے۔

بیت:۔ ’’جو کوئی اس میں شک کرتا ہے وہ مشرک ہے اور جو کوئی مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔‘‘

باطن میں مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہونے اور تمام انبیاؑ و اولیا اللہ سے ملاقات کرنے کا نام علمِ تصوف ہے جو اسمِ اللہ ذات کی حاضرات سے حاصل ہوتا ہے، اِس راہِ حضوری کا ثمرہ شرفِ حضوری ہے جو مرشدِ کامل کی نظر اور توجہ ہی سے ممکن ہے۔ الغرض اِعلمِ تصوف اور تاثیرِ اسمِ اللہ ذات سے جس شخص کا نفس خصائل بد سے پاک ہو جاتا ہے اُس کا دل زندہ ہو جاتا ہے جس سے وہ قربِ اللہ حضور سے الہام

و پیغام و جواب باصواب پاتا ہے۔ تاثیرِ اسم اللہ ذات سے جس شخص کا نفس پاک ہو جاتا ہے اُس کے وجود میں ہوا رہتی ہے نہ ہوس۔ جو شخص باطن میں اِس طرح کی توفیق و تحقیق کا مالک ہو اُسے کیا ضرورت ہے کہ علمِ دعوت پڑھتا پھرے؟ صاحبِ توجہ، اہل معرفت کامل، اہل دعوت عامل اور فیض بخش فقیر وہ ہے جو کل و جز کے تمام علوم پر دسترس رکھتا ہو۔ اہل دعوت عامل کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضوری میں تصور سے دعوت پڑھتا ہے اور تصور و تفکر کے ذریعے قربِ اللہ حضور سے بے نصیب کو نصیب دلوا دیتا ہے اور یوں بھی ہے کہ وہ حبیب ہونے کی بنا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں التماس کر کے بے نصیب کو نصیب دلوا دیتا ہے۔ جو شخص اِس طرح کی دعوت پڑھتا ہے وہ جسے چاہے مشرق سے مغرب تک ہر ملک و ہر ولایت کی بادشاہی دلوا سکتا ہے۔ ایسے فقیر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنج بخش خزانچی ہوتے ہیں۔ اہل دعوت شہسوارِ قبور، اہل تصور زشیر اہل حضور فقرا اُس مرتبے پر فائز ہوتے ہیں کہ اُن کا حکم مہد سے لحد تک اور قیامِ قیامت تک نافذ رہتا ہے بلکہ قیامت سے بھی آگے وہ صاحبِ نفس مطمئنہ کو داخل بہشت کر دیتے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اے صاحبِ نفس مطمئنہ! اپنے رب کے پاس اِس شان سے آ کہ تُو اُس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے راضی ہو، پس میرے خاص بندوں میں شامل ہو کر میری جنتِ قرب میں داخل ہو جا۔" نفس مطمئنہ طاعت شعار، صاحبِ توفیق معرفتِ انوارِ دیدارِ پروردگار، باطن میں مست اور ظاہر میں ہوشیار ہوتا ہے۔ فقیر کبھی حالتِ خوف میں مبتلا ہوتا ہے اور کبھی حالتِ رجا میں بلکہ خوف و رجا کی دونوں حالتیں فقرا کے اپنے تصرف و اختیار میں ہوتی ہیں۔ فقرا کی بات قربِ الٰہی سے کنۂ امرِ کن کی بات ہوتی ہے یعنی فقیر وہ ہے جو اگر کسی کام کے لئے کہہ دے "ہو جا"

تو وہ کام بحکم الٰہی جلد یا بدیر ہو کر رہتا ہے چاہے وہ اُسی وقت ہو جائے یا قیامِ قیامت تک سالوں بعد ہو جائے کیونکہ فقیر کی بات ہرگز رد نہیں ہوتی۔ جو فقیر قربِ اللہ حضور میں فنا فی اللہ ہو کر کنہٗ کُن کے لامحدود مرتبے پر پہنچ جائے اُس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "فقرا کی زبان رحمٰن کی تلوار ہے۔" ایسے فقیر طریقہ قادری میں پائے جاتے ہیں کہ جن کا ظاہر محبوب، باطن مجذوب، ظاہر ہوشیار اور باطن مشرفِ دیدار ہوتا ہے۔

بیت:۔ "قادری فقیر کی آنکھیں ہمیشہ محوِ دیدار رہتی ہیں اور وہ صبح وشام ہر وقت دیدارِ پروردگار میں غرق رہتا ہے۔"

صاحبِ سخن فقیر ہونا آسان کام نہیں ہے کہ یہ معرفت واسرار کا مرتبہ ہے۔

ابیات:۔(۱) "مردانِ خدا کا کلام ایک روح ہے جس سے دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے، ناقص اس زندگی سے محروم رہ کر شرمندہ رہتے ہیں۔" (۲) "جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ہر دم حضوری میں رہے تو اُسے چاہیے کہ غرق فی التوحید ہو کر اپنی ذات کو نور بنا لے۔" (۳) "جو شخص ہر وقت حضوری میں رہتا ہے وہ لا یحتاج ہوتا ہے اس لئے کسی سے کوئی غرض نہیں رکھتا۔" (۴) "دو روز کے لئے دعوت پڑھنا آخری دم تک کافی ہو رہتا ہے، جو شخص علمِ دعوت کی راہ نہیں جانتا وہ محتاجی کے غم میں مبتلا رہتا ہے۔(۵)" اگر مَیں جذب وقہر کے عالم میں دعوت پڑھ دوں تو تمام طبقاتِ خلق اُلٹ پلٹ کر رہ جائیں۔" (۶) "کامل قادری کو قربِ خدا میں یہ مرتبہ حاصل ہے کہ وہ ہر وقت لقائے الٰہی سے مشرف رہتا ہے۔" (۷) "مَیں قادری ہوں، سروری ہوں اس لئے ہمیشہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہ کر اُن کا ہم صحبت رہتا ہوں۔" (۸) "فقر جب اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اُس کا ایک الگ جثہ اور الگ مقام ہوتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو وہ اللہ ہوتا ہے۔''

ابیات:-(۱)''فقیر جب جملہ مقامات سے گزر جاتا ہے تو دم بھر میں فقر کے کمال پر پہنچ جاتا ہے۔''(۲)''اِتمامِ قوت و توفیق فقر مرشدِ کامل سے طلب کر مگر یاد رکھ کہ صاحبِ راز مرشدِ کامل بہت کم ملتے ہیں۔''(۳)''دنیائے سیم و زر میں کامل تو بکثرت مل جاتے ہیں لیکن صاحبِ نظر کامل ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہوتا ہے۔''(۴)''عارفِ کامل اپنی نظر ہی سے سونا بنالیتا ہے کہ اُسے انتہائی قرب حاصل ہوتا ہے۔''(۵)''عامل و کامل عارف خضر علیہ السلام کی طرح اتنا مستغنی ہوتا ہے کہ اُس کی نظر میں مٹی و سونا برابر ہوتے ہیں۔''(۶)''مَیں ایک جان نثار قادری فقیر ہوں، قادری فقیر صاحب لفظ شہسوار ہوتا ہے۔''(۷)''نقشبندی کو کہاں قدرت کہ قادری فقیر کے سامنے دم مارے اور سہروردی کی کیا مجال کہ قادری کے سامنے جرأت حرکت کرے۔''(۸)''انتہائی قربِ ربانی کے باعث قادری طریقہ ہر طریقے پر غالب ہے اس لئے ہر طریقہ قادری طریقے کے در کا سوالی ہے۔''(۹)''ہر طریقہ چراغ کی مثل ہے اور قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے، قادری طریقہ ایسا آفتاب ہے کہ جس کے سامنے سینکڑوں طور شرمندہ ہیں۔''

یاد رہے کہ عالم فاضل ہونا، شیخ مشائخ ہونا، غوث قطب ہونا اور فقیر درویش ہونا آسان کام ہے لیکن مومن مسلمان ہونا بہت مشکل و دشوار کام ہے مگر طریقہ قادری کا فقیر حنفی العقیدہ اہل سنت و جماعت، دوست دارِ چہار یار مومن مسلمان ہوتا ہے جو باطنی طور پر مست مگر ظاہری طور پر شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے۔

بیت:-''قادری فقیر کا ایک قدم لاھُوت میں اور دوسرا قدم لامکان میں ہوتا

ہے جہاں وہ چشمِ عیاں سے جی بھر کے دیدارِ الٰہی کرتا ہے۔''

جان لے کہ آدمی کے وجود میں نفس ہر وقت فتنہ و فساد برپا کیے رکھتا ہے اِس لئے آدمی کو ہر وقت اُس کے ساتھ جہاد کرنا پڑتا ہے۔ نفس رات دن چوں و چرا میں مبتلا رہتا ہے۔ اِس چوں و چرا کی بنیادی وجہ اُس کی انا (خود پرستی) ہے جو کفر و شرک کی بنیاد ہے جیسا کہ شیطان نے کہا تھا:۔ ''مَیں اِس (آدم علیہ السلام) سے برتر ہوں کہ مجھے آگ سے اور اِسے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' پس معلوم ہوا کہ شیطانِ شریر کے شرک کے باعث آدمی کے وجود میں نفس اپنے گلے میں تیس ہزار زنار خطراتِ شیطانی کے، تیس ہزار زنار وہمات کے، تیس ہزار زنار وسوسہ کے، تیس ہزار زنار خناس کے، تیس ہزار زنار خرطوم کے اور تیس ہزار زنار کمینی دنیا کی طمع و حرص کے یعنی مجموعی طور پر ایک لاکھ اَسی ہزار زنار پہنے رہتا ہے۔ یہ زنار یہود و نصاریٰ اور دارِ حرب کے کفار کے زناروں سے زیادہ سخت ہیں، یہ زنار نہ تو ورد و وظائف سے ٹوٹتے ہیں، نہ نماز و روزہ سے، نہ حج و زکوٰۃ سے، نہ مراقبہ و مکاشفہ سے، نہ مجادلہ و محاربہ سے، نہ علمِ مسائل فقہ و تفسیر سے، نہ ذکر فکر کی تاثیر سے، نہ ریاضتِ چلہ و خلوت سے، نہ تلاوتِ قرآن سے، نہ شب بیداری سے، نہ زندگیٔ دل سے، نہ حبس دم سے اور نہ ہی دل کی دھڑکن سے ٹوٹتے ہیں۔ تو پھر اِن اندرونی زناروں کا دفعیہ و علاج کس طرح کیا جائے؟ اِن کا دفعیہ و علاج یہ ہے کہ مرشد کامل تصورِ اسم اللہ ذات اور تصرفِ حاضراتِ کنہ کلمہ طیبات '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' سے طالب اللہ کے دل کے اردگرد اسمِ اللہ ذات اور کلمہ طیبات کے حروف تفکر اور باطنی توجہ سے لکھ دے۔ اِن حروف کے لکھے جانے سے طالب اللہ کے وجود میں سر سے قدم تک قربِ اللہ حضور سے انوارِ توحید و معرفتِ دیدارِ پروردگار کی ایسی آگ روشن ہو

جاتی ہے جو اِن تمام زناروں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔اِس طرح جب یہ تمام زنار ختم ہو جاتے ہیں تو طالب اللہ باعیاں باطن صفا، صاحبِ تصدیق القلب، غرق فی التوحید، مشرفِ دیدارِ پروردگار اور شرک و کفر سے بیزار حقیقی مسلمان بن جاتا ہے۔اگر مرشد طالب اللہ کو پہلے ہی روز کفر و شرک سے باہر نہ نکالے اور طالب تصدیق القلب مرتبے کا مسلمان نہ بن جائے، اپنے مطلوب و مقصود کو نہ پالے اور دیدارِ ربِ العٰلمین سے مشرف نہ ہو جائے تو سمجھ کہ طالب مردود ہے اور مرشد طالبِ دنیائے مردار ہے، حالانکہ طالب اللہ وہ ہے جو دیدارِ پروردگار کے سوا اور کوئی طلب نہ رکھے کہ طالب مرید لایرید ہوتا ہے۔

سن! وہ کون سا علم ہے؟ کون سی حکمت ہے؟ کون سا امرِ غالب ہے؟ کون سا قربِ حضور ہے؟ کون سی دعوتِ قبور ہے؟ کون سا ذکر فکر معمور ہے؟ کون سی زبان، کون سا منہ اور کون سا وجودِ مغفور ہے؟ آیاتِ قرآن و تفسیر میں وہ کون سا اسمِ اعظم ہے؟ کہ جس کے پڑھنے، وِرد کرنے اور توجہ و تصرف میں لے آنے سے طالب اللہ کو غنایت کا ایسا خزانہ مل جاتا ہے کہ جس سے اُسے اور اُس کی اولاد کو عین بعین جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ قیامت تک بلکہ ہمیشہ کے لئے ہوا و ہوس سے محفوظ اور نفس کے خلاف جہاد سے نجات پا جاتا ہے۔جان لے کہ آدمی کے وجود میں نفس گویا زنار کا ایک درخت ہے جس کی ہر رگ اور ہر شاخ زیاں کار ہے اور اُس کے ہر ایک پتے سے بدکاری کی بدبو آتی ہے۔اُس کے تن کا ہر ایک بال گویا ایک کانٹا ہے، تو اِس بدآثار شجرِ نفس کا کیا علاج کیا جائے؟ مرشدِ کامل کو چاہیے کہ اِس پر اسمِ اللہ ذات کی قوت سے توجہ کی کلہاڑی چلائے تاکہ طالب کا وجود پاک ہو جائے اور وہ معرفتِ توحیدِ الٰہی حاصل کر سکے۔جو مرشد اِس راہ سے بے خبر ہے وہ راہِ حضوری کو کیا جانے؟ طالب مرید قادری کو دوسرے طریقوں

سے تلقین حاصل کرنا گناہ ہے کہ دوسرے ہر طریقے کا کامل طالب مرید قادری کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتا چاہے زندگی بھر ریاضت و مجاہدہ کے پتھر سے سر پھوڑتا پھرے کیونکہ مجاہدہ مرتبۂ مزدور ہے اور قادری کا ابتدائی مرتبہ مشاہدۂ قربِ اللہ حضور ہے۔

شرحِ الہام

الہام کئی طرح کا ہوتا ہے اور اُس کی توفیق بھی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ہر ایک الہام کی تحقیق کی جا سکتی ہے کہ اُس کا تعلق حق سے ہے یا باطل سے۔ چنانچہ بعض الہام دور سے آتے ہیں جو محض پیغام ہوتے ہیں، کچھ الہام قربِ اللہ حضور سے کامل حضوری کے باعث ہوتے ہیں۔ جو الہام تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے بارگاہِ الٰہی سے وارد ہو وہ غیر مخلوق الہام ہوتا ہے، اُس الہام کی آواز نہیں ہوتی، یہ غیر مخلوق الہام خونِ دل کے ساتھ چسپاں ہو کر زبان پر آتا ہے تو پیغام و کلام کی صورت اختیار کر لیتا ہے لیکن اُس کی آواز نہیں ہوتی۔ بے شک یہ الہام کسی با توفیق عالم باللہ عارف کو قربِ اللہ حضور کے اُس مقام سے ہوتا ہے جسے "لِیْ مَعَ اللّٰہِ" کا مقام کہا جاتا ہے اور جہاں کسی مقرب فرشتے کو دخل ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اور مَیں بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "پس تم مجھے یاد کرو مَیں تمہیں یاد کروں گا۔" یہ ایسی کیفیت ہے کہ جس میں فقیر اللہ تعالیٰ سے دور بدور، حفظ بحفظ ذکر اللہ اور الہام کے ذریعے سوال جواب کرتا ہے۔ یہی وہ کمالِ فقر ہے کہ جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ " فقر جب کامل ہوتا ہے تو وہ اللہ ہوتا ہے۔" الہام کے لئے فنا فی اللہ بقا باللہ، عاشق و معشوق اور محبوب و مرغوب مرتبے کا انتہائی روشن ضمیر و کامل فقیر ہونا

چاہیے۔فرمایا گیا ہے :۔''الہام کسب کے بغیر دل میں خیر کی بات القا ہونے کا نام ہے۔'' جو الہام خوشبو سے معطر آوازِ مخلوق کی صورت میں دائیں طرف سے یا سامنے کی طرف سے آئے وہ الہام انبیا یا اولیا اللہ یا شہدا کی طرف سے ہوتا ہے۔فرشتوں کی طرف سے آنے والا الہام بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔جو الہام و آواز گندگی کی بدبو لئے ہوئے پیچھے کی طرف سے یا بائیں طرف سے آئے وہ الہام جنوں یا شیاطین کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس الہام و آواز سے وجود میں حرص و طمع پیدا ہو جائے وہ الہام دنیا کی طرف سے ہوتا ہے۔جس الہام و آواز سے وجود میں ہوا و شہوت و بے جمعیتی و بے قراری پیدا ہو جائے وہ الہام نفس کی طرف سے ہوتا ہے۔جس الہام و آواز سے وجود میں پاکیزگی آجائے اور ظلمت کی جگہ نور بھر جائے ،وہ الہام قلب کی طرف سے ہوتا ہے اور جس الہام و آواز سے طالب اللہ انوارِ دیدارِ پروردگار سے مشرف ہو کر صاحبِ عنایت و ولایت ہو جائے، دونوں جہان کی ہر چیز اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مشرق و مغرب کی ہر ولایت اُس کے زیرِ تصرف آجائے تو وہ الہام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہوتا ہے۔سن! کامل صاحبِ الہام جو کلام بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے قربِ لازوال سے کرتا ہے لیکن ناقص جو کلام بھی کرتا ہے وہ محض جھوٹ ،فریب اور لاف زنی ہوتا ہے۔پس کلامِ ناقص اور کلامِ کامل کی شناخت کس عمل و کس عقل و کس علم سے کی جاسکتی ہے؟ ناقص کا کلام تقلید کا نتیجہ ہوتا ہے اِس لئے نہ تو اُس میں لذت پائی جاتی ہے اور نہ ہی اُس سے اعتقاد بنتا ہے لیکن کامل کے کلام میں لذت ہوتی ہے اور وہ اپنے وقت پر درست اور عقدہ کشا ثابت ہوتا ہے اور ہر آزمائش و ہر امتحان پر پورا اُترتا ہے۔جہاں مشاہدہ ہے وہاں بیان کی کیا حاجت؟ صاحبِ مشاہدہ کو ہمیشہ جمعیت حاصل رہتی ہے

جب کہ صاحبِ بیان ہمیشہ محتاج و پریشان رہتا ہے۔

شرحِ حاجی

حاجی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک حاجی صاحبِ کرم اہلِ باطن اور دوسرے حاجی حرم اہلِ بطن۔ جب حاجی صاحبِ کرم ولی اللہ پورے اعتقاد کے ساتھ حرمِ کعبہ میں داخل ہوتا ہے تو حرمِ کعبہ اُس پر قربِ حضور کی تجلی کرتا ہے اور جب حاجی خانہ کعبہ میں داخل ہو کر طواف کرتا ہے تو مشرفِ دیدارِ پروردگار ہو جاتا ہے۔ دیدار کئے بغیر وہ ہرگز خانہ کعبہ سے باہر نہیں آتا۔ جو حاجی باطن خانہ کعبہ میں داخل ہو کر مشرفِ دیدار ہو جاتا ہے وہ دنیائے مردار کی طلب سے بیزار ہو جاتا ہے اور طلبِ دنیا سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ لیکن اہلِ بطن حاجی ہر وقت غمِ روزگار میں مبتلا رہتا ہے۔ ولی اللہ حاجی جب میدانِ عرفات میں داخل ہو کر " لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ " کہہ کر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے درمیان سے تمام حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔ جب ایسا حاجی حرمِ مدینہ میں داخل ہو کر روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضر ہوتا ہے تو بے شک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبر و روضہ مبارک سے باہر آ کر اُس کی دستگیری فرماتے ہیں، اُسے مناصب و مراتبِ فقر کے افتخار سے سرفراز و ممتاز فرماتے ہیں اور اُسے تلقین و تعلیم سے آراستہ کر کے رخصت فرماتے ہیں۔ اِس قسم کا حاجی فرمانبردار ہو کر دنیا سے تارک و فارغ ہو جاتا ہے اور پھر دنیائے مردار کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔ وہ باطن میں مست اور ظاہر میں ہوشیار ہوتا ہے۔

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

ابیات :-(۱) ''میں تصورِ اسم اللہ ذات میں محو ہو کر ہمیشہ خانہ کعبہ کو دیکھتا رہتا ہوں اور مدینہ منورہ میں ہمیشہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہم مجلس رہتا ہوں۔'' (۲) ''مجھے وہاں تک چل کر جانے کی حاجت نہیں کہ میں دن رات اُن کی حضوری میں رہ کر اُن سے ہم کلام رہتا ہوں۔'' (۳) ''میں اپنے حالات کیا بیان کروں کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے حالات سے واقف ہیں۔'' (۴) ''باھُو کے لئے مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی حضوری میں انوارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کرتے رہنا ہی کافی ہے۔''

شرحِ دعوت

علمِ دعوت کا عامل عالم ایسی کامل دعوت پڑھتا ہے کہ وہ کبھی رجعت کا شکار نہیں ہوتا بلکہ وہ رجعت سے سلامت ہی رہتا ہے۔ایسی دعوتِ کامل پڑھنے والا اگر ایک ہی بار دعوت پڑھ لے تو رافضی وخارجی وفرنگی وکافر ویہود ونصاریٰ کے تمام ممالک ایک ہی ہفتہ کے اندر نیست ونابود ہو کر خاک وخاکستر ہو جائیں۔یہ کون سی دعوت ہے؟ اِس کا تعلق کس نقش سے ہے؟ اور یہ کس علم سے حاصل ہوتی ہے؟ یہ دعوتِ قبور ہے کہ جس کا تعلق علمِ قرآن سے ہے بشرطیکہ اس کا پڑھنے والا مضبوط دل کا مالک اور مقربِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ وصاحبِ قرب ہو۔ایسا اہلِ حضور عاملِ دعوتِ اہلِ قبور اگر کسی سنگی وآہنی قلعہ کی تسخیر کے لئے یہ دعوت پڑھ لے تو بے شک وہ قلعہ موم ہو جاتا ہے اور اُس کی تسخیر کے لئے لشکر کشی اور تصرفِ خزانہ کی حاجت نہیں رہتی۔

بیت :-'' جو شخص دعوتِ اہلِ قبور پڑھنے میں کامل ہو جاتا ہے اُس کے لئے ہر

مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔''

علمِ دعوت اہلِ قبور کے ایسے عامل کو بادشاہ و اُمرا سے کوئی غرض نہیں ہوتی، وہ جس کسی کے لئے یہ دعوت پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے محض رضائے الٰہی کی خاطر پڑھتا ہے۔

ابیات:۔(۱)''لوگ سمجھتے ہیں کہ وفات کے بعد اولیا اللہ قبر میں زیرِ خاک دفن ہوتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے پاک روحی وجود کے ساتھ حضورِ حق میں حاضر رہتے ہیں۔''(۲)''اکثر اُن کی قبریں گمنام و بے نام ونشان ہوتی ہیں کہ وہ اپنے روحی جسم کو قبر سے نکال کر لامکان میں لے جاتے ہیں۔''(۳)''جب کوئی عارف اُن کا نام لے کر اُنہیں پکارتا ہے تو وہ حاضر ہو کر اُس سے گفتگو کرتے ہیں۔''(۴)''اِس طرح کی موت کو عین زندگی کہا جاتا ہے کہ قیدِ دنیا سے دائمی خلاصی حاصل ہو جاتی ہے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔''دنیا مومنوں کے لئے قید خانہ ہے اور کافروں کے لئے جنت ہے۔''

بیت:۔''جو شخص دنیا کے قید خانے میں مکمل طور پر عاجز و بے بس ہوتا ہے وہ مرنے کے بعد دائمی وصال سے مشرف رہتا ہے۔''

مردہ دل آدمی کے لئے یہ مرتبہ محض موت ہے لیکن مردہ نفس کے لئے موت عین زندگی ہوتی ہے۔''

بیت:۔''جو شخص موت کی حقیقت کو جان لیتا ہے وہ کبھی محروم نہیں رہتا اور جو شخص موت کی حقیقت سے بے خبر رہتا ہے وہ کبھی مخدوم نہیں بنتا۔''

عارفانِ خدا چونکہ سات مراتبِ وصال، سات مراتبِ احوال اور سات مراتب

مشاہدۂ جمال کے حامل ہوتے ہیں اِس لئے اُن کی موت بھی اُن کے مراتب کے مطابق سات قسم کی ہوتی ہے۔ اُن کی موت باتوفیق ہوتی ہے کہ بے شک وہ قربِ حضور اور انوارِ دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی موت جسے بھی دیتا ہے مشق وجودیہ کی بدولت ہی دیتا ہے، جو کوئی اِس میں شک کرے وہ مردہ دل اور زندیق ہے۔ بعض عارف وہ ہیں جن کے متعلق فرمایا گیا ہے :۔ ''بے شک اولیأ اللہ مرتے نہیں۔'' ایسے عارف موت سے مشرفِ دیدار ہو کر ازل سے ابد تک کے حالات سے خبردار اور خوابِ غفلت سے بیدار ہوتے ہیں۔ فرمایا گیا ہے :۔ ''جیسے مریں گے ویسے ہی جمع کئے جائیں گے، جیسے جمع ہوں گے ویسے ہی اُٹھائے جائیں گے، جو آدمی جن لوگوں کو پسند کرتا ہے وہ اُنہی کے ساتھ ہوگا۔''

بیت :۔ ''مرنے کے بعد مجھے ایسا وصال نصیب ہوا ہے کہ میرے ساتوں اندام ''اَللّٰہُ، اَللّٰہُ'' پکارتے رہتے ہیں۔''

جس شخص کی اصل وصالِ الٰہی پر قائم ہوا سے دردِ موت اور فصلِ بہارِ جوانی کے کٹنے کا کیا خوف؟ جس شخص کے ساتوں اندام مشق تصورِ اسمِ اللہ ذات سے پاک ہو جائیں اُسے جان کنی کی تلخی، قبر کے عذاب اور قیامت کے حساب سے کیا خطرہ؟ کیونکہ مشق تصورِ اسمِ اللہ ذات سے اُس کی جان سر سے قدم تک کشتہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، اگرچہ ظاہر میں اُس کے ساتوں اندام پر وجودِ اربع عناصر کا لباس نظر آتا ہے لیکن اِس خاکی وجود کو اُس پاکیزگی جان کی کیا خبر؟ موت کی ساتوں قسمیں یہ ہیں۔ اول موت محبت، دوم موت معرفت، سوم موت دورانِ حیات شرف مشاہدۂ مولیٰ، چہارم موت قتل نفس موذی اور پشتِ ناخن پر مشاہدۂ ہر دو جہان۔ جو شخص اِس مرتبہ کو پہنچ جائے اُسے لکھنے

پڑھنے اور انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا حاجت؟ پنجم موت مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری و ملازمت کا شرف۔ ششم موت جملہ انبیأ و اولیأ و اصفیأ سے ملاقات و مصافحہ، ہفتم موت باطنی طور پر بیدار ہونا اور جملہ حجابات اُٹھا کر محرمِ اسرار ہو جانا۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ مرتبہ دو قسم کا ہے، ایک جمعیت کا مرتبہ ہے اور دوسرا پریشانی کا مرتبہ، موت کے یہ تمام مراتب اور مرادیں مرشدِ کامل اسمِ اللہ ذات "حیّ" کی طے سے کھول دیتا ہے اور اسمِ اللہ ذات "قیوم" کی طے سے دکھا دیتا ہے۔ اِس کے بعد تجھے ماضی و حال و مستقبل کی حقیقت اور حق و باطل کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ روشن ضمیر آدمی کو تحریریں پڑھنے کی حاجت نہیں ہوتی کہ اُس پر تمام مفہوم واضح ہوتے ہیں۔ سن اے ظاہر کے اجلے! تُو نے اپنی عمر نام و ناموس اور خطاب والقاب کمانے میں برباد کر ڈالی۔ وہ علم کہ جس سے تمام دروازے کھل جاتے ہیں علمِ توحید ہے، یہ علم دونوں جہان کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کی چابی ہے، اِس کے علاوہ باقی جتنے علوم ہیں اُن سب کا مقصد دنیا میں روزگار کمانا اور نفس کو راحت پہنچانا ہے اور یہ نادانی ہے۔ مطلق علم جو تمام دعوات کی چابی ہے اُسے دعائے استجاب الدعوات کہتے ہیں۔ وہ کون سا علم ہے اور اُس علمِ معرفت و حکمت کا نام کیا ہے؟ وہ کون سا علمِ دعوت ہے کہ جس کے ایک بار پڑھنے سے کل و جز کے تمام علوم پر دسترس حاصل ہو جاتی ہے؟ وہ کون سا علم ہے کہ جس میں جمعیت کا پورا پورا اہتمام ہے اور جس کے پڑھنے والے کو قربِ سبحانی میں وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ جہاں اُسے مہربان رب کی طرف سے سلام آتے ہیں۔

مثنوی:۔ "وہ علمِ طے ہے کہ جس میں کل و جز کے تمام علوم جمع ہیں، ہر مقام علمِ طے سے کھل جاتا ہے۔ علمِ طے ایک توفیق ہے جو بارگاہِ خداوندی سے حاصل ہوتی ہے

لیکن اُس کا وسیلہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ پاک ہے۔''

وہ کون سا علمِ دعوت ہے کہ اگر ایک بار پڑھ لیا جائے تو اُس کا عمل کبھی نہیں رکتا اور قیامت تک جاری رہتا ہے اور اُس سے وہ مشکل مہمات بھی چوبیس گھنٹے کے اندر سر ہو جاتی ہیں کہ جن کا حل وہم و فہم سے باہر ہوتا ہے؟ جو شخص ایسی دعوت پڑھنا نہیں جانتا وہ بے عقل و احمق ہے کہ علمِ دعوت پڑھتا ہے۔ علمِ دعوت ایسا مشکل کشا علم ہے کہ اُس کے آغاز ہی میں تمام مطالب حل ہو جاتے ہیں۔ علمِ دعوت قبروں پر آیاتِ قرآن پڑھنے کا علم ہے، اِسے وہ عاملِ کل شہسوار پڑھ سکتا ہے جسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ سے دعوت پڑھنے کی اجازت ہو۔ یہ دعوت زبانِ قلب، زبانِ روح، زبانِ سرّ اور زبانِ نور سے پڑھی جاتی ہے اور دائمی توجہ و تصرف و تصور و تفکر سے رواں ہوتی ہے۔ وہ کون سا علمِ دعوت ہے کہ جس کے پڑھنے سے دشمن کا تمام اسلحہ و بارود بے کار ہو جاتا ہے اور موکل فرشتے اُس کے بہادروں کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اندھا کر دیتے ہیں اور اُن کے منہ اور کانوں پر ہاتھ رکھ کر گونگا و بہرہ کر دیتے ہیں یا وہ دعوت کے اثر سے دیوانے و مجذوب ہو جاتے ہیں یا دعوت کے اثر سے دشمن ملک کے ادنیٰ و اعلیٰ سب لوگ غلامی اختیار کر کے اہلِ دعوت کے سامنے حاضر ہو جاتے ہیں یا دعوت کے اثر سے اُن کی دلیری ختم ہو جاتی ہے۔ یہ سب توفیق اُس اہلِ دعوت فقیر کو حاصل ہوتی ہے جو صاحبِ باطن تحقیق اور اہلِ حضور ہو۔ یہی وہ کامل علمِ دعوت ہے کہ جس پر یقین و اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ ایسی دعوت پڑھنے والے کی زبان اللہ تعالیٰ کی دو دھاری تلوار ہوتی ہے جو موذی کفار کو قتل کر دیتی ہے اور وہ مجلسِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جان نثار مجاہد ہوتا ہے، وہ شرک و کفر سے بیزار ہو کر ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ یہ مرتبہ اُس شخص کو نصیب ہوتا ہے جو

لباسِ شریعت پہن کر دن رات شریعت میں کوشاں رہتا ہے اور باطن میں محبتِ الٰہی میں غرق ہو کر خونِ جگر پیتا رہتا ہے۔ ایسا شخص تقلید کو چھوڑ کر معرفتِ توحید تک جا پہنچتا ہے۔ قادری طالب مرید کو پہلے ہی روز حضرت بی بی رابعہ بصریؒ اور حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ سے بہتر مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔[1] اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

شرحِ ظاہر و باطن

ظاہری دنیا باطنی دنیا کا عکس ہے اور یہ فانی ہے، اس کی حقیقت ایسے ہے جیسے کہ نفسانی آدمی کا خواب و خیال۔ اس کے برعکس باطنی روحانی دنیا دائم باقی، جاودانی اور لازوال ہے۔ اِن دونوں کے درمیان حق شناسی کا منصف اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کا علم ہے۔ ظاہر و باطن کے اعمال کا اجر و ثواب ان کے اپنے اپنے احوال کے مطابق ہے۔ باطنی دنیا اصل ہے کہ اُس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اُس کا وصل ہے جب کہ ظاہری دنیا ایسے ہے جیسے کہ سردی گرمی کا موسم یا ربیع و خریف کی فصل۔ پس غیب (باطن) پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اُس میں کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔ "الٓـمّٓ (اسرارِ باطن) وہ کتاب ہے کہ جس میں کسی قسم کا دھوکہ نہیں، یہ کتاب اُن لوگوں کو ہدایت بخشتی ہے جو عالمِ غیب (باطن) پر ایمان رکھتے ہیں۔" جو شخص عالمِ غیب اور صاحبِ باطن اہلِ غیب اولیاء اللہ کی غیبت و گلہ کرتا ہے وہ گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے، ایسا شخص بھلا مومن مسلمان کس طرح ہو سکتا ہے؟ باطن کئی طرح کا ہوتا ہے اور ظاہر بھی کئی طرح کا ہوتا

---

[1]:۔ مراد وہ طالب مرید قادری ہے جو سارے احوال و مقاماتِ فقر سے گزر کر مرشدِ کامل کے مرتبے پر فائز ہو چکا ہو۔

ہے اِس لئے باتوفیق عالی ہمت مراتب حاصل کرنا بہت مشکل کام ہے۔ بعض کا باطن باطل زندیق ہوتا ہے لیکن ظاہر برحق تحقیق ہوتا ہے۔ بعض کا باطن برحق تحقیق ہوتا ہے لیکن ظاہر باطل زندیق ہوتا ہے۔ بعض کا ظاہر باطن باطل زندیق ہوتا ہے اور بعض کا ظاہر باطن برحق تحقیق ہوتا ہے۔ اِس طرح ہر مومن مسلمان، کاذب ومشرک، منافق وظالم وکافر کا ظاہر وباطن میں الگ الگ مرتبہ ہے۔ ظاہر کسے کہتے ہیں اور باطن کیا چیز ہے؟ ظاہر وباطن کے دونوں جہان علمِ قرآن کے اندر مندرج ہیں بلکہ جملہ مخلوق تفسیرِ قرآن کی طے میں پائی جاتی ہے۔ قرآن کی اِس طے کو وہ عالم باللہ کھول سکتا ہے جو صاحبِ تاثیر، عارف ولی اللہ، روشن ضمیر، اہل نظر اور کونین کا حاکم وامیر ہو۔

ابیات:۔ (۱) ''جو کوئی آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرتا ہے وہ گویا اندھا ہے اور جو ہر طرف دیکھتا رہتا ہے وہ گویا حیوان ہے۔'' (۲) ''انسان وہ ہے جو چشمِ بصیرت سے عیاں طور پر دیکھے اور باعیاں دیکھنا علمِ طریقت ومعرفت ہی سے ممکن ہے۔'' (۳) ''اگر تُو عارفِ خدا ہونا چاہتا ہے تو لقائے الٰہی کے لائق آنکھیں حاصل کر۔'' (۴) ''وہ چشمِ نور ہے جو حضوری حق کا مشاہدہ کرتی ہے، جو غیرِ حق کی طرف دیکھتا ہے وہ بے شعور ہے۔'' (۵) ''باھُو کو چشمِ بصیرت نے لامکان میں ھُوْ (ذاتِ حق) تک پہنچا دیا ہے اِس لئے وہ ہر وقت قربِ حضور کے دیدارِ عیاں میں محو رہتا ہے۔''

جس طالب مرید قادری کا ظاہر باطن یکساں ہو جائے اور وہ ظاہر وباطن کی تحقیق سے رفیقِ حق ہو جائے وہ کسی سے سوال نہیں کرتا۔ پس معلوم ہوا کہ کامل قادری ایسا صاحبِ نظر عارف باللہ ہوتا ہے جو ہر وقت مشرف بدیدار رہتا ہے، وہ غرق فی التوحید، صاحبِ استغراق، صاحبِ دیدارِ عین العین اور صاحبِ مرتبۂ حق الیقین ہوتا ہے۔ ایسے

کامل قادری کو ذکر فکر، ورد وظائف اور مراقبہ و مکاشفہ کی کیا حاجت؟ کیونکہ قادری باعیاں ہو کر پورے یقین و اعتبار کے ساتھ ساکن لاھُوت لامکان ہوتا ہے۔ باطن بھی کئی طرح کا ہوتا ہے اور اپنے دامن میں بے حد و بے شمار توفیق و تحقیق رکھتا ہے۔ ظاہر میں طریق شریعت کے دو گواہ ہیں، ایک دیکھنا اور دوسرے سننا، باطن کے بھی دو گواہ ہیں، ایک علمِ تصوف کا مطالعہ یعنی ایک دوسرے سے مسائل تصوف سننا اور دوسرے باعیاں مشاہدہ کرنا، اِس کے لئے مرشدِ کامل کی رفاقت ضروری ہے۔ بعض لوگوں کو باطنی مشاہدے کی توفیق دلیل کی راہ سے حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر سے موافقت کرتا ہے۔ بعض کو طریق آگاہی سے باطنی نظر و نگاہ حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر سے موافقت کرتا ہے۔ بعض کو طریق وہم و خیال سے باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت و وصال سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ بعض کو طریق الہام سے باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر سے موافقت کرتا ہے۔ بعض کو حاضراتِ کلمہ طیبات " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے تصرف و تفکر سے باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے۔ بعض کو خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بمعہ اصحابِ کبارؓ، جملہ انبیأ و رسل و جملہ اولیأ و اصفیأ و مجتہدین اور جملہ غوث و قطب کی مجالس کی حضوری سے باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے، بعض کو عیاں طور پر باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ صاحبِ عیاں کو باطن میں وہ توفیق حاصل ہوتی ہے کہ اُس کی نظر سے دو عالم کی کوئی بھی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی اور اُس کا باطن اُس کے ظاہر کے مطابق ہو

جاتا ہے۔ بعض غرق فنا فی اللہ ہوکر ہر دم قربِ خدا میں حاضر رہتے ہیں اور الہام کے ذریعہ جواب باصواب پاتے ہیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ کا بے مثل و بے مثال باتوفیق وصال حاصل ہوتا ہے جس کی بدولت اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے اور بعض باطنی توفیق سے روشن ضمیر فنا فی اللہ فقیر ہوکر کونین کے حاکم و امیر ہو جاتے ہیں اور اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے۔ بعض غرق فنا فی اللہ ہوکر ہر دم قربِ خدا میں حاضر رہتے ہیں اور الہام کے ذریعہ جواب باصواب پاتے ہیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ کا بے مثل و بے مثال باتوفیق وصال حاصل ہوتا ہے جس کی بدولت اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے اور بعض باطنی توفیق سے روشن ضمیر فنا فی اللہ فقیر ہوکر کونین کے حاکم و امیر ہو جاتے ہیں اور اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے۔ ظاہر سے موافقت کرنے والے اِس قسم کے جملہ باطن اُس کامل قادری مرشد سے حاصل ہوتے ہیں جو رفاقتِ حق تعالیٰ میں کامل ہو۔ جو شخص باطن میں صاحبِ تحقیق ہو لیکن اُس کا ظاہر اُس کے باطن کے مطابق نہ ہو تو وہ بے توفیق ہے، اُس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ اُس کا علاج یہ ہے کہ وہ علمِ نعم البدل کا مطالعہ کرے کیونکہ علمِ نعم البدل کے مطالعہ سے انسان کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ باطن تین قسم کا ہوتا ہے اور اُس میں تین قسم کی توفیق اور تین قسم کی تحقیق ہوتی ہے۔ اوّل:۔ بعض کو باطن میں طبقات کا مشاہدہ اور اُن کی طیر سیر حاصل ہوتی ہے اور وہ طبق پر طبق طے کرتے چلے جاتے ہیں یعنی سات طبقاتِ زمین، نو طبقاتِ افلاک اور بالائے عرش ستر ہزار مراتب جن میں ہر ایک مرتبہ دوسرے مرتبے سے ستر سالہ مسافت پر واقع ہے۔ اِن تمام درجات و مراتبِ طبقات کو اہلِ طبقات یعنی غوث و قطب پل بھر میں طے کر جاتے ہیں لیکن فقیر اِن کی طرف نظر اُٹھا کر

بھی نہیں دیکھتا کہ یہ ادنیٰ اور کمتر مراتب ہیں کیونکہ اِن کا تعلق ہوائے نفس سے ہے اور یہ قربِ خداوندی سے بہت دور ہیں۔ دوم:۔ بعض کو باطن میں مقامِ محمود پر مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری نصیب ہوتی ہے اور وہ جملہ روحانیوں سے ملاقات کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ سوم:۔ بعض کو باطن میں غرق فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ غرق فی التوحیدِ ذات ہو کر نورِ حضور میں عین بعین دیدارِ پروردگار سے مشرف رہتے ہیں۔ یہ فقر کا وہ انتہائی مرتبہ ہے کہ جس کے متعلق فرمایا گیا ہے:۔ ''جب فقر اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔'' اور جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''فقر میرا فخر ہے کہ اِس کا تعلق میرے باطن سے ہے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ '' اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت حاصل کر لی تو تمہاری دعا سے پہاڑ بھی ٹل جائیں گے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''جو شخص چالیس روز تک روزانہ صبح کے وقت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے گا، اُس کی زبان، اُس کے دل اور اُس کے ہر عضو سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔''

بیت:۔'' مَیں علمِ حضوری کا عالم اور فضلِ الٰہی کا فاضل ہوں، اِس لئے طالبوں کو علمِ حضوری سکھاتا ہوں اور اُنہیں مجلسِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچاتا ہوں۔''

شرحِ ذکر

جان لے کہ باتوفیق ذکر کی آٹھ قسمیں ہیں جن کا الگ الگ نام ہے، الگ الگ پیغام و اعلام ہے اور الگ الگ توفیق و حقیقت ہے، چنانچہ ذکرِ جنونیت کہ جس میں دورانِ ذکر جن و انس ذاکر کے ہم مجلس ہو جاتے ہیں اور ذاکرِ جنونیت و بے وقوفی و نادانی

وجلالیت کا شکار ہو کر بد خصلت و بد مزاج ہو جاتا ہے۔ بعض ذاکروں کو دورانِ ذکر اللہ پیغمبروں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے اور وہ اُن کے اوصاف اپنا کر ہر قدم پر اُن کی سنت اختیار کرتے ہیں یعنی فقر و معرفت و توحید و علم و کرامت و التفات و تحقیق کو اپناتے ہیں۔ بعض کو ذکر اللہ کی توفیق اولیا اللہ کی توجہ سے حاصل ہوتی ہے اور دورانِ ذکر اللہ اُنہیں اولیا اللہ کی صحبت نصیب ہوتی ہے جہاں اُن پر توحیدِ باطنی کا انکشاف ہوتا ہے۔ بعض ذاکروں کا ذکر ملکی صفات کا حامل ہوتا ہے جس کی تاثیر سے فرشتے ذاکر کے ہم مجلس ہو جاتے ہیں اور اُسے الہام کے ذریعے باخبر کرتے ہیں اور مطلوبہ حالات و واقعات کا مشاہدہ کراتے ہیں۔ بعض ذاکروں کو دورانِ ذکر اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اُن کے اصحابِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مجلس کی حضوری نصیب ہوتی ہے اور نورِ حضور سے اُن کے وجود کے ساتوں اندام نور بن جاتے ہیں۔

ابیات:۔(۱) ''عارفوں کو دنیادار لوگوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ اگر وہ اپنی نظر سے مٹی کو سونا بنانا چاہیں تو یہ اُن کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔'' (۲) ''عیاں طور پر دیدارِ الٰہی کرنے والے صاحبِ نظر عارف دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔'' (۳) ''مَیں نے بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وہ ہدایت پائی ہے کہ خدا کے سوا مجھے کسی کی حاجت نہیں رہی۔'' (۴) ''باھُو نے ہر مقام و ہر مرتبہ اپنے دل کے نہاں خانے سے پایا ہے ورنہ ذکر تو کبوتر و فاختہ و قمریاں بھی کرتی ہیں۔''

یاد رکھیے کہ جہانِ دنیا میں کیمیائے سونا چاندی انسان کے لئے راہزن ہے اور زمین و آسمان کے درمیان انسان کے لئے یہی سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے۔ اگر یہ سارا جہان ہی سونے چاندی سے بھر جائے تو پھر بھی عارف باللہ ولی اللہ اُس کی طرف

آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا کیونکہ سونا چاندی کا بوجھ اہلِ دنیا نے اپنی پیٹھ پر لاد رکھا ہے کہ وہ اِس بوجھ کو اُٹھانے والے بیل گدھے ہیں۔ایک روایت میں آیا ہے:۔" ترکِ دنیا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور حُبِ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔" لہٰذا اہلِ عبادت اور اہلِ خطرات کا مل بیٹھنا درست نہیں ہے۔جان لے کہ بہت سے لوگ ذکر و مراقبہ کرتے ہیں لیکن ذکر و مراقبہ کرنا بہت مشکل و دشوار کام ہے کیونکہ ذکر و مراقبہ حضوری بخشتا ہے، معرفتِ دیدار عطا کرتا ہے اور قلب کو بیدار کرتا ہے۔ذکر نام ہے توفیقِ الٰہی کا اور مراقبہ نام ہے تحقیقِ حضوری کا۔تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ جب وجود کے ہر عضو پر مشقِ تصور سے اسمِ اللہ ذات نقش ہو جاتا ہے تو وجود تجلی سے روشن ہو کر زندہ جاوید ہو جاتا ہے، اُس کے باطنی نوری حواس کھل جاتے ہیں اور وہ عین کو دیکھتا ہے، اُس کا قلب زندہ ہو جاتا ہے، اور نفس فنا ہو جاتا ہے۔وہ خرطوم وخناس و شیطانِ بے حیا کی قید سے نجات پا جاتا ہے اور اُس کی روح کو بقا حاصل ہو جاتی ہے۔جو شخص اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ بے واسطہ صاحبِ استغراق ہو کر لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔جو شخص مشقِ تصور کرنا جانتا ہے وہ کامل مخدوم بن جاتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ محروم رہ جاتا ہے۔ کل و جز کی ہر چیز حاضراتِ اسمِ اللہ ذات کی طے میں پائی جاتی ہیں۔جو شخص حاضراتِ اسم اللہ ذات کی راہ نہیں جانتا اور طالبوں مریدوں کو بذریعہ حاضراتِ اسم اللہ ذات حضوری میں نہیں پہنچا سکتا وہ احمق ہے کہ خود کو پیر و مرشد کہلواتا ہے۔

بیت:۔" جسے راہبرِ حق مرشد حاصل ہو جاتا ہے وہ حرص و ہوا اور طمع و لالچ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔"

جو ذکر و مراقبہ حضوری بخشتا ہے وہ مشاہدۂ معراج ہے اور جو ذکر و مراقبہ حضوری

تک نہیں پہنچا تا وہ استدراج ہے۔ اہل معراج واہل استدراج کا مل بیٹھنا درست نہیں۔"

شرحِ انسان

انسان آدم علیہ السلام ہیں، جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کے مرتبے پر پہنچ جائے وہ انسان ہے۔ اگر کوئی کہے کہ کیا اولادِ آدم کو یہ قدرت حاصل ہے کہ مرتبہ حضرت آدمؑ تک پہنچ سکے تو اس آیتِ کریمہ کے مطابق یہ عین ممکن ہے :۔ "اور ہم نے اولادِ آدمؑ کو مکرم کر دیا ہے۔" عزت وکرامتِ انسانی کا یہ شرف اُمتِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہے لیکن اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبے پر پہنچنا بہت مشکل کام ہے۔ اُمت کسے کہتے ہیں؟ خاص اُمتی وہ ہے جو قدم بقدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرتا ہوا اُن کی مجلس میں جا پہنچے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان مبارک سے اُسے اپنا اُمتی قرار دے دیں۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اُن احمق لوگوں پر جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں نہیں پہنچ سکتے اور باطن میں راہِ معرفت سے محروم رہتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچنے والوں کو حسد کے مارے دیکھ نہیں سکتے۔ 1

---

1 :۔ اس قسم کی عبارات پڑھ کر گمان ہوتا ہے کہ شاید اُن لوگوں کی بات صحیح ہے جو اس قسم کے جملوں کو ہم عصر مرشدین کی طرف اشارہ خیال کرتے ہیں۔ ایسے پیر ہر زمانے میں ہو سکتے ہیں جو دوسروں کے بلند تر مقام کو بہ نگاہِ حسد دیکھتے ہیں۔

شرحِ مرتبہٗ فنافی الشیخ

یاد رہے کہ مرتبہٗ فنافی الشیخ عظیم الشان مرتبہ ہے۔ بعض احمق فنافی الشیطان کے مرتبہ پر ہوتے ہیں اور ہمیشہ پریشان رہتے ہیں (مگر خود کو فنافی الشیخ سمجھتے ہیں)۔ مرتبہٗ فنافی الشیخ یہ ہے کہ طالب اپنے جسم میں، قال واحوال میں، عادات وخصائل میں اور صورت وسیرت میں اپنے شیخ جیسا ہو جائے اور سر سے قدم تک اُس کا سارا وجود شیخ کے وجود میں ڈھل جائے۔ فرمایا گیا ہے:- ''شیخ زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہوتا ہے۔'' یعنی قلب وروح وشریعت کو زندہ کرتا ہے اور نفس وبدعت وشہوت وہوا وطمع وحرص کو مارتا ہے۔ ظاہر باطن میں جس وقت بھی طالب اپنے دل میں شیخ کے متعلق بدگمانی کو جگہ دیتا ہے اُسی وقت مردود ہو جاتا ہے، طالب کو چاہیے کہ وہ فوراً توبہ واستغفار کرے۔

بیت:- ''شیخ اور طالب کے درمیان ایک عہد ہوتا ہے، اگر وہ ثابت رہے تو وہ ہر مقام پر یکجا ہوتے ہیں۔''

یاد رہے کہ شیخ وطالب دونوں کے لئے فرضِ عین بھی ہے اور سنتِ عظیم بھی کہ وہ پورے صدق واخلاص وارادت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولادِ پاک کے سامنے سرنگوں رہ کر اُن کی خدمت کیا کریں۔ جو شخص سادات کو رضامند نہیں کرتا اُس کا باطن ہرگز صاف نہیں ہوتا اور وہ معرفتِ الٰہی کو نہیں پہنچتا خواہ وہ زندگی بھر ریاضت کے پتھر سے سر پھوڑتا پھرے کیونکہ خدمتِ سادات خلق کے مخدوموں کا نصیبہ ہے۔ جو شخص آلِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام واولادِ علی وفاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا منکر ہے وہ معرفتِ الٰہی سے محروم ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- '' آپ فرما دیجئے کہ میں اِس (تبلیغ

دین) کی اُجرت تم سے نہیں مانگتا مگر قرابت داروں کی محبت۔''

مثنوی:۔''مَیں سادات سے دوستی رکھتا ہوں کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہیں اور حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نورِ نظر ہیں۔ سادات کا دشمن مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن ہے اور مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔''

لیکن سیّدوں کو کن احوال و کن افعال و کن اعمال و کن اقوال سے پہچانا جا سکتا ہے؟ سیّد کی پہچان یہ ہے کہ وہ شریعت کا عامل ہو، قدمِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر گامزن ہو، خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آراستہ ہو، صدق میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسا صاحبِ صدق ہو، عدل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسا صاحبِ عدل ہو، حیا میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسا باحیا ہو اور شجاعت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسا شجاع ہو، جہاد میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا مجاہد ہو، ترکِ دنیا میں حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسا تارکِ دنیا ہو اور سعادت و رضا و ارادت میں حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نمونہ ہو۔ سن! آدمی کے وجود میں روح ایسے ہے جیسے حضرت بایزید (رحمۃ اللہ علیہ)، نفس ایسے ہے جیسے یزید علیہ اللعنت اور قلب ایسے ہے جیسے شہیدِ کامل حضرت امام حسین علیہ السلام۔ اے حق شناس! خود سے انصاف کر اور توحید (اسمِ اللہ ذات) کی تلوار سے نفس یزید کو قتل کر دے۔ جو شخص توحید کی تلوار لے کر نفس کو قتل نہیں کرتا وہ یزید کا ساتھی ہے۔

ابیات:۔(۱)''اے سیّد! اگر تُو مجلسِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری چاہتا ہے تو طالبِ مولیٰ بن کر وحدتِ الٰہی کا استغراق حاصل کر۔'' (۲)''اے سیّد! اگر

تُو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری چاہتا ہے تو طالبِ مولیٰ بن کر دین میں استقامت اختیار کر۔'' (۳) ''اے سیّد! اگر تُو فنا فی اللہ ہونا چاہتا ہے تو غرق فی التوحید ہو کر مجلسِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری حاصل کر۔'' (۴) ''اے سیّد! اگر تُو بارگاہِ الٰہی میں معزز ہونا چاہتا ہے تو سادات کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔'' (۵) ''اے سیّد! اگر تُو فقرِ عظیم کا طالب ہے تو مرشد سے قلبِ سلیم حاصل کر۔'' (۶) ''اے سیّد! اگر تُو قربِ حضور چاہتا ہے تو مرشد سے نورِ توحید حاصل کر۔'' (۷) ''اے سیّد! اگر تُو حاکم و امیر بننا چاہتا ہے تو کسی فقیر سے بادشاہی مانگ لے۔'' (۸) ''اے سیّد! اگر تُو پانچ خزائنِ الٰہی حاصل کرنا چاہتا ہے تو عاجز لوگوں کا دل نہ دُکھا بلکہ اُن کی دستگیری کر۔'' (۹) ''میں اہلِ قرب، اہلِ معرفت اور اہلِ نظر فقیر ہوں اس لئے ہر حاکم و ہر امیر پر غالب ہوں۔''

فقر سادات کا لشکر ہے، جو سیّد فقر کو جان لیتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے دنیا و آخرت میں لا یحتاج و بے نیاز ہو جاتا ہے۔

ابیات:۔ (۱) ''سادات کا دشمن جہنمی ہے اور سادات کا دوست جنتی ہے۔'' (۲) ''سادات کا دشمن خبیث ہے اور سادات کا دوست سعید ہے۔'' (۳) ''خارجی و رافضی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن بد بخت ہے۔'' (۴) ''بارگاہِ خداوندی سے سادات کو شرف و عزت سے نوازا گیا ہے، سادات کا دشمن کوئی ہوا پرست ہی ہو سکتا ہے۔''

فقیر کو کس عمل و معرفت و جمعیت سے پہچانا جا سکتا ہے؟ فقیر سلک میں سالک ہرگز نہیں رہتا بلکہ ہر سلک پر غالب و حاکم ہوتا ہے کیونکہ دونوں جہان عیاں طور پر اُس کی نگاہ میں رہتے ہیں اور وہ کل و جز کا مالک ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ اُس فقیر کا ہے جو صاحبِ تصورِ

حضور اور عامل عمل دعوتِ قبور ہو۔ فقیر ذکر فکر میں ہرگز مشغول نہیں ہوتا چاہے اُس کی گردن ہی اُڑا دی جائے کیونکہ فقیر دائم صاحبِ حضور ہوتا ہے۔ فقیر کا دشمن تین حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا، یا تو وہ سیاہ دل ہوگا یا معرفت و قربِ الٰہی سے محروم منافق ہوگا یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دشمن ہوگا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان "فقر پر مجھے فخر ہے کہ فقر میرے اندر کا نور ہے" کے مطابق یہ فقر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فخر ہے۔ جان لے کہ مرتبۂ مرشدی بہت بھاری ذمہ داری ہے، جب تک کسی کو باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ سے تلقین طالبی کا حکم نہیں ملتا اور تعلیم مرشدی کی رخصت و اجازت نہیں ہوتی وہ احمق ہے کہ خود سے لوگوں کو طالب و مرید کرتا ہے اور حکم و اجازت کے بغیر اُنہیں تعلیم و تلقین کرتا ہے اور آخرکار شرمندہ و خراب ہوتا ہے۔ مرشد وہ ہے جو طالب کو قسم دے کر کہے:۔ "اے طالب! جو کچھ تجھے مطلوب ہے مجھ سے مانگ لے اور جو کچھ طالب مانگے اُس کی طلب کے مطابق اُسے عطا کر دے کیونکہ مرشد کا فیض ایسے ہوتا ہے جیسے کہ بارانِ رحمت کا فیض یا موجِ دریا کا فیض یا نگاہِ کرم کا فیض۔ مرشد اُس توفیقِ الٰہی کا نام ہے جو طالب کے وجود سے حجاباتِ نفسانی و شیطانی اور ظلماتِ نفس و ہوا کو دور کرتی ہے۔ مرشد اگر ناقص و خام ہو تو طالبوں کو ہمیشہ آج اور کل کے وعدوں اور تسلیوں پر ٹالتا رہتا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ بے اعتقادی و بے اعتباری کا شکار ہو کر خدمت کے دن و مہینے و سال نہ گنتا پھرے بلکہ اپنے تمام اختیارات مرشد کو سونپ دے اور پھر کسی قسم کی چوں و چرا نہ کرے اور نہ دم مارے کیونکہ طالب کا شیوہ طاعت و بندگی بجا لانا ہے اور مرشد کا شیوہ طالب کو حضوری میں پہنچانا اور دیدارِ پروردگار سے مشرف کرنا ہے۔

بیت:- ''اے طالب! اگر تُو راہِ حق میں سر قربان کر دے تو رازِ حق کو پالے گا ورنہ جان سے پیار کرنے والے طالبِ دنیا کتے ہی ہوتے ہیں۔''

معرفتِ الٰہی اہل مراد کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ مادر زاد ولی ہوتے ہیں۔

ابیات:- (۱) ''اگر مَیں شرائطِ طالبی کو کھول کر بیان کروں تو طالب وہ ہے جو مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری کا طالب ہو۔'' (۲) ''صاحبِ حضوری ہوئے بغیر کوئی کس طرح مرشد ہو سکتا ہے؟ مرشد تو وہ ہے جو طالب کو ہر مقام کا مشاہدہ کرا دے۔'' (۳) '' مَیں مرشدوں کو خوب جانتا ہوں اور اچھی طرح اُن کی خبر رکھتا ہوں اور طالبوں کو ایک ہی نظر میں اچھی طرح پرکھ لیتا ہوں۔'' (۴) '' مَیں ایک صراف کی طرح ہر شخص کو پرکھ لیتا ہوں اور قیاس و اندازے سے ہر ایک کو پہچان لیتا ہوں۔'' (۵) ''جو کوئی مرشد و طالب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو مَیں اُس کی تحقیق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب سے کر لیتا ہوں۔'' (۶) ''اگر وہ تمام نقد و جنس جو تیرے پاس ہے راہِ خدا میں نثار کر دے تو تُو صاحبِ اعتبار بن جائے گا۔'' (۷) ''بیوپاری جب مال خریدتا ہے تو ہر مال اپنی قدر کو پہنچ جاتا ہے۔''

جو صرف پوچھ گچھ کرتا ہے وہ کبھی منزل پر نہیں پہنچتا اور جو پہنچ جاتا ہے اُسے پوچھ گچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ فرمان حق تعالیٰ ہے:- ''اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کافی ہو رہتا ہے۔'' طالبِ صادق مرشدِ کامل سے اتنی شدید محبت کرتا ہے کہ اُس پر عاشقوں کا یہ قول صادق آتا ہے:- ''میرا گوشت تیرا گوشت، میرا خون تیرا خون۔'' وہ اپنے مرشد کے سامنے عجز و انکسار سے خاک بن کر رہتا ہے، اُس پر اپنی جان فدا کرتا ہے اور اُس کی محبت میں اپنا دل چاک کر دیتا ہے۔ اگر

طالب مرشد سے بے اخلاص و بے اعتقاد ہو کر اُس سے روگردانی اختیار کرتا ہے اور اُس کی مخالفت پر اُتر آتا ہے تو خس کم جہاں پاک، وہ دنیا و آخرت میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ شرطِ مرشد یہ ہے کہ اُس کا طالب بارہ سال کے بعد غرقِ انوار یا مشرفِ دیدار ہو جائے اور تمام علائق دنیائے مردار، بیوی بچوں اور خواہشاتِ نفس بد آثار سے بیزار ہو جائے ورنہ مرشد اُسے خود بے اعتقاد و بے اعتبار کر دے گا۔ طالب کی سلامتی اور اُس کی مرتبۂ عظیم پر رسائی اِس بات پر موقوف ہے کہ وہ مرشد سے صرف اعتقاد طلب کرے، وہ اعتقاد کہ جس میں نفس و شیطان کے شر سے فساد پیدا نہ ہو سکے۔ جان لے کہ اعتقاد کے چھ حروف ہیں ''ا ع ت ق ا د''۔ حرف ''ع'' سے عین دیکھے اور عین بخشے، حرف ''ت'' سے کونین کو طے کرنے کی توفیق بخشے، حرف ''ق'' سے قربِ اللہ حضوری کی قوت بخشے۔ حرف ''ا'' سے ارادۂ صادق رکھے اور حرف ''د'' سے دوام مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری بخشے۔ جو مرشد ان جملہ مراتب کو کھول دے وہ اعتقاد بخش مرشد ہے ورنہ وہ خود نفس کا قیدی اور حُبِ دنیا کے فتنہ و فساد میں مبتلا ہے۔

بیت:۔ ''عنقا صفت مرشد تو بلند پرواز شہباز ہوتا ہے لیکن مکھی صفت مرشد کو وہ معرفت کی بلند چوٹیوں تک کہاں پہنچ سکتا ہے؟''

یاد رہے کہ ظاہر و باطن میں کل و جز کے تمام اصلی مراتب وصل نیت و ارادہ کے مطابق اسمِ اللہ ذات سے کھلتے ہیں۔ چنانچہ ابتدائے تلقین ہی میں بعض کو علمی قیل و قال کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے، بعض کو معرفتِ وصال کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے اور بعض کو مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دائمی حضوری کا لازوال ملکہ حاصل ہو جاتا ہے جس سے اُن کا ظاہر و باطن یک رنگ ہو جاتا ہے۔

ابیات:-(۱) ''مَیں تصرفِ کیمیا میں عامل ہوں اور تصرفِ معرفت میں کامل تر ہوں۔'' (۲) ''مَیں ہدایتِ فقر کے مقام پر فائز جاں فدا عارف قادری فقیر ہوں اور ہر وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم مجلس رہتا ہوں۔'' (۳) ''مجھے مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دست بیعت فرمایا ہے اس لئے مَیں تمام اسرارِ الٰہی سے واقف ہوں۔'' (۴) ''مَیں لقائے الٰہی کے لائق طالبوں کو لقائے الٰہی سے بہرہ ور کر دیتا ہوں۔'' (۵) ''اے طالب! میرے پاس آ، میرے پاس آ تا کہ مَیں تجھے کبر و ہوا سے پاک کر دوں۔'' (۶) ''مرشد اپنے طالب میں دو اوصاف پیدا کرتا ہے جس سے اُس کی نگاہ میں طلبِ دنیا گناہ ہو کر رہ جاتی ہے۔'' (۷) ''جو طالب خدمت کے ماہ و سال اور دن گنتا رہتا ہے وہ مرشد کے عیبوں کا جاسوس ہے۔'' (۸) ''طالب کو چاہیے کہ وہ ہر دم ثابت قدم رہے۔ طالب و مرشد کو موسیٰ و خضر صفت ہونا چاہیے۔'' (۹) ''طالب ہونا بہت مشکل و دشوار کام ہے کہ نیک بخت طالب ہمیشہ موت کا آرزومند رہتا ہے۔'' (۱۰) ''مرشد طالب کو ازل و ابد اور دنیا کے احوال کا مشاہدہ دم بھر میں کرا دیتا ہے۔ ایسے کامل مرشد سے طالب دم بھر میں وحدتِ حق حاصل کر لیتا ہے۔'' (۱۱) ''طالب وہ ہے جو اپنی جان و مال مرشد پر قربان کرتا ہے لیکن طالبِ روٹی محض لاف زن ہی رہتا ہے۔'' (۱۲) ''باھُوؒ ایک ہی نظر میں طالبانِ صادق کو اِس طرح پرکھ لیتا ہے جس طرح صراف سونے کو۔''

یاد رہے کہ اگر طالب باخلاص ہو اور مرشد صاحبِ تصدیق خاص الخاص ہو تو دونوں کی صحبت سودمند رہتی ہے اور ابتدا سے انتہا تک تمام مقامات دم بھر میں طے ہو جاتے ہیں۔ راہبر کامل مرشد ہر منزل تک پہنچا دیتا ہے لیکن ناقص مرشد طلبِ زر و خدمت کے علاوہ کچھ نہیں جانتا۔ مرشد کامل لاھُوت لامکان میں پہنچانے والا ہوتا ہے جب کہ

مرشد ناقص ہمیشہ روٹی کپڑے کی طلب میں پریشان رہتا ہے۔ مرشد کامل طالب اللہ کو اسمِ اللہ ذات پڑھنے کو کہتا ہے اور باطن میں بذریعہ توجہ اُسے مرتبۂ عین عیاں پر پہنچاتا ہے۔ اگر مرشد محض تیلی کا اندھا بیل ہے تو اُس اندھے مرشد سے اندھا طالب کیا ہدایت پائے گا؟ اگر تُو عالم فاضل اور عاقل ہے تو کان لگا کر سن لے کہ تُو معرفت وفقر ورحمت و جمعیت ومشاہدۂ قربِ الٰہی اور حضوریٔ مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ حاصل کر لیکن یہ مرتبہ محض تقویٰ سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ تقویتِ توفیقِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے جو صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت اور مرشدِ کامل کی بخشش وعطا سے ہاتھ آتا ہے۔ یہ مرتبۂ غرق ہے جس میں غلطی ہے نہ غلاظت، یہ وہم وفہم سے بالا بے حدو بے حساب مرتبہ ہے۔

ابیات:-(۱) ''جو شخص نورِ ذات میں غرق ہو جاتا ہے وہ علمِ حضور سے عقلِ کل کا مالک ہو جاتا ہے۔'' (۲) ''اہلِ ذات کا مراقبہ موت ہے جو اُنہیں عالمِ ممات میں لے جاتا ہے جہاں اُن کا باطن اثباتِ '' اِلَّا اللّٰہُ '' سے روشن ہو جاتا ہے۔'' (۳) ''پھر وہ دیکھتے ہیں تو لقائے الٰہی ہی دیکھتے ہیں اور پاتے ہیں تو خدا ہی سے پاتے ہیں۔'' (۴) ''وہ حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلسِ خاص میں پہنچ جاتے ہیں جہاں نفس وشیطان کی پہنچ ممکن ہی نہیں۔'' (۵) '' قادری فقیر کا یہ ابتدائی مرتبہ ہے کہ اُسے قربِ الٰہی کا دائمی شرف حاصل رہتا ہے۔''

یاد رکھیے! طالب اللہ پر فرضِ عین ہے کہ تلقین حاصل کرنے سے پہلے مرشد سے علمِ ظاہری میں تبادلۂ خیال کرے اور معرفت وتصوف ومنطق ومعانی وزبانی قیل و قال کے دقیق ومشکل مسائل کو سمجھے، اِس کے بعد علمِ باطنی کے مسائل توحید اور معرفت

ووصال کے مسائل زیرِ بحث لائے۔ اِس طرح جب مرشد طالب اللہ کو اُس کے سوالوں کے جوابات سے مطمئن کر دے تو تب اُسے تلقین کرے۔ طالب اِس طرح عالم فاضل اور صاحبِ شعور ہو ورنہ ہزاروں جاہلوں کو مجنون و دیوانہ بنا دینا کون سا مشکل کام ہے؟ مرشدِ کامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ تصورِ اسم اللہ ذات اور غلباتِ ذکر اللہ سے طالب اللہ کو اُس کے وجود میں صورتِ نفس، صورتِ قلب، صورتِ روح اور صورتِ سِرّ جدا جدا کر کے دکھا دے۔ طالب اللہ کو ابتدا ہی میں نگاہِ مرشد سے یہ توفیق عطا ہو جاتی ہے کہ وہ اِن میں سے ہر ایک صورت سے ہم کلام و ہم زبان ہو کر باعیان صاحبِ جمعیت ہو جاتا ہے۔ نیز یہ مرتبہ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ”(محبوب!) فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کے طالب ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ فقیر کا ابتدائی مرتبہ مطالعہ علم وعلماء ہے اور انتہائی مرتبہ ولی اللہ ہے چنانچہ ابتدائی مرتبہ عامل اور انتہائی مرتبہ کامل ہے۔ جان لے کہ تمام علمِ قرآن وعلمِ احادیث نبوی وقدسی اور تمام اقوالِ صحابہ کرامؓ ومشائخ کا فرمان ہے:۔ ”نفس دشمنِ جان ہے، شیطان دشمنِ ایمان ہے اور دنیا باعثِ فتنہ و بے جمعیتی و پریشانی ہے، جو شخص اِن تینوں کی عزت کرتا ہے اور فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور معرفتِ الٰہی سے شرماتا ہے وہ مومن مسلمان عالم فاضل فقیر درویش غوث وقطب کس طرح ہو سکتا ہے؟ کہ وہ تو بیل گدھے اور حیوانوں سے بدتر ہے۔

بیت:۔ ”اے باھُو! دنیا میں طالبانِ خدا کمیاب ہیں، مَیں نے ایسا طالب نہیں دیکھا جو اللہ کی راہ میں جان وتن فدا کر سکے۔“

الغرض! علمِ ظاہر چودہ قسم کا ہے اور علمِ باطن ایک قسم کا ہے اور وہ ہے علمِ معرفت وتوحید، جب یہ باطنی علمِ معرفت وتوحید کسی عارف باللہ ولی اللہ پر منکشف ہوتا ہے تو جملہ ظاہری علوم اُس میں اِس طرح آجاتے ہیں جس طرح کہ دودھ پانی میں یا نمک طعام میں یا شکر دودھ میں۔ کیا تُو نہیں جانتا کہ شیطان عالم ہے یا جاہل اور حضرت آدم علیہ السلام عالم ہیں یا جاہل؟ پس اہلِ وصل کی نظر اصل پر ہونی چاہیے نہ کہ حصول روزی وفصل پر۔ سن! اسمِ اللہ ذات کے ذریعے دیدار ومعرفتِ توحید وقربِ حضوری حاصل کرنا علم ہے جہالت نہیں۔ فرمایا گیا ہے:۔ ''اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی جاہل کو دوست نہیں بنایا۔''

ابیات:۔ (۱) ''پہلے علم حاصل کر اور پھر طلبِ مولیٰ اختیار کر کہ بارگاہِ حق تعالیٰ میں جاہلوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔'' (۲) ''جہاں تک ہو سکے خود کو خلق سے پوشیدہ رکھ کہ خود فروش ہرگز عارف نہیں ہو سکتے۔''

ہوش میں آ اور جان لے کہ معرفت وتوحید ومحبت ومشاہدہ ومجلسِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ومعراجِ قربِ حضوری وفقرِ لایحتاج ونمازِ دائمی ومراقبہ وروشن ضمیری وکونین کی بادشاہی اور انبیا واولیا اللہ کی ارواح سے مصافحہ وغیرہ کا علم، مطالعۂ علمِ ظاہر اور ورد وظائف، ذکر فکر اور مراقبہ ومکاشفہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا چاہے کوئی ساری عمر ظاہری علم پڑھنے میں صرف کر دے معرفتِ حق تعالیٰ سے بے خبر ہی رہے گا۔ یہ تمام مراتب باطن ہیں جو کسی صاحبِ باطن مرشد ہی سے کھلتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مرشدِ کامل طالب اللہ کو دونوں جہان کا مشاہدہ اُس کے آئینۂ دل سے عیاں طور پر کرا دیتا ہے کیونکہ دنیا وآخرت کی کوئی چیز بھی انسان کے وجود سے باہر نہیں ہے۔

بیت:۔ ''زمین وآسمان وعرش وکرسی سب کچھ تو تیرے اندر موجود ہے، تُو

دوسروں سے کیا پوچھتا پھرتا ہے؟

تمام ظاہری علوم واعمال اور ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضائے بدن کے تمام اعمال جو تیرے نزدیک عین ثواب ہیں یقین جان کہ بندے اور ربّ کے درمیان مطلق حجاب ہیں۔ آخر رجعت سے پاک وہ کون سی اصل کامل راہ ہے کہ جس سے انسان دم بھر میں لازوال وصل حضوری حاصل کر لیتا ہے؟ ذکر فکر میں تو رجعت ہے، مراقبہ ومکاشفہ میں رجعت ہے، نماز وروزے میں رجعت ہے، ورد وظائف میں رجعت ہے، حج وزکوٰۃ میں رجعت ہے اور تلاوت وعلم میں رجعت ہے۔ غرض اللہ کے سوا ہر چیز کی طرف رجوع کرنا رجعت ہے۔ صرف مرتبۂ توفیق یعنی حاضراتِ تصورِ اسمِ اللہ ذات ہی وہ راہ ہے کہ جس میں رجعت نہیں اور طالب اللہ صرف توجۂ مرشد ولی اللہ، تصورِ اسم اللہ ذات، تفکرِ فنا فی اللہ اور تصرفِ بقا باللہ کے ذریعے ہی لازوال حضوری تک پہنچ سکتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بعض فقیر اہلِ تحقیق صاحبِ معرفت باتوفیق ہوتے ہیں اور بعض کامل نفسانی طالبِ دنیا شیطان کے قیدی اہلِ استدراج زندیق ہوتے ہیں۔ اہلِ زندیق اور اہلِ تحقیق ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

ابیات:۔(۱) ''جس کے پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو جائیں اور وہ بارگاہِ نبوی میں منظور ہو جائے تو وہ لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔'' (۲) ''جو شخص دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے وہ اُس کا چرچا نہیں کرتا، وہ اپنی ہستی کو مٹا کر بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔'' (۳) ''نورِ راز سے میرا سارا وجود نور ہو گیا ہے اِس لئے مَیں حضورِ حق میں پہنچ کر محوِ دیدار رہتا ہوں۔'' (۴) ''مَیں خدا کے سوا کسی اور شے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا کیونکہ اولیا اللہ کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی کافی ہے۔''

عقلمند وہ ہے جو مجلس حضور میں آتے جاتے وقت مجلس حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے درود شریف و لاحول پڑھ لیا کرے کیونکہ مجلس شیطان و دنیائے مردار میں یہ قوت ہرگز نہیں کہ لاحول پڑھنے کے بعد قائم رہ سکے۔'' دیدار چار قسم کا ہوتا ہے۔ جہاں دیدار ہے وہاں جان ہے نہ جسم، اسم ہے نہ رسم رسوم بلکہ وہ فنا فی اللہ کا مقامِ لامکان ہے جہاں حیٌ قیوم ذاتِ حق کا نور ہی نور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مکان سے تشبیہ دینا موجبِ شرک و کفر ہے۔ بعض احمق و جھوٹے بدعتی اہل سنت و جماعت کے مخالف لافزن و بدآثار دل کے اندھے جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے بغیر مراقبہ کرتے ہیں تو آسیبِ شیطانی سے رجعت کھا کر خوار ہوتے ہیں اور نارِ جنونیت کی روشنی کو دیکھ کر لوگوں سے کہتے ہیں کہ اُنہیں دنیا و آخرت میں دیدارِ خداوندی حاصل ہو گیا ہے۔ ایسے بدعتی گروہ پر اعتبار نہ کیا جائے بلکہ اُن کی لافزنی پر ہزار بار استغفار کیا جائے۔ جب کوئی زندگی ہار کے جیتے جی مر جاتا ہے تو اُسے دیدارِ الٰہی کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ اہل اللہ ہمیشہ اسی طریق سے باطن میں دیدارِ الٰہی کرتے ہیں۔ ظاہری آنکھوں میں یہ طاقت نہیں کہ دیدارِ پروردگار کر سکیں لیکن جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے ظاہری وجود رازِ الٰہی میں دائمی طور پر غرق ہو کر دائمی نماز میں مشغول ہو جاتا ہے تو اُسے باعیان دیدار کرنا مشکل نہیں ہوتا۔

جو فقیر مکمل طور پر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے وہ مرشدِ کامل ہوتا ہے۔ ایسا مرشدِ کامل طالبِ صادق کو پہلے ہی روز علمِ دیدار کا سبق دیتا ہے اور علمِ دیدار کی تاثیر سے اُس کا دل زندہ کر دیتا ہے۔ پھر اُسے نیند نہیں آتی اور وہ قیامت تک بیدار رہتا ہے، زندگی ہو یا موت ہر حال میں وہ صاحبِ حضور ہو کر باشعور و ہوشیار رہتا ہے۔ جسے دائم دیدار حاصل ہو اُسے ذکر فکر و مراقبہ و ورد و وظائف کی کیا ضرورت؟ ایسے دائم صاحبِ حضور اہل نظر باعیان صاحبِ

نظارہ کو مراقبہ واستخارہ کی کیا حاجت؟

بیت :- ''آنکھ کو دیدار ہی سے یقین نصیب ہوتا ہے جو اِس بات کو نہ مانے وہ پکا لعین ہے۔''

یاد رہے کہ آدمی کے وجود میں لطفِ قربِ حق کے چودہ لطائف پائے جاتے ہیں، جب یہ لطائف کھل جاتے ہیں تو آدمی کے ظاہری و باطنی حواس نور ہو جاتے ہیں اور وہ جس طرف بھی نظر اُٹھا کر دیکھتا ہے اُسے بے مثل و بے مثال نور ہی نور نظر آتا ہے، اُس کے ہر ایک عضو سے نور ٹپکتا ہے اور سر سے قدم تک اُس کے تمام وجود سے تند آگ کی مانند تجلیات پھوٹتی ہیں جو ہمیشہ اُس کے ساتوں اندام کو اِس طرح جلاتی رہتی ہیں جس طرح کہ خشک لکڑی کو آگ جلاتی ہے۔ وہ حاضراتِ اسم اللہ ذات سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اُس پر اسرارِ الٰہی منکشف ہوتے رہتے ہیں، وہ جدھر بھی دیکھتا ہے فتوحاتِ غیبی لاریبی کو دیکھتا ہے اور مرتے دم تک اپنے آئینۂ دل میں معرفتِ توحید و قربِ حضور دیدارِ الٰہی کے انوار دیکھتا رہتا ہے اور یہ حق الیقین کا مرتبہ ہے، اِسے ''عبودیت با ربوبیتِ دوام'' کہتے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''اور اپنے رب کی عبادت حق الیقین کی حد تک کرو۔'' وجود کے اِن جملہ لطائف کی باتوفیق تحقیق و شرح اِس طرح ہے کہ ہر لطیفہ ہر عضو کے قفلِ حجاب کو کھولنے کی نوری کلید ہے۔ صاحبِ تصدیق صدیق و صاحبِ علمِ دقیق رفیق طریق مرشدِ کامل پانچ علوم کو کہ جنہیں خزائن لطائفِ انوارِ رحمت کہا جاتا ہے، روحانی سرو دماغ کے مقامِ سر میں کھول کر کھلی آنکھوں سے دکھا دیتا ہے۔ اِس مقام پر فقیر اگر ایک دم کے لئے بھی ٹک جائے تو قیامت تک اُس سے باہر نہیں آتا اور جب صورِ اسرافیل کی آواز اُس کے کانوں میں پڑتی ہے تو تب اُسے خبر ہوتی ہے لیکن اِس حالت

میں بھی وہ نماز کے لئے آتا جاتا رہتا ہے اور فرض و سنت و واجب و مستحب ادا کرتا رہتا ہے کہ یہ آدابِ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تقاضا ہے۔ اِس طرح کے سات لطائف[1] اول کے ہیں جو دل کے قریب اور اُس کے اردگرد واقع ہیں جن میں سے ایک لطیفہ سینے کے اندر اِس طرح واقع ہے جس طرح کہ انگوٹھی کے اندر نگینہ۔ جب یہ لطیفہ زندہ ہو جاتا ہے تو وجود سے نفاق اور کینہ نکل جاتا ہے اور خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے۔ اِس مرتبے پر کوئی اہلِ مشق وجودیہ صاحبِ نظر عارف ہی پہنچتا ہے۔ ایک لطیفہ ناف کے مقام پر ہے جو نفس کے خلاف ہے۔ چار لطائف ناف کے اردگرد ہیں جنہیں ایک حق شناس و صاحبِ انصاف منصف تحقیق کرتا ہے اور دو لطائف دو پہلوؤں پر ہیں جن سے وجود میں ایسا نورِ الٰہی پیدا ہوتا ہے کہ جس سے انسان پہلو پر سو نہیں سکتا۔ جو شخص اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ تمام روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بن جاتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''بے شک مَیں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔'' جب ہر ایک لطیفہ روشن ہو کر سورج کی طرح طلوع ہوتا ہے تو سارا وجود روشن ہو جاتا ہے اور طالب اللہ ایسے بے حد و بے حساب مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جو وہم و فہم سے بالا ہے۔ اُس کے وجود سے خصائل بد مٹ جاتے ہیں اور اُس کی روح فرحت یاب ہو جاتی ہے۔ جان لے کہ جو آدمی شریعت سے

---

[1] :- سات لطائف = صوفیا کے ہاں اِن لطائف کے محلِ وقوع کے بارے میں مختلف آرا ہیں لیکن یہ سچ ہے کہ مسلمان صوفیا کے علاوہ دوسرے مذاہب کے سرّیت پسندوں کے ہاں بھی اِن کا ہونا اور اِن سے راہ پانا مسلّم ہے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ جیسے جیسے مرشد اِن پر توجہ کر کے ذکر بتائے ویسے ہی کیجیے۔ جسم میں اِن کے جائے وقوع کے بارے میں اختلافات کو نظر انداز کر دیجیے۔ یہاں مقصود عمل ہے نہ کہ نظری علم۔

بے اخلاص ہو جاتا ہے اور شریعت کی فرمانبرداری چھوڑ دیتا ہے تو وہ ظاہر و باطن میں جھوٹا ہو جاتا ہے، اُس پر اعتبار نہ کیا جائے، وہ جو کچھ کہے گا لاف زنی ہوگا۔ مقامِ شریعت، مقامِ طریقت، مقامِ حقیقت، مقامِ معرفت، مقامِ قربِ نورالہدیٰ، فنائے نفس اور لقائے الٰہی کا شرف مرشدِ کامل تصورِ حضور اور تصرفِ قبور سے ایک ہی ساعت میں کھول کر دکھا دیتا ہے۔ متوکل باللہ عالم ولی اللہ مرشدِ کامل سے طالبِ حق پہلے ہی روز ایسا سبق پڑھتا ہے کہ اُسے مراتبِ موت وحیات وخوف ورجا اور دوزخ و بہشت ہرگز یاد نہیں رہتے اور وہ اللہ کے سوا ہر چیز کو بھول جاتا ہے۔ یہ مراتب بھی شریعت کی برکت، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بخشش اور مرشدِ کامل ولی اللہ کی عطا سے حاصل ہوتے ہیں۔

بیت:۔ ''جو شخص دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے اُسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ اُس کی گواہی خود خداوندِ قدوس دیتا ہے۔

یہ مراتب ہیں عارفانِ خدا کے اے احمق بے حیا! جو شخص دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے اُس کی ہر بات دیدارِ خدا کے متعلق ہی ہوتی ہے۔

ابیات:۔(۱) ''جو شخص دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے اُس کی زبان پر خاموشی چھا جاتی ہے، وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں مرتا۔'' (۲) ''جو شخص دیدارِ الٰہی سے بہرہ ور ہو جاتا ہے وہ خود کو گمنام کر لیتا ہے، اُس کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے اور وہ خون کے آنسو روتا ہے۔'' (۳) ''جسے دیدارِ الٰہی نصیب ہو جاتا ہے وہ خود سے گم ہو جاتا ہے اور وہ ''قُمْ'' کہہ کر مردے کو زندہ کر دیتا ہے۔'' (۴) ''جو شخص دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے وہ ایک ہوشیار اور باعتبار راہبرِ حق ہوتا ہے۔'' (۵) ''میں ہر دم میں سو بار لقائے الٰہی سے مشرف ہوتا ہوں۔ یہ مرتبہ مجھے بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے

حاصل ہوا ہے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔'' خلقِ خدا کے لئے تین چیزیں نفع بخش و فیض رساں ہیں، (۱) بارش، (۲) دریا اور (۳) زراعت۔ تین شخص سخی ہوتے ہیں، (۱) عالم (۲) فقیر اور (۳) متقی و خدا پرست حاکم۔

شرحِ دعوت

مرشدِ کامل پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالبِ صادق کو سب سے پہلے خزانۂ علمِ دعوت کا تصرف بخش دے تاکہ اُسے جمعیتِ نفس حاصل رہے اور اُسے ایسی دعوت پڑھنے کی رخصت و اجازت دے دے کہ جس کی نفع بخش تاثیر ہمیشہ جاری رہے اور پڑھنے والے کے دل میں ملال و حیرت و عبرت و بے جمعیتی پیدا نہ ہو۔

بیت:۔ ''مَیں علمِ دعوت پڑھنے والا عامل و کامل فقیر ہوں اور تصورِ اسمِ اللہ ذات کی بدولت باعیاں دیدار سے مشرف رہنے والا روشن ضمیر ہوں۔''

اساسِ علمِ دعوت، مغزِ علمِ دعوت، کلیدِ علمِ دعوت، قفلِ علمِ دعوت، مشکل کشائے علمِ دعوت اور ہر مطلب نمائے علمِ دعوت یہ ہے کہ اہلِ دعوت حاضراتِ اسمِ اللہ ذات و حاضراتِ کلمہ طیبات '' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کے ذریعے نفس پر غالب ہو کر علمِ دعوت سے کل و جز کی ہر چیز پر غلبہ و تصرف حاصل کر لے۔ جب کوئی عالم باللہ کامل ولی اللہ اہلِ دعوت ایسی دعوت پڑھتا ہے تو دونوں جہان میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ گویا تمام طبقاتِ خلق زیر و زبر ہو رہے ہیں۔ خانہ کعبہ و مدینہ شریف

جنبش میں آجاتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قبر وروضہ مبارک سے باہر آکر اہلِ دعوت کی دستگیری فرماتے ہیں اور اُس کا کام اُسی وقت کر دیتے ہیں۔ اِس دعوت کو پڑھنے والا عرش پہ چلتا پھرتا ہے، لوحِ محفوظ کو اپنے مطالعہ میں رکھتا ہے اور کرسی کو اپنی جائے سکونت بنالیتا ہے۔ اِس دعوت کو وہ شخص پڑھ سکتا ہے جو دعوت پڑھنے سے پہلے خود کو ہر آفت و ہر رجعت و ہر بلا اور اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوق وکل جن وانس کی دشمنی سے سلامت ومحفوظ کر لیتا ہے۔ اِس دعوت کی چند نشانیاں ہیں یعنی ق قرب، ق قبر، ق قرآن، ق قوت، ق قدرت، ق قہر اور ق قوی اس لئے اِس دعوت کو وہ شخص پڑھ سکتا ہے جسے مجلسِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری حاصل ہو کیونکہ سردارِ دو عالم کے دائیں قدم کے نیچے جمالیت ہے اور بائیں قدم کے نیچے جلالیت۔ یہ دعوت اسم بامسمّٰی ہے اور اس میں ہر معمہ ہے۔ اِس دعوت سے زیادہ سخت اور کوئی دعوت نہیں ہے۔ یہ وہ دعوت ہے کہ جس کے پڑھنے سے کامل ایک ہی دن میں خزائن الٰہی حاصل کر لیتا ہے لیکن ناقص اس کے پڑھنے سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے یا دیوانہ ومجذوب ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔ جان لے کہ حیاتِ انسانی کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ انسان کا جسم دنیا میں ہو لیکن اُس کا دل آخرت میں ہو اور وہ باطن میں دائمی طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہم مجلس ہو۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ آدمی کو یہ زندگی کس لئے عطا کی گئی ہے اور ایام وماہ وسال کی زندگی اور موت کے بعد کی زندگی کے احوال کیا ہیں؟ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ”وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔“ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ”اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔“ جس شخص کو زندگی ہی میں وحدتِ حق نصیب ہو جاتی ہے وہ مرنے کے بعد بھی واصل رہتا ہے اور جسے زندگی میں ثابت قدمی اور

استقامت حاصل ہو جاتی ہے اور اُس کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی صاحبِ ایمان رہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''جس نے '' لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہہ دیا وہ حساب وعذاب کے بغیر جنت میں داخل ہو گیا۔''

ابیات:۔(۱) ''جس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے منور ہو گئیں وہ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو گیا، ایسا صاحبِ دیدار خوف وغم سے آزاد ہے۔'' (۲) ''آنکھیں بند کر کے اُس کے تصور میں وہ شخص رہتا ہے جسے دیدارِ الٰہی نصیب نہ ہوا ہو، میں تو اُسے دیکھتا ہوں، پہچانتا ہوں اور جانتا ہوں۔'' (۳) ''صاحبِ نظر عارف راہِ توفیق سے اُسے ظاہر وباطن میں دیکھتا رہتا ہے۔'' (۴) ''مادرزاد اندھے کے نصیب میں لقائے الٰہی کہاں؟ کہ وہ تو لقائے الٰہی کا قائل ہی نہیں ہوتا۔'' اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

پس مرشد کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے طالب کے مرتبۂ طالبی کو پرکھ لے اور طالب کو چاہیے کہ وہ مرشد کے مرتبۂ مرشدی کو پہچان لے۔ مرتبۂ طالبی یہ ہے کہ طالب جیتے جی مر کر صاحبِ نفس مردہ ہو جائے اور مرتبۂ مرشدی یہ ہے کہ مرشد فنا فی اللہ ذات ہو۔

بیت:۔'' میں تو ذاتِ حق میں فنا ہو چکا ہوں اِس لئے مقاماتِ صفات کی طیر سیر کو میں کیا جانوں؟''

یہ راہِ فقر ومعرفتِ توحید تقلید میں ہرگز نہیں سماتی چنانچہ گویائی وشنوائی اور تمام قیل وقال سراسر تقلید ہے اور دیکھنا دکھانا توحید ہے (جس کے لئے نفس سے خلاصی لازم ہے) چنانچہ فرمایا گیا ہے:۔'' نفس کو چھوڑ دے اور اللہ کو پالے۔'' چنانچہ اہلِ قال اور اہلِ حال کا باہم مل بیٹھنا درست نہیں۔

مرشد پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالب اللہ کو مشق وجودیہ کرا کے حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے دم بھر میں حضوری میں پہنچا دے اور سلک سلوک کی ہر بلا و ہر آفت سے محفوظ کر دے۔ہاں! مرشد بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک مرشدِ حبیب جو طالب غریب کو مجلس حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچاتا ہے اور دوسرے مرشدِ رقیب جو طالب اللہ کو خلوت نشینی اور چلہ کشی کی ریاضت میں ڈال کر طیر سیرِ مقامات و رجوعات خلق سے خراب کرتا ہے۔ہاں! یہ درست ہے کہ انسان کے ضعیف و ناتواں وجود کے لئے بخشش وعطا و لطفِ پروردگار کے بغیر اسمِ اللہ ذات کی جباری وقہاری کے بوجھ کو اُٹھانا بہت مشکل و دشوار ہے۔فرمانِ الٰہی ہے :۔''بے شک ہم نے اپنی امانت کو زمین و آسمان و پہاڑوں پر پیش کیا تو وہ اُس کے اُٹھانے سے معذور ہو کر ڈر گئے لیکن انسان نے اُس بارِ امانت کو اُٹھا لیا کہ وہ اپنے نفس کے لئے ظالم و جاہل تھا۔''

بیت :۔'' کس کی مجال تھی کہ وہ اُس بارِ گراں کو اُٹھاتا جسے مَیں نے اُٹھا رکھا ہے؟''

جب تک مرشدِ کامل اپنی توجہ و تصور و تصرف سے طالبِ صادق کے وجود کے اُن چودہ غیبی لطائف کو کھول نہیں دیتا، طالب اللہ کا نفس اُس کے قابو میں ہرگز نہیں آتا اور جب تک طالب اللہ کے ظاہری حواس بند نہیں ہو جاتے ، اُس کے اوصافِ ذمیمہ مٹ نہیں جاتے اور اُس کے وجود سے خناس و خرطوم ختم نہیں ہو جاتے ، اُس کا معرفتِ الٰہی تک پہنچنا محال ہے۔مجھے تعجب ہوتا ہے اُن احمق و نادان لوگوں پر جو غیر مخلوق ''اَللّٰہُ'' کو مخلوق سے تشبیہ دیتے ہیں اور مخلوق کے خط و خال و زلف و حسن و سرود و آواز و نغمہ و مطرب و ساقی و بادہ کو اللہ تعالیٰ کا عکس معکوس قرار دیتے ہیں۔یہ سراسر بدعت ہے اور

موجبِ شرک و کفر ہے۔ یہ ناقص و خام مرتبہ ہوائے نفس اور راہزن شیطان کا پیدا کردہ ہے جو لذتِ دنیا کے لئے حیلہ و وسیلہ ہے۔ جان لے کہ ہر چیز کا قفل ہے اور ہر قفل کی کنجی ہے اور قفلِ وجودِ انسانی کی کنجی اسمِ اللہ ذات توحید ہے۔ جو شخص اپنے وجود کے قفل کو کھول کر قلبِ سلیم کا خزانہ حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ سب سے پہلے مرشدِ کامل سے کلیدِ اسمِ اللہ ذات توحید طلب کرے۔ جب مرشدِ کامل اپنی توجہ سے تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ایک ہی دم میں طالب اللہ کے وجود کو طے کر لیتا ہے تو طالب اللہ کا وجود زندہ ہو جاتا ہے اور اُس کے ساتوں اندام نور ہو جاتے ہیں اور اُسے دائمی حضوری نصیب ہو جاتی ہے۔ ایسی توجہ کو توجۂ توفیق اور ایسے مرشد کو صاحبِ تحقیق مرشدِ رفیق کہتے ہیں۔ ایسا مرشد جب چاہتا ہے کہ وہ طالب اللہ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں پہنچا دے تو طالب اللہ کے جسم کو تصورِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں غرق کر کے جسمانی طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر کر دیتا ہے، ایسی حضوری کو طیِّ توجہ کہا جاتا ہے۔ مرتبۂ فنافی الشیخ میں طالب اللہ کا جسم اپنے شیخ کے جسم میں اسی طرح پیوست ہوتا ہے اس لئے چاہیے کہ شیخ اشرف انسان ہو نہ کہ صفت شیطان، یہ بھی توجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جان لے کہ توجہ کی پانچ قسمیں ہیں جن میں سے توجۂ تصدیق سے طالب اللہ مرتبۂ صدیق اور توجۂ نور سے طالب اللہ مرتبۂ حضوری پر پہنچتا ہے۔ اس راہِ حضوری کی بنیاد جمعیت ہے اور جمعیت کی بہت سی اقسام ہیں۔ تمام جمعیتوں کی جامع جمعیت مشاہدۂ جمال ہے، وہ جمال جو وصالِ لازوال میں مدِّنظر رہتا ہے۔ اس مرتبے پر پہنچنا بہت مشکل و محال ہے۔ جمعیت کی دوسری قسم یہ ہے کہ صاحبِ جمعیت جہان بھر کا ہر دل عزیز بن جائے اور دونوں جہان کے دفاترِ نیک و بد اُس کے زیرِ

اختیار آ جائیں اور وہ خود اللہ تعالیٰ کے اختیار میں رہے۔ ایک اور قسم کی جمعیت یہ ہے کہ عارف ہر ایک کام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت اور نگاہِ کیمیا سے کرے اور اُنہی کی نگاہِ کیمیا سے معرفت و دیدارِ الٰہی کے لازوال خزائن حاصل کرے ورنہ کیمیا گری کے ہنر سے سونے چاندی کے انبار جمع کرنا دنیائے جیفہ مردار ہے اور اہلِ مردار ہرگز معرفتِ دیدار نہیں چاہتا۔

ابیات:۔(۱) ''جو کوئی دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے وہ خود نمائی کی باتیں نہیں کرتا بلکہ فقرِ کامل سے ہمکنار ہو کر ہر دم حاضر و ناظر رہتا ہے۔'' (۲) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ کچھ کہے تو کیوں کر کہے کہ وہ تو ہر دم دیدارِ الٰہی میں محو رہتا ہے۔'' (۳) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ غرق فی التوحید ہو جاتا ہے اور ہر دم خاموش رہ کر خونِ جگر پیتا رہتا ہے۔'' (۴) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ فنا فی اللہ ہو کر ہمیشہ لقائے الٰہی سے بہرہ ور رہتا ہے۔'' (۵) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ روحِ مکرم بن کر ہر غم سے آزاد عارف باللہ ہو جاتا ہے۔'' (۶) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے جواب باصواب پاتا ہے، اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور وہ کھلی آنکھوں سے محوِ دیدار رہتا ہے۔'' (۷) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ صاحبِ نظر واصل باللہ اولیا اللہ فقیر بن جاتا ہے۔'' (۸) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ پُر جوش ہو کر عشق و مستی کے ترانے گاتا رہتا ہے۔'' (۹) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے اُسے دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور اُس کے پیٹ میں پہنچ کر ہر قسم کا طعام نور بن جاتا ہے۔'' (۱۰) ''جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے اُس کے نزدیک جو بھی جاتا ہے وہ اُسے بھی دیدارِ الٰہی سے مشرف کر کے غرق فی التوحید کر دیتا ہے۔'' (۱۱) ''اگر کوئی مجھ سے اللہ تعالیٰ کا پتہ نشان پوچھے تو

اُس مالکِ لامکان کی مثال کیسے دی جا سکتی ہے؟'' (۱۲) ''راہِ دیدار اختیار نہ کرنا سراسر گمراہی ہے، ہاں مگر اُس کے لئے لائق دیدار آنکھ کی ضرورت ہے۔'' (۱۳) ''جو آنکھ اُسے دیکھ لیتی ہے وہ اُس کے دیدار کی گواہی دیتی رہتی ہے۔'' (۱۴) ''اگر میں کسی مادر زاد اندھے کو دیدارِ الٰہی کرانا بھی چاہوں تو وہ خدا کو کہاں دیکھ پائے گا؟'' (۱۵) ''جو دنیا میں دیدارِ الٰہی سے محروم رہا وہ بے نصیب ہے، مردہ دل اگر دیدارِ الٰہی کا دعویٰ کرے بھی تو جھوٹا ہے۔'' (۱۶) ''جہاں دیدارِ الٰہی ہے وہاں علم و دانش و شعور کا گزر نہیں، وہاں تو بس غرق فنا فی التوحید کی حضوری ہے۔'' (۱۷) ''علمِ دیدار اور اُس کے عالم اور ہیں۔ علم دیدار صرف عارف ہی حاصل کرتے ہیں کہ اُنہیں راہنمائی کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔'' (۱۸) ''دیدارِ الٰہی وحدتِ کامل کا نام ہے جہاں کوئی منزل ہے نہ مقام اور جس کا کوئی مکان ہے نہ نشان۔'' (۱۹) ''جو دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے وہ صاحبِ راز بن کر اِس طرح خاموش ہو جاتا ہے گویا وہ ایک مردہ ہے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، بے شک اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔'' مرشدِ کامل طالب اللہ کو تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعے معرفت و دیدار کا سبق دیتا ہے اور دنیائے جیفہ مردار سے بیزار کر کے ہزار بار توبہ کراتا ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو تصورِ اسمِ اللہ ذات سے معرفتِ دیدار منکشف کرتا ہے اور پھر اسمِ اللہ ذات میں لوٹ آتا ہے کیونکہ ابتدا و انتہا کا کوئی مرتبہ بھی اسمِ اللہ ذات سے باہر نہیں اور نہ ہی ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''انتہا ابتدا کی طرف لوٹ آنے کا نام ہے۔'' ہماری ابتدا مٹی سے ہوئی ہے اور ہماری انتہا بھی مٹی قبر میں واپسی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر شکستہ دل پر رہتی ہے اور ایک حدیث شریف کے مطابق شکستہ

قبر پر ہمیشہ رحمت کا نور برستا رہتا ہے۔ شکستہ دل کسے کہتے ہیں؟ وہ دل جو اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل کے نور سے پُر ہو اور نورِ حضور کے غلبہ سے شگوفۂ دل پارہ پارہ اور مضغۂ قلب ریزہ ریزہ ہو اور دل کے پھول کی ہر ایک پتی گلاب کے پھول کی طرح سرخ و معطر و معنبر و خوشبودار ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ اُس کی نظر تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں پر ہے۔''

ابیات :۔ (۱) ''مَیں دل کی آنکھ سے مشاہدۂ معنی کرتا ہوں کہ ظاہری آنکھ تو مردِ بینا کے لئے عینک کی طرح ایک حجاب ہے۔'' (۲) ''چشمِ دل ہی ہے کہ جس کی نظر حق پر رہتی ہے ورنہ ظاہری آنکھیں تو بیل و گدھے بھی رکھتے ہیں۔'' (۳) ''گلے تک پُر ہو کر مت کھا کہ تُو دیگ نہیں ہے اور زیادہ پانی مت پی کہ تُو ریت نہیں ہے۔''

راہِ باطن میں علمِ غیب کا عالم وہ غیب دان و غیب خوان و باعیان عارف ہوتا ہے جو علمِ معرفت کا مطالعہ کرتا ہے اور راہِ معرفت کے ہر ایک مرتبے کا پتہ نشان بتا سکتا ہے اور طالب اللہ کو لاھُوت لامکان میں پہنچا سکتا ہے۔ غیبِ باطن یہ ہے کہ باطن کو ظاہر کے مطابق کر دکھائے اور ظاہر کو باطن کے مطابق بنا دے۔ ارے ہاں! بات ہو رہی تھی شکستہ قبر کی۔ شکستہ قبر وہ ہے کہ جس میں اہلِ قبر وحدانیتِ الٰہی میں غرق ہو کر باخدا ہو چکا ہو اور جس کا دل ہر وقت اسمِ اللہ ذات کی تجلیات سے منور رہتا ہو۔ ایسے ذاکرِ قلبی کے ایک ہی دم کے ذکر کا ثواب ستر ہزار ختمِ قرآن کے ثواب سے زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے صاحبِ حضور و صاحبِ قلبِ نور ذاکرِ قلبی کو حافظِ ربانی کہتے ہیں کہ وہ ہر وقت ذکر اللہ کا ورد کرتا رہتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ ''پس تم میرا ذکر کرو مَیں تمہارا ذکر کروں گا۔''

بیت :- ''ذکر وہ ہے کہ جس سے بارگاہِ خداوندی کی حضوری حاصل ہو۔ جس ذکر سے حضوری نصیب نہ ہو وہ ذکر نہیں بلکہ خود نمائی ہے۔''

ذکر ایک نور ہے جو وسیلۂ حضور ہے اور علم بھی ایک نور ہے جس کا عالم بھی وسیلۂ حضور ہے۔ جس مرشد سے طالب اللہ پہلے ہی روز نورِ حضور کے مرتبے پر نہ پہنچ سکے وہ مرشد لائق ارشاد نہیں۔ حضوری کا ابتدائی سبق مشق وجودیہ ہے۔ مشق وجودیہ سے بے شک بارگاہِ اللہ حیّ قیوم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

شرحِ حضوری

بعض لوگوں کو باطن میں ایک حضوری حاصل ہو جاتی ہے جسے وہ دیدارِ حق سمجھ بیٹھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُنہیں حق کی پہچان نہیں ہوتی۔ باطن میں حضوری حق و باطل کی شرح اِس طرح ہے کہ بعض لوگوں کو باطن میں جنونیت کی حضوری حاصل ہوتی ہے، بعض کو اپنے وہم اور خیالِ خام کی حضوری حاصل ہوتی ہے، جسے وہ مجلسِ معرفت و وصال سمجھتے ہیں اور ہمیشہ پریشان حال رہتے ہیں، بعض لوگوں کو دنیائے دون کی حضوری حاصل ہوتی ہے جس سے وہ ہمیشہ چوں و چرا میں مبتلا رہتے ہیں، بعض کو حضوری نفس حاصل ہوتی ہے جس سے وہ ہمیشہ خود پرستی اور ہوا و ہوس کا شکار رہتے ہیں، بعض لوگوں کو شیطان کی حضوری حاصل ہوتی ہے جس سے وہ تارکِ نماز ہو کر دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنہیں دیدارِ حق حاصل ہے۔ یہ نرے احمق اور حیوان ہیں، بعض حضرات کو ارواحِ انبیا کی حضوری حاصل ہوتی ہے، ایسے لوگوں کا باطن صاف ہوتا ہے اور وہ روشن ضمیر ہوتے ہیں، بعض لوگوں کو حضوریٔ قلب نصیب ہوتی ہے جس سے اُن کا نفس سلب ہو جاتا ہے، بعض لوگوں

کو حضوریٔ روح حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کے وجود کی رگ رگ میں طوفانِ نوح کی طرح روشنیٔ نور موجزن رہتی ہے، بعض لوگوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے جس سے وہ ہمیشہ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ثابت قدمی سے قائم رہتے ہیں، بعض لوگوں کو الہام و دیدار و قربِ الٰہی کی کامل حضوری حاصل ہوتی ہے اور بعض کو غیب سے نگاہ، بعض کو غیب سے اوہام اور بعض کو غیب سے دلیل حاصل ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ ہے شہ رگ سے قریب تر حضوری کا۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور مَیں بندے کی شہ رگ سے زیادہ اُس کے قریب ہوں۔'' یہ مرتبہ بھی تجلیٔ انوار اور قربِ اللہ دیدار کا مرتبہ ہے۔ مرشد کے دو مراتب ہوتے ہیں، (۱) ظاہر میں شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سختی سے کاربند ہوتا ہے اور (۲) باطن میں ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہتا ہے، ظاہر میں طالبانِ مولیٰ کو تصورِ اسمِ اللہ ذات میں مشغول رکھتا ہے اور باطن میں اُنہیں مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچاتا ہے۔ ظاہر میں خزائنِ الٰہی پر متصرف و غنی ہوتا ہے اور باطن میں ہدایتِ فقر میں کامل ہوتا ہے اور پل بھر کے لئے بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا۔

مثنوی:۔ '' تُو سایۂ مرشد سے گریز مت کر کہ ابھی تجھے صحبتِ نور میسر نہیں، جا اپنی قسمت پر ماتم کر کہ اُس صورت سے تیرا کوئی تعلق نہیں۔ جب تک تجھے آفتابِ معرفت سے مژدۂ وصل حاصل نہ ہو، اُس ذاتِ پاک کی طرف متوجہ رہ کہ تُو اُس سے دور نہیں۔''

طالبِ وصال کو سالہا سال تک ریاضت کرنی پڑتی ہے لیکن مرشدِ کامل طالبِ حق کو پل بھر کی توجہ سے مرتبۂ وصال سے نکال کر غرق فنا فی اللہ کے لازوال مرتبے پر پہنچا دیتا ہے جس سے طالب فنا ہو کر بقا حاصل کر لیتا ہے اور پھر قوتِ لقائے وحدانیت

سے فنا و بقا کے مراتب سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ یہ مرتبہ فقرا کے پہلے ہی روز کا ابتدائی مرتبہ ہے یعنی فقیر کے لئے رضائے الٰہی کی خاطر ابتدائی مرتبہ فنا ہے اور مرتبۂ رضا مرتبۂ قضا سے افضل ہے۔ جہاں فنا فی اللہ عارف باللہ فقیر وحدت میں غرق ہوتا ہے وہاں تک مرتبۂ فنا و قضا و رضا کی رسائی نہیں ہے۔ مرتبۂ فنا "ہمہ اوست در مغز و پوست"[1] کا مرتبہ ہے اور "ہمہ اوست در مغز و پوست" کے مرتبے پر وہ شخص پہنچتا ہے جو مرتبۂ وصالِ حضور سے آگے نکل جاتا ہے۔ فقیر پر فرضِ عین ہے کہ وہ اِس مرتبے پر ضرور پہنچے۔ جس شخص کا دل غضبِ الٰہی سے بھرے ہوئے غلیظ خون سے پُر ہوگا اُس سے جو کام بھی ہوگا بُرا ہی ہوگا اور وہ نفس کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوگا۔

ابیات:-(۱) "کیا تُو جانتا ہے کہ زندگیٔ قلب کہاں سے نصیب ہوتی ہے؟ زندگیٔ قلب اُسے نصیب ہوتی ہے جسے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دست بیعت فرما لیتے ہیں۔" (۲) "کیا تجھے معلوم ہے کہ زندگیٔ قلب کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ زندگیٔ قلب اُسے حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو جاتا ہے۔" (۳) "کیا تُو جانتا ہے کہ زندگیٔ قلب کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ زندگیٔ قلب اُسے حاصل ہوتی ہے کہ جس کا باطن آباد اور دل مکمل طور پر صاف ہو۔" (۴) "کیا تُو جانتا ہے کہ زندگیٔ قلب کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ سن! ذاکرِ قلبی ہی لقائے الٰہی سے مشرف ہو کر زندگیٔ قلب پاتا ہے۔" (۵) "جس کا دل زندہ ہو جاتا ہے وہ ہوا و ہوس سے پاک ہو جاتا ہے اور وہ ذاکرِ قلبی بن کر ادب و حیا سے زندگی گزارتا ہے۔" (۶) "یہ بیل و گدھے جیسے احمق انسان نما حیوان

---

[1] :- ہمہ اوست در مغز و پوست = ہر چیز کے ظاہر و باطن میں صرف ایک ہی ذات (ذاتِ حق تعالیٰ) کا ظہور ہے۔

زندہ دل کب ہو سکتے ہیں؟ کہ یہ تو سونے چاندی اور دنیائے مردار کے طالب ہیں۔"

اہل قلب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے منظورِ نظر ہو کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہتے ہیں۔ جان لے کہ آدمی کے وجود میں نفس مثل یزید ہے، قلب اسعد وسعید ہے اور روح مثل بایزیدؒ ہے اور انسان کا مقصود علمِ لدنی اور مرتبۂ نعم البدل کے ذریعے سرِّ توحید کا حصول ہوتا ہے اور مرتبۂ نعم البدل فقیرِ کامل کی توجہ سے جاری ہوتا ہے۔ توجہ کے کیا معنی ہیں؟ توجہ رخ کو کہتے ہیں اور رخ چہرے کو کہتے ہیں اس لئے جب کوئی صاحبِ توجہ کسی پر توجہ کرتا ہے تو اُسے اپنے روبرو کر کے اُس کے مطلب ومقصود تک پہنچاتا ہے۔ جو شخص ایسا نہیں کر سکتا وہ مرتبۂ نعم البدل اور توجہ سے بے خبر ہے۔

قطعہ:۔ "جو شخص مرتبۂ نعم البدل حاصل کر لیتا ہے وہ ہر ایک مقام پر متصرف ہو جاتا ہے، تمام اسرارِ خداوندی سے واقف ہو جاتا ہے اور ہر وقت مجلسِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر رہتا ہے۔"

جو شخص اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ سر سے قدم تک نور ہو جاتا ہے۔ راہِ حق کی ہر حالت میں علم ضروری ہے، بغیر علم کے جاہل فقیر گمراہ ہو جاتا ہے، علم مونسِ جان ہے۔ جاہل فقیر بدتر از شیطان ہے۔ علمِ ظاہر قال وبیان ہے اور علمِ باطن معرفت ووصالِ عیان ہے۔ جہاں معاملہ عیان ہے وہاں کیا حاجتِ قال وبیان ہے۔ جو شخص نہ تو علمِ تصوفِ عیان سے واقف ہے اور نہ ہی علمِ ظاہر فرض، واجب، سنت، مستحب اور فقہ کے مسائل بیان سے باخبر ہے تو اُسے فقیر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ تو محض حیوان اور بندۂ نفس وشیطان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "انسان اور حیوان میں تفریق کرنے والی چیز علم وعقل ہے۔" حیوان بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، حیوانِ ناطق اور حیوانِ سائل۔ عقل بھی دو

قسم کی ہوتی ہے، عقلِ کل اور عقلِ جز۔ علمائے عامل اور فقرائے کامل عقلِ کل کے مالک ہوتے ہیں جبکہ اہلِ دنیا کے پاس عقلِ جز ہوتی ہے، چنانچہ وہ منصوبہ ساز ہوتے ہیں، اُن پر خدا کا غضب واعتراض ہے۔ جان لے کہ علم کے تین حروف ہیں ''ع ل م'' جو شخص علمِ ''ع'' [1] کا عامل ہو جاتا ہے وہ عین پاتا ہے اور عین سے واصل ہوتا ہے۔ وہ علم ''ل'' سے لایحتاج اور علمِ ''م'' سے محرمِ اسرار ہوتا ہے۔ عقل کے بھی تین حروف ہیں۔ ''ع ق ل''۔ حرف ''ع'' سے عاقل اعلیٰ، حرف ''ق'' سے قربِ حق اور قہر بر نفس، اور حرف ''ل'' سے لائق لقائے رب العٰلمین۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''عقل انسان کی نیام ہے، انسان کا بھی آئینہ ہے اور رب کا بھی آئینہ ہے۔'' آئینے تین ہیں، (۱) آئینۂ سکندری، (۲) جامِ جہاں نمائے جمشید، (۳) خاتمِ سلیمانی۔ ان تینوں آئینوں نے چمک وعزت وشرف ومحبت آئینۂ فقر، آئینۂ معرفت اور آئینۂ مشاہدۂ حضور سے پائی ہے۔ پس انتہا ابتدا کی امیدوار ہے اور اہلِ ابتدا ولایت کے امیدوار ہیں۔ جو شخص نفس امارہ اور ہوا و ہوس کا غلام ہے وہ نہ صاحبِ ابتدا ہے اور نہ صاحبِ انتہا بلکہ محروم از معرفتِ خدا ہے۔ یاد رہے کہ تین آدمی نعمت و دولت وخزائن محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے نصیب ولاعلاج رہتے ہیں۔ ایک روزِ اوّل کا منافق، دوم روزِ اوّل کا جھوٹا، سوم روزِ اوّل کا کافر۔ ایسے لوگوں کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''بے شک آپ کے چاہنے سے کوئی شخص صاحبِ ہدایت نہیں بنتا بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے۔'' پس ہر مرض کا علاج ہے، ہر قفل کی چابی ہے اور ہر چیز کے لئے کوئی حیلہ ووسیلہ ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ

---

[1]:۔ علمِ ''ع'' سے مراد ہے حقیقت ومعرفت کا ادراک۔ ''عین واصل بود'' کا مطلب ہے:۔ واصل باللہ ہو کر بقا باللہ کا مرتبہ پالیتا ہے۔

کسی لاعلاج و بے قفل و بے کلید اور بے حیلہ وسیلہ کو حضوری میں پہنچا دے تو وہ کون سا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے طالب اللہ کو جملہ مطالب و مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے؟ وہ علم علمِ تصورِ حضور اور علمِ دعوتِ قبور ہے۔ جس شخص کو قرب اللہ حضور حاصل ہو اور وہ حضورِ حق سے جواب باصواب پاتا ہو اور اُس کے دل پر بارگاہِ حق سے پیغام والہام کا القا ہوتا ہو اور اُسے مجلس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہو، اُسے کیا ضرورت ہے کہ اسمِ اعظم کو اسمِ بدوح کے ساتھ ملا کر پڑھتا پھرے؟ جسے توجہ سے خود کو حضوری میں پہنچانے کی اِس قدر طاقت وقوت حاصل ہو اُسے خط کھینچنے یا نقش دائرہ بنانے یا بست در بست مثلث پُر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تمام مراتب تو ناقص وخام و بے عمل وادھورے اور معرفتِ الٰہیہ سے محروم آدمی کے ہیں۔

بیت :- "وردواوراد کو چھوڑ اور وحدتِ الٰہی کا طالب بن کہ وحدتِ الٰہی سے تُو صاحبِ قرب عارف بن جائے گا۔"

کامل وہ ہے کہ اگر چاہے تو ایک ہی دم میں تمام جہان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فنا کے گھاٹ اُتار دے۔ ایسے کامل کو لب ہلانے اور علمِ دعوت پڑھنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ ایسا کامل کل ایک ہی دم میں تمام جہان کو اپنے فیض سے بہرہ ور کر سکتا ہے۔ ہاں! یہ تو بالکل معروف بات ہے کہ عالم درجۂ قال پر ہوتا ہے اور ہمیشہ عاجز سوالی بنا رہتا ہے جب کہ عارف صاحبِ مشاہدۂ احوال ہوتا ہے۔ اِسی طرح خام ہمیشہ اہلِ ذکر فکر وسکر ومستیٔ حال ہوتا ہے، فقیر ہمیشہ بعین صاحبِ مشاہدۂ جمال ہوتا ہے اور جاہل ہمیشہ مبتلائے زوال ہوتا ہے۔

بیت :- "علم حاصل کرتا کہ تجھے قربِ خدا حاصل ہو ورنہ جاہل آدمی تو ہوا و

ہوس کا پتلا اور شیطان جن ہوتا ہے۔''

علم کے تین حروف ہیں اور قرآن مجید کے تیس پارے انہی تین حروف میں مندرج ہیں جیسا کہ تیس حروفِ ابجد سے آیاتِ ناسخ و آیاتِ منسوخ و آیاتِ وعدہ وعید و آیاتِ قصص الانبیاءؑ و آیاتِ امر معروف و آیاتِ نہی عن المنکر اور موافق آیات احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وجود میں آئیں جو کونین کی ہر ایک چیز کا پتہ دیتی ہیں۔ جو مرشد طالب اللہ کو پہلے ہی روز اس علم کے فیض و فضل کی تعلیم نہیں دیتا اور تلقینِ حضوری نہیں کرتا وہ احمق ہے کیونکہ جاہل کبھی مرتبۂ فقر و ولایت پر نہیں پہنچ سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''کہو تو اچھی ہی بات کہو ورنہ چپ رہو۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کے سامنے اُس کی تعریف کی اُس نے گویا اُسے چھری کے بغیر ذبح کر ڈالا۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''جو شخص تمہارے سامنے تمہاری تعریف کرے اُس کے منہ میں مٹی ڈالو۔'' اگر کسی شخص سے دعوت و ورد و وظائف کا عمل جاری نہ ہوتا ہو اور اُس کے وجود میں ذکر فکر کی تاثیر نہ ہوتی ہو، توجہ و تصور سے مطلب تک رسائی نہ ہوتی ہو، تفکر سے تصور تصرف میں نہ آتا ہو، باطن زیرِ عمل نہ آتا ہو اور ظاہر باطن کے مطابق نہ ہوتا ہو اور حجابات سدِّ سکندری کی مانند حائل رہتے ہوں تو اُس کا علاج کیا ہے؟ اگر کوئی شخص دعوت پڑھنے سے رجعت کھا جائے اور ذکر فکر سے مجنون و دیوانہ ہو جائے یا آسیب کی نظر سے تنگ دست ہو جائے تو اُس کا علاج کیا ہے؟ اگر کوئی مفلس و نادار آدمی بادشاہ بننا چاہتا ہو یا خزائن قربِ الٰہی کا تصرف حاصل کرنا چاہتا ہو تو اُس کا علاج کیا ہے؟ اگر کسی شخص کا نفس امارہ فتنہ و فساد سے رات دن اُس کے اعتقاد کو تباہ کیے رکھتا ہو تو اُس کا علاج کیا ہے؟ اگر کسی شخص کو علم و فیض

حاصل نہ ہوتا ہو اور علم وفیض کا ملکہ اُس پر نہ کھل رہا ہو تو اُس کا علاج کیا ہے؟ اگر کسی شخص کو طاقتور دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا ہو تو اُس کا علاج کیا ہے؟ اگر کسی شخص کو کوئی بیماری لاحق ہو گئی ہو اور اُس کی جان لبوں تک آ گئی ہو تو اُس کا علاج کیا ہے؟ اگر انسانِ کامل وعلمائے کامل وفقیرِ مکمل واہلِ دنیا عاجز وغریب ومستحق اپنی اپنی آرزوؤں کی تکمیل کے خواہشمند ہوں تو اُس کا علاج کیا ہے؟ یہ تمام لوگ ہر قسم کے ظاہری و باطنی مطالب فقیرِ ولی اللہ سے طلب کریں۔ فقیر کو کس طرح پہچانا جا سکتا ہے؟ فقیرِ ولی اللہ وہ ہے جو قربِ اللہ حضور سے تصور وتصرف میں کامل اور توجہ وتفکر سے دعوتِ اہلِ قبور کا عامل ہو۔ ایسا عامل وکامل فقیر جملہ فرائض وجملہ سنتوں وجملہ واجبات وجملہ مستحبات کی ادائیگی ایک ہی فرض، ایک ہی سنت، ایک ہی واجب اور ایک ہی مستحب میں کرا دیتا ہے اور علمِ فقہ کے جملہ مسائل اور ضبطِ تحریر میں آنے والے تمام علوم کو ایک ہی مسئلہ سے سکھا دیتا ہے۔ مندرجہ بالا جملہ درجاتِ عظمیٰ اور سعادتِ کبریٰ کی دولت ایک ہی ساعت میں عالم باللہ واصل فقیر سے حاصل ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ بہت زیادہ علم حاصل کرنا فرضِ عین نہیں ہے مگر اسلام کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنا، گناہوں سے باز رہنا اور خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہنا بہت ضروری ہے لیکن نفس وہوا سے خلاصی پانا، محبتِ الٰہی میں غرق ہونا اور معرفتِ اللہ توحید حاصل کرنا فرضِ عین ہے اور اس کے لئے قدیم وعظیم صراطِ مستقیم پر گامزن ہونا، قلبِ سلیم حاصل کرنا اور تسلیم ورضا اختیار کرنا ضروری ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ج اَللّٰہُ الصَّمَدُ ج لَمْ یَلِدْ ۵ وَلَمْ یُوْلَدْ ۵ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ تہہ دل سے پڑھ ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- “

ترکِ دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حُبِ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ ''ترکِ دنیا اور محبتِ الٰہی عبادت کا مغز ہے اور اِس میں اسرارِ ہدایت پوشیدہ ہیں۔ دنیا کی محبت فتنہ و بدعت کی جڑ ہے۔ وہ عجیب احمق لوگ ہیں کہ جنہوں نے بدعت کو ہدایت سمجھ رکھا ہے۔ وہ سیاہ دل اندھے آنکھیں رکھتے ہوئے بھی نابینا ہیں۔ عالمِ باعمل وہ ہے جو علم پر عمل کر کے خود کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پہنچائے، یہ ہے مرتبہ عالمِ باعمل کا اور فقیرِ کامل وہ ہے جو کشف القبور اور قربِ اللہ حضور کی قوت سے رات دن احوالِ حیات و ممات کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اے لوگو! تم کس طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتے ہو؟ کہ تم مردہ تھے، پھر اللہ نے تم کو زندہ کیا، پھر تمہیں مارے گا اور پھر تمہیں زندہ کرے گا اور پھر تم اُسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔'' فقیر زندہ جان، زندہ زبان، زندہ دم، ثابت قدم، زندہ دل، زندہ روح، زندہ سخن، مردہ حسد، مردہ حرص، مردہ طمع اور مردہ نفس ہوتا ہے۔ ایسا فقیر ہمیشہ قربِ الٰہی میں رہ کر مشاہدۂ حضور میں غرق رہتا ہے۔ اُس کا حق اللہ تعالیٰ کی تمام خاص و عام مخلوق پر ہوتا ہے اس لئے بظاہر وہ جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے خلقِ خدا کی گردن سے اُس کا حق ساقط کرتا ہے اور اصلی فقیر کہ جس کی اصل اسمِ اللہ ذات کے ذریعے وصالِ الٰہی پر ہوتی ہے اور وہ ہر وقت اور ہر حال میں مشاہدۂ جمالِ الٰہی میں محو ہو کر معرفت و وصالِ الٰہی میں غرق رہتا ہے وہ جو چاہے کھائے پیے اُس پر حلال ہے کہ روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اُس کے قبضہ و تصرف میں ہوتی ہے اور جملہ خلقِ خدا اُس کی برکت سے آفات و بلیات سے محفوظ رہتی ہے۔ چنانچہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ '' جسے نورِ جلال کا لقمہ نصیب ہو جاتا ہے وہ جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے، اُس پر حلال ہے ۔'' پس عارف کے حلق میں لقمہ

حرام ہرگز نہیں جاتا، اُس کے حلق میں صرف لقمہ حلال ہی جاتا ہے چاہے بظاہر لوگوں کی نظر میں وہ لقمہ حرام ہی کیوں نہ ہو۔ اور عارف کی ہر بات سچی ہوتی ہے چاہے ظاہر میں لوگوں کو مستیٔ حال کی بدولت جھوٹی ہی معلوم ہوتی ہو۔

بیت:- ''واصلانِ خدا کی ہر بات قرب و وصال کی بات ہوتی ہے اور صاحبِ وصل کے حلق میں صرف لقمہ حلال ہی جاتا ہے۔''

کیونکہ فقرا کا شکم تنور کی مثل ہوتا ہے، اُن کا سب کھایا پیا آتشِ شوق سے جل کر نور ہو جاتا ہے۔ فقرا کا کھانا نور، سونا شرفِ دیدارِ حضور اور جاگنا باطن معمور ہوتا ہے۔ فقرا نافع المسلمین ہوتے ہیں اور خلقِ خدا میں آفتاب کی طرح فیض بخش مشہور ہوتے ہیں۔ طالب فقیر پر فرضِ عین ہے کہ وہ پہلے ہی دن اس مرتبے پر ضرور پہنچے۔

ابیات:- (۱) ''مَیں ایک صاحبِ ہدایت و اہلِ کرم کامل و اکمل فقیر ہوں، جو کوئی میری زیارت کر لیتا ہے وہ ہر غم سے آزاد ہو جاتا ہے۔'' (۲) ''غم جب میرے سامنے آتا ہے تو خود ہزاروں غموں کا شکار ہو جاتا ہے، اہلِ غم تو بت پرست ہوتے ہیں کہ وہ مشرک ہیں۔'' (۳) ''فقیر قربِ الٰہی کی بدولت ہر غم سے آزاد رہتا ہے جب کہ دنیوی شان و شوکت کے دلدادہ فرعون پر لعنت برستی رہتی ہے۔'' (۴) ''غم میں غلطان کرنے والا فتنہ تو دنیا کا مال و دولت ہے، جو اس سے تارک و فارغ ہو جاتا ہے وہ غم سے آزاد ہو جاتا ہے۔''

جو فقیر قربِ الٰہی میں آکر غرق فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اُسے صاحبِ انتہا اہل الوصول کہتے ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں اُس کی نظر قبول، تصور و تصرف قبول، توجہ و تفکر قبول، دلیل آگاہ قبول، نظر نگاہ قبول اور وہم و خیال قبول ہوتا ہے، اُس کے یہ تمام مراتب مقبول

ہوتے ہیں۔ جاہل و مجہول آدمی جن شیطان، نفس خبیث، دنیائے مردار اور فریب دہندہ ابلیس سے بدتر ہوتا ہے کہ اُس کی ہر بات ہوائے نفس سے متعلق ہوتی ہے جو رضائے الٰہی کے خلاف اور نامقبول ہوتی ہے۔ فقیر اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جس کے دل و دماغ میں محبت الٰہی سمائی رہتی ہے۔ شہباز عارفوں کی حقیقت کو کوے کیا جانیں؟ وہ تمام مراتب و تمام مناصب و تمام علوم و تمام حکمتیں و تمام خزانے و تمام کیمیا گری اور تمام احوالات جو اگر طالب اللہ کو حاصل ہو جائیں تو اُس کے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے، حاضرات ہی سے حاصل ہوتے ہیں اور حاضرات کئی قسم کی ہیں مثلاً تمیں حاضرات تمیں حروفِ تہجی کی ہیں، ننانوے حاضرات ننانوے اسمائے باری تعالیٰ کی ہیں، ہر ایک حدیثِ قدسی و ہر ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حاضرات ہیں، ہر ایک آیتِ قرآن کی حاضرات ہیں اور کلمہ طیبات " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی حاضرات ہیں۔ ہر مرتبہ و ہر درجہ انہی حاضرات سے کھلتا ہے۔ اِسی طرح حاضراتِ فنا فی اللہ ہیں، حاضراتِ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ہیں، حاضراتِ فنا فی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، جملہ غوث و قطب اولیا اللہ و مجتہدین علمائے باللہ کی ارواح سے ملاقات کی حاضرات ہیں۔ جو شخص اِن حاضرات کا علم و عمل جان لیتا ہے وہ اٹھارہ ہزار عالم کی تمام مخلوقات کی ارواح اور تمام موکل فرشتوں اور تمام جنوں کو اپنے سامنے حاضر کر لیتا ہے اور ہر دیکھے اَن دیکھے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص یہ راہ نہیں جانتا اور حاضرات کے علم و عمل سے واقف و آگاہ نہیں وہ نہ تو علمِ احوال کا عالم و عامل ہے اور نہ ہی صاحبِ علم معرفت توحید فقیر کامل ہے بلکہ زیرِ بارِ نفس حامل ہے۔ " لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " وہ اوّل ہے، وہ آخر ہے، وہ

ظاہر ہے اور وہ باطن ہے، اُس کی مثل کوئی شے نہیں ہے، وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ باطنی تحقیق سے کنہٗ وحدانیتِ الوہیت کے ان چاروں مراتب (اول و آخر و ظاہر و باطن) کی حقیقی معرفت تک وہ شخص پہنچتا ہے جو اپنے دل سے ماسویٰ اللہ کا ہر نقش مٹا کر تصدیق دل کے ساتھ مرتبۂ تصدیق حاصل کر لیتا ہے اور چار لذاتِ جسمانی کو چھوڑ کر پانچویں لذتِ انوارِ دیدارِ پروردگار کا مزہ چکھ لیتا ہے۔ چار لذاتِ جسمانی یہ ہیں:- "اوّل کھانے پینے کی لذت، دوم عورت سے مجامعت کی لذت، سوم حکمرانی و بادشاہی کی لذت اور چہارم اعمالِ صالحہ اور علم کی لذت۔ جب تصورِ اسمِ اللہ ذات کی پانچویں لذت وجود میں داخل ہوتی ہے تو یہ چاروں جسمانی لذات اس طرح بدمزہ معلوم ہوتی ہیں جس طرح کہ بیمار کو طعام بدمزہ معلوم ہوتا ہے۔ جب طالب اللہ اِس مرتبے پر پہنچتا ہے تو ربّ الارباب کی طرف سے اُسے صادق کے خطاب سے نوازا جاتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعامات سے نواز رکھا ہے اور یہ لوگ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں سے ہیں اور یہ کیسے اچھے ساتھی ہیں۔" طالبِ صادق کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے ہر مرتبے کو امتحان و تجربے سے آزمائے اور اُس کے بعد راہِ معرفت و فقر میں قدم رکھے تاکہ اُس کا یقین پختہ ہو جائے اور وہ دنیا و آخرت میں شرمندہ نہ ہو۔ پہلے مشاہدہ انوارِ دیدار کرے، اُس کے بعد اعتبار کرے، پہلے اچھی طرح دیکھے پھر یقین کرے، پہلے اتحاد کرے پھر اعتقاد رکھے، پہلے مرتبۂ خاص حاصل کرے، پھر اخلاص رکھے۔

مثنوی:- "جب جان اِس جہان سے نکل جاتی ہے تو اگلا جہان نظر آتا ہے اور جب جان اُس جہان سے نکل جاتی ہے تو لامکان نظر آتا ہے۔"

ایسی توفیق صرف اولیا اللہ ہی کو حاصل ہوتی ہے اور انہیں ہی قربِ خدا سے یہ قدرت حاصل ہوتی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''خبردار! اولیا اللہ پر نہ تو خوف مسلط ہو سکتا ہے اور نہ ہی غم۔'' جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے وہ روشن ضمیر ہو کر ولی اللہ بن جاتا ہے۔ جو شخص کلمہ طیب کی کنہ کو جانتا ہے اور اُس کو کنہ سے پڑھ لیتا ہے، بے شک وہ کنہِ کلمہ طیب سے حضوری میں پہنچ جاتا ہے۔ ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا فرصد سالہ یہود و نصاریٰ و ترسا بت پرست جب ایک مرتبہ کلمہ طیب پڑھ لیتا ہے تو پاک بہشتی ہو جاتا ہے لیکن تُو ہے کہ رات دن کلمہ طیب پڑھ رہا ہے مگر تجھے معلوم نہیں کہ تُو بہشتی ہے یا دوزخی۔ فرمایا گیا ہے :- ''ایمان کا درجہ خوف اور رجا (اُمید) کے درمیان ہے۔'' تیرے ایک طرف بہشت ہے اور ایک طرف دوزخ ہے لہٰذا تُو خوف اور رجا کو وسیلۂ ایمان بنا کر خدا کی طرف متوجہ ہو جا۔ یاد رکھ کہ کلمہ طیب نیت کے مطابق نفع دیتا ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے :- ''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔'' کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں اور انسان دن رات میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور معنیٰ خاص الخاص کے ساتھ کلمہ طیب ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کو اُس کی کنہ سے پڑھتا ہے تو کلمہ طیب کا ہر حرف اُس کے ہر گھنٹے کے گناہوں کو اِس طرح جلا دیتا ہے جس طرح کہ آگ خشک لکڑیوں کو جلا ڈالتی ہے۔ جو شخص اِس طرح کلمہ طیب کے ذکر کی ضرب دل پر لگاتا ہے، شوقِ الٰہی سے اُس کی چشمِ دل کھل جاتی ہے جس سے وہ عین معرفتِ اللہ وصال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس مرشد سے طالبِ صادق کو پانچ ضرباتِ کلمہ طیب سے پانچ خزانے حاصل نہ ہوں تو طالب کو چاہیے کہ وہ ایسے ناقص و بے واصل مرشد سے فوراً الگ ہو جائے اور اپنی زندگی برباد نہ کرے۔

قفلِ کلمہ طیب کو کھولنے کی چابی تصورِ اسمِ اللہ ذات ہے۔ عاقل آدمی کامل کی تصنیف کو سمجھتا بھی ہے اور اُس سے فرحت بھی پاتا ہے لیکن احمق و ناقص آدمی کو اُلٹا ملال ہوتا ہے اور وہ پریشان ہو جاتا ہے۔ ابتدا میں کلمہ طیب جب کسی شخص کے وجود میں تاثیر کرتا ہے تو خلق کی نظر میں وہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے لیکن خالق کی نظر میں دانا ہوتا ہے، وہ خلقت سے وحشت کھاتا ہے۔ اُس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور نفس مر جاتا ہے اور وہ ہوا و ہوس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے :۔ ’’جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اُسے خلق سے میل جول میں مزہ نہیں آتا۔‘‘ حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک ہے :۔ ’’عارف باللہ اللہ تعالیٰ سے اُنس رکھتا ہے لیکن غیر اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔‘‘ ظاہر باطن میں افسردہ، حق حقیقت سے مردہ حیوان صفت و شیطان سے بدتر جاہل لوگوں سے عارفانِ الٰہی اِس طرح دور بھاگتے ہیں جس طرح کہ کمان سے نکلا ہوا تیر۔ اِن مراتب کی قدر وہ شخص جانتا ہے جس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت و محرمیت و حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و قربِ حضوری و مشاہدہِ انوارِ دیدار پروردگار ہو اور جس کے نزدیک دیگر ہر مرتبہ و ہر مقام مردار و خوار ہو۔ اِس قسم کے مراتبِ حق اُس فقیر کو حاصل ہوتے ہیں جس کی ابتدا ذکر مذکور ہے، متوسط دوام حضور ہے اور انتہا دوام غرق فنا فی اللہ نور ہے۔

شرحِ فقر

فقر کیا ہے؟ فقر کسے کہتے ہیں؟ فقر کو کن احوال و کن افعال و کن اعمال و کن اقوال سے پہنچانا جا سکتا ہے؟ فقر کیا چیز ہے اور اُس کے حصول کے لئے کون سے علم اور

کون سی عقل وتمیز کی ضرورت ہے؟ فقر تمام جہانوں کے لئے آفتاب کی طرح فیض بخش روشن نور ہے اور ہر جان کے لئے مثل نورِ دیدہ اور جاوداں جانِ عزیز ہے۔ سن! بہت سے لوگ بظاہر لباسِ فقر میں نظر آتے ہیں لیکن بباطن خوار ہوتے ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہی صاحبِ فقر ہو کر اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت کے گلشن بہار کے مزے لوٹتا ہے۔ فقیر مشکل کشا وعین نما کو کہتے ہیں۔ یہ ہوا وہوس کے قیدی نفس پرست وخود پسند لوگ فقیر نہیں ہوتے۔ یہ ہیچ اور کمینے لوگ ہیں کہ کمینی دنیا کی کمینگی سے دل لگائے ہوئے ہیں۔ آخر فقر کون سا مرتبہ ہے؟ فقر مجمل نعم البدل کا مرتبہ ہے۔ نعم البدل کسے کہتے ہیں؟ نعم البدل وہ ہے جو صاحبِ اختیار ہو، ہر عمل کا عامل ہو، ہر علم میں کامل ہو، صاحبِ بست وکشاد ہو، صاحبِ فیض وفضل ہو اور احوالِ ازل کا مشاہدہ کرانے والا ہو۔ آخر مرتبۂ فقر ہے کیا چیز؟ ہر دو جہان کو توجہ سے طے کر جانے ،تصور کے ذریعے کونین کے تصرف کو اپنی مٹھی میں لے لینے، کونین کا تماشا پشتِ ناخن پر دیکھنے، نفس کو ایک ہی وار میں قتل کر دینے اور پھر تماشائے کونین کو چھوڑ کر مرتبۂ عین پر پہنچنے اور مرتبہ" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَضُوْا عَنْهُ " پر پہنچنے کا نام ہے۔ آخر مرتبۂ فقر ہے کیا چیز اور اُس کی انتہا کیا ہے؟ فقر ابتدا سے انتہا تک یکہ وتنہا ہو کر قربِ خدا میں دائمی حضوری سے ہمکنار ہونے کا نام ہے۔ آخر مرتبۂ فقر کیا چیز ہے؟ فقر برآمدن ودرآمدن کو کہتے ہیں۔ برآمدن کیا ہے اور درآمدن کسے کہتے ہیں؟ برآمدن ودرآمدن ناسوت سے نکلنا اور لاھوت میں پہنچنا ہے، فنا سے نکلنا اور بقا میں آنا ہے، جہل وشرک وکفر وعجب وکبر وہوا اور تمام ناشائستہ خصائل سے پاک ہونا اور معرفتِ فنا فی اللہ ولقا اللہ سے مشرف ہونا ہے، بے جمعیتی سے نکلنا اور جمعیت میں آنا ہے۔ جمعیت کسے کہتے ہیں؟ ہر مطلوبہ چیز کو خواہ اُس کا تعلق مرتبۂ ذات سے ہو یا

مرتبۂ صفات سے، رنج و ریاضت کے بغیر حاصل کر لینے اور جملہ خزائن الٰہی کو اپنے زیرِ تصرف لے آنے کا نام جمعیت ہے۔ برآمدن و درآمدن تقلید سے نکلنا اور توحید میں آنا ہے، طاعت سے نکلنا اور عنایت میں آنا ہے، شکایت وعیبِ حکایت سے نکلنا اور غنایت میں آنا ہے، غنایت سے نکلنا اور ولایت میں آنا ہے، ولایت سے نکلنا اور ہدایت میں آنا ہے۔ جب کوئی ہدایت کے لامحدود مرتبے پر پہنچ جاتا ہے تو عالم باللہ ہو جاتا ہے۔ برآمدن و درآمدن عبودیت سے نکلنا اور ربوبیت میں آنا ہے، حالتِ طلب سے نکلنا اور نورِ قلب میں آنا ہے، محنت سے نکلنا اور محبت میں آنا ہے، مجاہدہ سے نکلنا اور مشاہدہ میں آنا ہے، ذکر فکر سے نکلنا اور الہام و مذکور حضور میں آنا ہے، چلہ و ریاضت سے نکلنا اور راز میں آنا ہے یعنی چشمِ دل کھول کر صاحب عیاں بے نیاز ہونا ہے، مرتبہ محتاج سے نکلنا اور مرتبۂ لایحتاج پر پہنچنا ہے، نفس ذائقہ سے نکلنا اور فقر و فاقہ میں آنا ہے، وہ فاقہ کہ جس میں ہزار ذائقہ سے بڑھ کر دیدارِ الٰہی کی لذت پائی جاتی ہے، فقرِ مکب سے نکلنا اور فقرِ محبّ میں آنا ہے، کشف و کرامات سے نکلنا اور تصورِ اسمِ اللہ ذات میں آنا ہے، آخر مرتبۂ فقر کیا چیز ہے؟ فقر ایک ذوق ہے جو وسیلۂ فضل الحضور ہے، فقر ایک شوق ہے کہ جس سے روح فرحت پاتی ہے اور وجود مغفور ہو جاتا ہے۔ فقر اشتیاق انتظار ہے جو وسیلۂ معرفتِ دیدار ہے۔ ذات و صفات کے یہ تمام مراتب طالب مرید فقیر کو تصورِ اسمِ اللہ ذات و مشق وجودیہ سے حاصل ہوتے ہیں کہ اس شغل سے تجلّی انوار کا مشاہدہ ہوتا ہے اور دیدارِ توحید کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کی حاضرات سے طالب اللہ کو پہلے ہی روز یہ تمام درجات حاصل ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایسا بھی ہے کہ تمام درجات اُس میں آ جاتے ہیں، ایسے مرتبے کے حامل فقیر کو "صاحبِ دم قدم" کہتے ہیں جو صاحبِ

استقامت ہوتا ہے اور استقامت بالاتر ہے کرامت و مقامت سے۔ جو شخص فقر کے اِس انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ خلق میں نشانۂ ملامت بن جاتا ہے۔ یہ ملامت اُسے خلق سے سلامت رکھتی ہے اور اُس کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :- ''سلامتی وحدت میں ہے اور آفات دوئی میں ہیں۔'' سلامتی ماسویٰ اللہ سے نکل کر وحدانیت میں پہنچ جانے میں ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے وہ ہر بلا و ہر آفت کا شکار بنا رہتا ہے۔ خلق کی طعنہ زنی سے مت ڈر۔ فرمانِ الٰہی ہے :- ''اللہ تعالیٰ کے بندے طعنہ زنی کرنے والوں کی طعنہ زنی سے نہیں ڈرتے۔''

رباعی :- ''ارے عالمِ نادان! علم نے تجھے غرور میں مبتلا کر رکھا ہے جس کی وجہ سے تُو اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کی بجائے اُس سے دور چلا گیا ہے۔ اگرچہ تُو نے کشاف و ہدایہ پڑھ رکھی ہیں لیکن جب تک تو خاصانِ خدا کی خدمت میں نہیں آئے گا نادان ہی رہے گا۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :- ''قوم کا سردار فقرا کا خادم ہے۔'' پس کسی اور کی کیا مجال کہ دم مارے اور فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کرے۔ نقد و جنس ہر قسم کے مال و دولت کی زکوٰۃ کی طرح دولتِ علم کی بھی زکوٰۃ ہے جو علما پر فرض ہے اور اُن کی زکوٰۃ یہ ہے کہ وہ بے طمع و بے ریا ہو کر محض رضائے الٰہی کی خاطر شاگردوں کو علم سکھائیں۔ خزائنِ معرفت و فقر کی بھی زکوٰۃ ہے اِس لئے فقرا پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالبانِ مولیٰ کو علمِ تصوف کی تعلیم دیں، سلک سلوک کی تلقین کریں اور انہیں اُن کی مطلوبہ حضوری تک پہنچائیں۔ سن! عارفوں کے احوال ہر روز ایک نئے رنگ میں نمودار ہوتے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''وہ ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔'' انہیں یہ مرتبہ

حاصل ہوتا ہے کہ وہ قوتِ تصور اور قربِ اللہ حضور کی توفیق سے قیامت کے حساب کتاب کا مشاہد کرتے رہتے ہیں جس سے اُن کا نفس عبرت پکڑ کر حیرت زدہ رہتا ہے اور گناہِ صغیرہ و کبیرہ سے باز رہتا ہے۔ انتہائے کامل یہ ہے کہ کامل حبس انتقال کرتا ہے لیکن یہ انتقال بھی معرفتِ اللہ وصال سے بہت دور ہے اس لئے عارفوں کے نزدیک یہ حبس انتقال بھی فضول چیز ہے۔ علاوہ ازیں صاحبِ تصورِ اسمِ اللہ ذات کامل کو روحانیت پر تصرف حاصل ہوتا ہے اور وہ " قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ " (اُٹھ اللہ کے حکم سے) کہہ کر روحانی کو زندہ کر کے قبر سے باہر لے آتا ہے۔ اُس کا ایسا کرنا سنتِ انبیاؑ ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ (علیہ السلام) ایسا کیا کرتے تھے۔ بعض اولیا اللہ کو یہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ جذب و جلالیت سے "قُمْ بِاِذْنِیْ" (اُٹھ میرے حکم سے) کہہ کر مردے کو زندہ کر دیتے ہیں اور یہ شرف اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اولیا اللہ کو حاصل ہے۔ مرتبۂ فقر علماؑ کو حاصل ہوتا ہے، اُن علماؑ کو کہ جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔ "میری اُمت کے علماؑ انبیائے بنی اسرائیل جیسے ہیں۔" تمام انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مرتبۂ فقر کے حصول اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمتی ہونے کی التجا کرتے رہے لیکن اُنہیں یہ مراتب حاصل نہ ہو سکے۔ جسے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ کی حضوری نصیب ہوئی، اُس نے فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا رفیق بنایا کیونکہ مرتبۂ فقر سے بڑھ کر بلند و قابلِ فخر مرتبہ نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہوگا۔ فقر دائمی زندگی ہے۔

ابیات:۔ (۱) "اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ موت کیا چیز ہے؟ تو مَیں کہوں گا کہ مَیں تو زندہ ہوں، مجھے موت کا کیا پتہ؟" (۲) "میرا نفس حرص و طمع و ہوا کے لحاظ سے

مر چکا ہے اِس لئے اِس موت سے مجھے دیدارِ خداوندی نصیب ہوا ہے۔'' (۳) ''میری قبر میرے لئے خلوت خانہ ہے جہاں میں خود سے بیگانہ ہو کر خوشحال رہتا ہوں۔'' (۴) ''مَیں نے مرنے سے قبل ہی یہ مقام حاصل کر لیا ہے کہ میرا نفس تو مر چکا ہے لیکن میری جان مکمل طور پر زندہ ہے۔'' (۵) ''میرے نزدیک گھر اور قبر یکساں ہیں، یہ چیز نفس کے تو خلاف ہے لیکن روح اِس سے امر ہو جاتی ہے۔'' (۶) ''جو چیز مردہ دل کے لئے موت ہے وہ عاشق کے لئے عین حیات ہے کہ اُس سے عاشقوں کو نجات حاصل ہوتی ہے۔'' (۷) ''عاشقوں کی غذا وقوت لقائے الٰہی ہے، جس نے اِس زندگی میں لقائے الٰہی حاصل نہ کیا وہ بے حیا ہے۔''

انسان کے ظاہر و باطن کا دارومدار اُس کے احوالِ نفس پر ہے کہ نفسِ امارہ سیری کے وقت کبر و انا سے فرعون ہوتا ہے، بھوک کے وقت دیوانے کتے کی طرح درندہ ہوتا ہے، غصے کی حالت میں شیطان ہوتا ہے، شور و شر کی حالت میں دیو خبیث ابلیس ہوتا ہے اور سخاوت کے موقع پر قارون کی طرح بخیل ہوتا ہے۔ اِس کے برعکس نفسِ مطمئنہ سیری کے وقت فیض بخش و نافع المسلمین ہوتا ہے، بھوک کے وقت صابر ہوتا ہے، حالتِ شہوت میں باشعور ہوتا ہے، غصے کی حالت میں تحمل مزاج و بردبار اور صاحبِ حضور ہوتا ہے اور سخاوت کے موقع پر سخی و کریم ہوتا ہے۔ نفسِ مطمئنہ کے مالک انبیاؑ و اولیا اللہ و علمائے عامل و فقرائے کامل ہوتے ہیں۔ نفسِ مطمئنہ بھی مختلف اقدار و مختلف احوال رکھتا ہے۔ صاحبِ نفسِ مطمئنہ فقیر جب مراقبۂ معراج میں غرق ہوتا ہے تو براق کی طرح حضوری میں پہنچ جاتا ہے اور ایک ہی دم میں ہزار مرتبہ مشرفِ دیدارِ پروردگار ہوتا ہے۔ دنیا میں افسانہ خوان بہت زیادہ ہیں اور قصے و مسائل سننے والے بھی بے شمار ہیں لیکن

ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی صاحبِ دیدار عالمِ غیب ولی اللہ ہوتا ہے۔

بیت:۔" جو شخص باعیاں دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے اُس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے اور اُس کے سامنے کچھ بھی غیب باقی نہیں رہتا۔"

جس طرح علماً کی نظر ہر وقت مطالعہ پر لگی رہتی ہے اُسی طرح فقرا کی نظر ہر وقت قربِ الٰہی کی حضوری پر لگی رہتی ہے اور وہ ہمیشہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں۔ بعض لوگوں کو مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے لیکن وہ جانتے نہیں، بعض جانتے ہیں اور ہم کلام بھی ہوتے ہیں، بعض مقامِ جلالیت پر ہوتے ہیں، بعض مقامِ جمالیت پر اور بعض مقامِ کمالیت پر ہوتے ہیں۔ ہم نے اِس کتاب کو "عین نما" کی صورت دے دی ہے، جس نے اِسے پایا اور اِس کا مطالعہ کیا وہ واصل باللہ عارف باللہ ہو گیا۔ جس نے اِس کتاب سے کچھ حاصل نہ کیا اور واصل باللہ نہ ہوا اور مردہ دل رہا تو وہ منافق و بے حیا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ کا علمِ لازوال ہی کافی ہے۔

اختتام پذیر ہوئی یہ کتاب معرفت نصاب "عین نمائے نورالہدیٰ۔"

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ